

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالسَّلَامُ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى وَمِنَ اتَّبَعَ الْهُدَى

## پیش لفظ !

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے اس بے بضاعت کو اس کتاب حیات القلوب جلد دوم مؤلف علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے اردو ترجمہ کی توفیق عطا فرمائی اور اس دینی خدمت کی تکمیل کا شرف بخشا جو جلد اول کتاب ہذا کے ترجمہ سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑا تھوڑا کر کے مکمل ہو گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اس حلیل القدر اور کثیر العوائد کتاب میں جناب سرور کائنات فخر آدم و ہنی آدم باعث خلقت عالم، پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مقدسہ کے تمام و کمال حالات درج ہیں۔ ابتدائے خلقت نور اور آپ کی ولادت باسعادت سے وفات حسرت آیات تک کے واقعات نہایت شرح و بسط کے ساتھ جمع کیے گئے ہیں۔ یعنی آپ کے اور آپ کے اہلبیت علیہم السلام کے نور کی خلقت، آپ کا نسب، آپ کے آباؤ اجداد میں جناب ہاشم سے جناب ابوطالب تک کے حالات اور ان حضرات کی زندگی کے اہم واقعات، آنحضرت کے متعلق پیشین گوئیاں، آپ کی ولادت، رضاعت، جناب ابوطالب کی آپ سے محبت اور جان سپارانہ حمایت، آنحضرت کے اخلاق حسنہ اور فضائل حمیدہ، حضرت کے معجزات بالتفصیل یعنی جمادات و نباتات و حیوانات و اجرام و سماوی وغیرہ سے متعلق معجزات، غزوات، معراج اور مباہلہ کے مکمل حالات، اصحاب اور ائمتہ کے فضائل، آپ کی تبلیغ اسلام کی غزویاں، آپ کے خاص خاص اصحاب یعنی جناب سلمان و ابوذر و مقداد و عمار و غیر ہم رضوان اللہ علیہم کے حالات، ان حضرات کی دینداری اور حمایت اہل بیت، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی رویت نہایت تشریح و تفصیل کے ساتھ مسطور و مرقوم ہیں۔

یہ کتاب صحیح اسلامی تعلیم و تبلیغ کا دفتر ہے جو نہ صرف عام مومنین کی دینی معلومات کی ضامن ہے بلکہ ان کی تہذیب و اخلاق، عادات و اطوار اور اعمال و کردار کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی ذمہ دار ہے بشرطیکہ خلوص سے عمل کیا جائے۔ یہ کتاب عام داعیین کے لیے خصوصاً صرف اردو دان و اکیرین کے لیے ایک انمول تحفہ اور معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے۔

مجھے اپنی بے بضاعتی اور علمی سرمایہ کی کمی کا اعتراف ہے۔ میں نے احادیث کا صرف لفظی ترجمہ کر دینے پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ اپنی اردو زبان میں محاورات کے مطابق مفہوم ادا کرنے کی

# حیات القلوب

## جلد 2

صفحہ 1 سے 209

5/11

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## فہرست مضامین حیات القلوب جلد دوم

باب نمبر	مضمون	صفحہ
۱	باب اول :- حضرت سرور انبیا کا نسب مبارک اور ان حضرات کے آباد اجداد کے حالات	۴۱
۴۱	فصل اول :- آنحضرت کے نسب کا تذکرہ	۴۱
۴۲	دوسری فصل :- آنحضرت کے نور مبارک کی خلقت کا ذکر	۴۲
۴۳	پیدائش نور بخت	۴۳
۴۴	انوار مقدسہ بخت سے خلقت کائنات	۴۴
۴۴	محمد و علی کے اسمائے گرامی خدا کے ناموں سے مشتق ہیں۔	۴۴
۴۵	انور خلق کا محمد و آل محمد کے سپرد ہونا۔	۴۵
۴۵	انوار اہلبیت سے شیعہ اہلبیت کی خلقت	۴۵
۴۶	اہلبیت کی باقی ماندہ طہنت سے شیعہ اہل محمد کی خلقت اور قائم آل محمد کی پیشینگوئی	۴۶
۴۷	روز اول ہی سے ولایت محمد و آل محمد کی آدم و اولاد آدم سے تاکید	۴۷
۴۸	نور سرور کائنات سے تمام پیغمبروں کی خلقت	۴۸
۵۳	نور محمدی کا ظاہر و پاک صلبوں سے منتقل ہوتے ہوئے صلب ہاشم میں پہنچنا۔	۵۳
۵۴	جناب ہاشم کی سخاوت اور خصاکی پسندیدہ	۵۴
۵۵	بادشاہان روم و حبش کا اپنی لڑکیوں کی تزویج کی خواہش کرنا۔	۵۵
۵۹	سلی کا عقد جناب ہاشم سے۔	۵۹
۶۱	جناب ہاشم کی وفات اور آپ کا وصیت نامہ۔	۶۱
۶۲	مدینہ اور مکہ میں جناب ہاشم کا اقامت	۶۲
۶۲	جناب شہزادہ محمد یعنی عبدالمطلب کی ولادت اور آپ کی حیرت انگیز فراست وغیرہ۔	۶۲
۶۵	تیسری فصل :- حضرت رسالت اکرم کے آباء عظام اور اجداد کرام کے حالات۔	۶۵
۶۶	آنحضرت کے والدین اور آبا و اجداد سب کا مسلمان ہونا۔	۶۶
۶۶	جناب عبدالمطلب کے فضائل اور آنحضرت سے والہانہ محبت	۶۶
۶۷	جناب رسول خدا اور امیر المومنین کے والدین پر آتش دوزخ کا حرام ہونا۔	۶۷
۶۸	اپنی وفات کے وقت جناب عبدالمطلب کا آنحضرت کو ابوطالب کے سپرد کرنا۔	۶۸
۶۸	حضرت عبدالمطلب و ابوطالب آمنہ و فاطمہ بنت اسد کی نیابت میں درگاہت نماز حجت برائے کاسیب	۶۸

کوشش کی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ قرآنی آیتوں کا حوالہ پارہ، سورۃ اور تہ آیات کے ساتھ دے دیا ہے جو اصل کتاب میں نہیں ہے۔ تاکہ اگر ناظرین چاہیں تو آسانی سے قرآن مجید میں تلاش کر سکیں۔ برادران ایمانی سے التماس ہے کہ اگر ترجمہ میں کہیں کوئی خامی یا غلطی ہوگئی ہو تو مؤلفہ کے بجائے اصلاح کر کے عند اللہ مابود ہوں۔ نیز کسی ناواقف کو اگر احادیث کے مفہوم و مطالب میں کچھ شک و شبہ یا وسوسہ پیدا ہوا تو اہل علم حضرات سے سمجھنے کی کوشش کرے تاکہ گمراہی کا باعث نہ ہو۔

آخر میں دعا ہے کہ پروردگار عالم میری اس ناپسندیدہ خدمت کو ترقی قبولیت بخشے اور اس کو میرے لئے زاد آخرت قرار دے۔ مومنین سے بھی التجا ہے کہ اس کو دعائے خیر سے محروم نہ رکھیں۔ والسلام۔

احقر العباد

۲۸ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۶ء  
سید بشارت حسین کاظمی مرزا پوری  
ابن سید محمد حسین صاحب مرحوم و مغفور

## تلیف اکرم کوئی (خلاصہ)

کتاب تاریخ اکرم کوئی پر قدیم تواریخ میں سے ہے جو وفات آنحضرت سے لیکر ولادت تک کے واقعات کے لئے قابل قدر اور مستند ماخذ کے طور پر آج تک شہرہ آفاق ہے۔ مگر چونکہ یہ کتاب اس قدر ضخیم ہے کہ اس وقت کا عظیم الفرصت انسان اسے پڑھنے سے گھبرا کر رہتا ہے۔ اس لئے اس بات کو مد نظر رکھ کر جناب سید محمد حسن عسکری صاحب زیدی نامہ ایرانی نے یہ کتاب لکھی کہ وہ اس کے ساتھ نہایت عمدہ پرلپ میں اس کتاب کی "تفہیم" کر کے ایک بیش بہا معلومات اور اس علمی نگار کا ذخیرہ بنا دیا ہے۔ جو طالبان دین کے لئے بلا تفریق مذہب و ملت سودمند اور طالب حق کے لئے ضروری ہے۔ حجم ۲۲۸ صفحات۔ آفت طباعت رنگین سرورق بدیہ مناسب

ملنے کا پتہ

امامیہ کتب خانہ منٹل حویلی۔ اندرون موچی دروازہ۔ حلقہ لاہور

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۹۸	مشرف بہ اسلام ہونا اور بیان کرنا کہ یہ جواب میں نے تو ریت سے نقل کیے ہیں	
۹۹	قبیلہ اوس و خزرج کا مدینہ میں میں سے آکر آباد ہونا۔	
۱۰۰	شیخ کا ہزار سال پہلے آنحضرتؐ پر ایمان لانا اور حضرت کے نام ایک خط لکھ کر اپنے وزیر کو دینا	
۱۰۲	کعب الاحبار کا حال	
۱۰۲	جناب عیسیٰؑ کو وحی کہ بنی اسرائیل کو تاکید کر دیں کہ پیغمبر آخر الزمان پر ایمان لائیں۔	
۱۰۳	شام کے ایک راہب کی آنحضرتؐ کے متعلق پیشینگوئی۔	
۱۰۳	توریت میں آنحضرتؐ کے اوصاف کا پڑھا جانا۔ ایک بیمار راہب کا ایمان لانا اور اُس کا انتقال۔	
۱۰۴	جبریلؑ کا ایک دیر میں ایک راہب کے پاس حضرتؐ کی شبیہ دیکھنا۔	
۱۰۴	ذوالکلاع حمیری سے ایک راہب کی ملاقات اور اُس کا آنحضرتؐ کی رحلت کی خبر دینا۔	
۱۰۵	کعب بن غالب کی پیشینگوئی۔	
۱۰۵	ہرقل بادشاہ کا ایمان لانا اور قوم کے خوف سے اپنے ایمان کو پوشیدہ کرنا۔	
۱۰۶	گزشتہ کتابوں میں آنحضرتؐ کے اوصاف	
۱۰۷	آنحضرتؐ کے بارے میں انبیائے سابقین کی پیشینگوئیاں۔	
۱۰۸	زمانہ سابق کے راہبوں اور علماء کی آنحضرتؐ کے بارے میں پیشینگوئیاں	
۱۱۰	امیر المومنین سے جنگ صفین کی واپسی پر ایک دیر سے ایک راہب کا اگر بیعت کرنا اور آپ کے اور دیگر ائمہ کے اوصاف گزشتہ کتابوں سے بیان کرنا۔	
۱۱۲	تیسرا باب - حضرت سید البشرؐ کی ولادت باسعادت کی تاریخ اور آپ کے عجیب معجزات جو اُس وقت ظاہر ہوئے۔	
۱۱۳	جناب عبدالمطلب کا خواب اور ایک کاہن کی تعبیر جس میں آنحضرتؐ کی رسالت کی پیشین گوئی ہے۔	
۱۱۴	ایمان لانے سے قبل جناب عباس کا خواب اور اُس کی تعبیر میں آنحضرتؐ کی رسالت کی پیشینگوئی	
۱۱۵	جناب آمنہؓ کا آنحضرتؐ کے زور کے متعلق بیان۔	
۱۱۵	آنحضرتؐ کی ولادت کے وقت دنیا کے ہر مقام کے بتوں کا سرنگوں ہونا اور دیکھتے ساوہ کا خشک ہو جانا وغیرہ	
۱۱۶	شب ولادت علمائے یہود کا خواب۔ ساحروں کے سحر کا باطل ہونا وغیرہ۔	
۱۱۶	آنحضرتؐ کی ولادت سے اہلسنحون کا اضطراب۔	
۱۱۶	کعب الاحبار سے معاویہ کا آنحضرتؐ کے اوصاف پوچھنا اُس کا غائب حالات بیان	

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۹۸	چوتھی فصل - اصحاب قبل کا تذکرہ	
۹۹	ابراہیمؑ کے دربار میں سفید مانتھی کا حضرت عبدالمطلبؑ کو سلام کرنا اور آپ کی عظمت کی گواہی دینا	
۱۰۰	اباہیل کا ابراہیمؑ کی فرج پر حملہ اور اُس کی بربادی	
۱۰۳	ابراہیمؑ کے دربار میں حضرت عبدالمطلبؑ کا آنا اور حضرت کے رعب و جلال سے اُس کا مرعوب ہونا	
۱۰۴	پانچویں فصل حضرت عبدالمطلبؑ کا چاہ زمزم کھودنا۔	
۱۰۴	جناب عبدالمطلبؑ کی نذر برائے قربانی فرزند اور قرعہ جناب عبدالمطلبؑ کے نام نکلنا پھر	
۱۰۸	سوا دہائیوں کے عرصہ قرعہ اُٹھانے کے نام آنا۔	
۱۱۰	قریش کا جناب عبدالمطلبؑ سے جھگڑنا کہ چاہ زمزم میں ہمارا بھی حق ہے وغیرہ	
۱۱۲	پیغمبر آخر الزمان کے ظہور کی علامت۔	
۱۱۳	جناب عبدالمطلبؑ کا اپنے سب لڑکوں کو آراستہ کر کے قربانی کے لیے قرعہ ڈالنا اور قرعہ جناب عبدالمطلبؑ کے نام نکلنا۔	
۱۱۷	جناب عبدالمطلبؑ کا آمنہ بنت وہب سے نکاح۔	
۱۱۷	یہودیوں کا جناب عبدالمطلبؑ کے قتل کے لیے شام سے مکہ آنا۔	
۱۱۹	جناب عبدالمطلبؑ کے لیے جنگل میں چمٹا بہشت کا ظاہر ہونا اور آپ کا اُس میں پانی پینا۔	
۱۲۲	جناب عبدالمطلبؑ کا بادشاہ یمن سیف بن ذی یزن کے پاس جانا اور اُس کا گھوڑا اور ناقہ وغیرہ اُن حضرت کے لیے ہدیہ بھیجنا۔	
۱۲۵	عقاب گھوڑا، اشہب شجر اور ناقہ غضیا کے صفات۔	
۱۲۵	جناب عبدالمطلبؑ کا حضرت سرور کائناتؐ کی حفاظت و اطاعت کے لیے وصیت کرنا اور رحلت فرمانا۔	
۱۲۶	چھٹی فصل - آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے تمام عرب اور اہل مکہ کے حالات	
۱۲۷	شہر مکہ اور کعبہ کے خصوصیات	
۱۲۷	کعبہ پر حملہ کرنے والے پر عذاب الہی	
۱۲۷	مال کا مرتبہ - ایک شخص کا ایام جاہلیت میں اپنی جوان لڑکی کو کنوئیں میں ڈالنا اور	
۱۲۷	آنحضرتؐ سے اُس کا کفارہ معلوم کرنا۔	
۱۲۸	دوسرا باب - اُن بشارتوں کا بیان جو انبیاء و اوصیاء وغیرہ نے آنحضرتؐ کی بعثت اور ولادت کے بارے میں دی ہیں اور بعض مومنوں کے حالات جو زمانہ فطرت میں تھے۔	
۱۲۸	آنحضرتؐ کے بارے میں پیشینگوئیاں	
۱۲۸	ایک یہودی کا آنحضرتؐ سے چند سوالات کرنا اور جواب ایک کاغذ سے مطابق کرنا اور	

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۱۳۶	زرقاء کی جناب آمنہ کو ہلاک کرنے کی کوشش۔	۴
۱۳۹	چوتھا باب۔ آنحضرت کے ایام رضاعت اور نشوونما سے لے کر بعثت کے زمانہ تک کے حالات و معجزات	
۱۳۹	جناب ابوطالب کے پستان سے دودھ جاری ہونا اور حضرت کا نوش فرمانا	
۱۴۱	جناب حلیمہؓ کا آنحضرت کو دودھ پلانے کے لیے حاصل کرنا اور حضرت کی برکت سے آپ پر نعمتوں کی فراوانی۔	
۱۴۲	آنحضرت کے بچپن کے حالات و معجزات	
۱۴۲	لقمہ حرام و مشتبہ سے یہودیوں کا آنحضرت کا امتحان کرنا اور باوجود کوشش کے نہ کھلا سکرنا۔	
۱۴۲	جناب آمنہ کا انتقال؛ حضرت کا غمگین ہونا جبکہ آپ چار ماہ کے تھے۔	
۱۴۴	ایک جھڑپ سے کا حلیمہؓ کی دو گوسفندیں پکڑ لے جانا؛ دوسرے روز آنحضرت کا ان گوسفندوں کو اس سے واپس لینا۔	
۱۵۲	دوسری روایت۔ جناب حلیمہؓ کا مکہ آنا اور آنحضرت کی دانگی پر مامور ہونا اور آپ کے غرائب حالات	
۱۵۳	مکہ سے حلیمہؓ کی واپسی؛ راستہ میں راہبوں کا حضرت پر حملہ کرنا اور آسمان سے آگ نازل ہو کر ان سب کو جلا ڈالنا۔	
۱۵۳	حلیمہؓ کے گوسفندوں پر شیر کا حملہ اور حضرت کا اس کو ڈانٹنا اور اس کا بھاگ جانا	
۱۵۵	جناب حلیمہؓ کا خواب میں آنحضرت کو دو شخصوں کا ٹاکر دل چاک کرنا وغیرہ دیکھنا اور دن کو وہی واقعہ پیش آنا۔	
۱۵۶	جناب حلیمہؓ کا آنحضرت کو لے کر مکہ کی طرف چلنا، راستہ میں حضرت کا گم ہونا اور جناب عبدالمطلب کو آگاہ کرنا وغیرہ۔	
۱۵۷	ایک طبیب راہب کی حضرت کے بارے میں پیشین گوئی۔	
۱۵۸	جناب حلیمہؓ کی زبانی آنحضرت کے عجیب و غریب حالات و معجزات	
۱۵۹	حلیمہ کے گھر میں آپ کے معجزات	
۱۵۹	حضرت کی آنکھوں کا آشوب کرنا اور علاج کے لیے ایک راہب طبیب کے پاس جناب عبدالمطلب کے حکم سے ابوطالب کا لے جانا اور راہب کا حضرت کی رسالت کی پیشین گوئی کرنا اور ایمان لانا	
۱۶۱	بیمار راہب کی پیشین گوئی۔	

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۱۱۸	کرنا اور معاویہ کا تیج و تاب کھا کر کعب کو پسینے پاس سے نکال دینا۔	
۱۱۸	تیس سال پہلے جناب ابوطالب کا فاطمہ بنت اسد کو امیر المومنین کی ولادت کی خوشخبری دینا۔	
۱۱۹	اسم احمد کے معنی۔	
۱۱۹	ایک عالم کتاب کی آنحضرت کو دیکھ کر پیشین گوئی	
۱۲۰	آنحضرت کی ولادت کے بعد آپ کے پاس رضوان جنت کا حاضر ہو کر خوشخبری دینا۔	
۱۲۱	جناب عبدالمطلب کا حیرت ناک خواب۔	
۱۲۲	شب ولادت آنحضرت سے ابلیس کو آسمان پر جانے کی ممانعت	
۱۲۲	شب ولادت ایوان کسری کے چودہ لنگروں کا گرنا؛ کسری کا ممالک عرب میں راہبوں کو بھیج کر حقیقت معلوم کرنا۔	
۱۲۳	عجیب الخلقت سطح عالم کی پیشین گوئی۔	
۱۲۴	وقت بعثت آنحضرت کسری کے قصر ٹوٹ کر دریائے حبلہ میں غرق ہونا۔	
۱۲۶	حضرت کے ایام حمل میں ذہینہ تک ہر مہینے عجائب کا دنیا والوں پر اظہار	
۱۲۷	وقت ولادت عجیب و غریب اوقات کا ظہور؛ فرشتوں کا آنا اور تمام عالم کا متور ہونا۔	
۱۲۹	حبیب راہب کا آنحضرت کے بارے میں پیشین گوئی کرنا۔	
۱۲۹	سوادین قاریب عالم کا آنحضرت پر ایمان لانا۔	
۱۳۰	عجیب الخلقت سطح کاہن کا قریب ولادت آنحضرت عجیب حالات آسمانی مشاہدہ کرنا	
۱۳۰	سطح کا دوسرے مقامات کے کاہنوں کو خط بھیج کر بلانا۔	
۱۳۱	سطح کا مکہ میں آکر حضرت ابوطالب سے آنحضرت کے اوصاف بیان کرنا	
۱۳۲	سطح کا مجمع عام میں قریش کی عورتوں کو طلب کرنا اور آمنہ اور فاطمہ بنت اسد سے آنحضرت اور امیر المومنین کے فضائل بیان کرنا جنکو سنکر ابو جہل کا سطح پر حملہ کرنا	
۱۳۲	اور بنی ہاشم کا سطح کی مدد کرنا اور باہمی جنگ	
۱۳۳	آسمان سے ایک سوار کا ہتھیار لیتے آنا اور کافروں کو ڈانٹنا اور ان سب کا بیہوش ہو جانا۔	
۱۳۵	زرقاء بن کاہنہ کا وارڈ مکہ ہونا۔	
۱۳۵	زرقاء کا سطح کے اقوال کی تائید کرنا	
۱۳۶	یمن میں حضرت عبداللہ سے زرقاء کا شادی کرنے کی خواہش کرنا اور آپ کا انکار کرنا	
۱۳۶	زرقاء کو سطح کا نصیحت کرنا اور جناب آمنہ کو تکلیف پہنچانے سے باز رہنے کی تاکید کرنا۔	



باب نمبر	مضمون	صفحہ
۲۰۱	فصل سوم۔ آنحضرتؐ کی انگشتی، کپڑے، اسلحے، سواری اور تمام اسباب و سامان کا تذکرہ	۲۰۱
۲۰۲	آنحضرتؐ کی انگشتی، کلاہ، لباس، دیگر سامان اور سواروں کے نام اور تین بہترین نصیحتیں	۲۰۲
۲۰۲	یعقوب مٹو کا حال اور بعد وفات اُس کا حضرتؐ کے غم میں جان دینا۔	۲۰۲
۲۰۳	فصل چہارم۔ آنحضرتؐ کی طرف منسوب فضائل اور عامل، اُن کے معانی و مطالب	۲۰۳
۲۰۵	ساتواں باب۔ آپؐ کی صورت و سیرت، کثیر الفضائل اور جہم اقدس کے بعض اوصاف و معجزات کا بیان۔	۲۰۵
۲۰۷	آنحضرتؐ کے فضائل پسندیدہ	۲۰۷
۲۰۸	حضرتؐ کا علیہ مبارک	۲۰۸
۲۰۹	طوبیٰ کی تعریف	۲۰۹
۲۰۹	انبیا کا سونا اور بیدار رہنا برابر ہے۔	۲۰۹
۲۰۹	ہر بیسہ کی تعریف	۲۰۹
۲۱۰	آنحضرتؐ کے جسم کے معجزات	۲۱۰
۲۱۲	آٹھواں باب۔ آنحضرتؐ کے اخلاق حمیدہ اور اطوار پسندیدہ اور آپؐ کی سیرت اور عادات کا تذکرہ۔	۲۱۲
۲۱۳	ایک یہودی قرضخواہ کا آنحضرتؐ سے سختی سے قرض وصول کرنے کی کوشش حضرتؐ کا تحمل اور اُس کا مسلمان ہونا۔	۲۱۳
۲۱۴	آنحضرتؐ کا راتوں کو خدا کی بارگاہ میں استغفار اور تضرع و زاری فرمانا۔	۲۱۴
۲۱۵	آنحضرتؐ کے ولایت اور نیک مومنین کا شکریہ دینا ولسے نہیں ادا کرتے۔	۲۱۵
۲۱۵	باکرہ لڑکیوں کا نکاح جلدی کرنا چاہیے۔	۲۱۵
۲۱۷	آنحضرتؐ کا زہد	۲۱۷
۲۱۸	آنحضرتؐ کے عام اخلاق و عادات	۲۱۸
۲۱۹	ایک کینز کا حضرتؐ کی چادر پکڑ کر کھینچنا۔	۲۱۹
۲۱۹	زہر آلود گوشت سے ایک یہودیہ کا حضرتؐ کی رسالت کا امتحان کرنا۔	۲۱۹
۲۲۰	قدر نعمت کی تاکید۔	۲۲۰
۲۲۰	فروتنی کی تاکید، غرور و اسراف کی مذمت	۲۲۰
۲۲۰	گرم کھانے میں برکت نہیں جس میں شیطان شریک ہوتا ہے۔	۲۲۰

باب نمبر	مضمون	صفحہ
۱۴۴	نسٹورا راہب کی پیشین گوئی	۱۴۴
۱۴۴	بروایت دیگر بھیرا راہب کی پیشین گوئی	۱۴۴
۱۴۵	آنحضرتؐ کو شام میں دیکھ کر راہبوں کے ایک سب سے بڑے سردار کا آپؐ کی رسالت کی پیشین گوئی کرنا۔	۱۴۵
۱۴۶	شام میں دوسرے راہب کی پیشین گوئی۔	۱۴۶
۱۴۷	آنحضرتؐ کا حجر اسود اس کے مقام پر نصب کرنا	۱۴۷
۱۴۸	آنحضرتؐ کی عمر کے ہر سال کے اہم واقعات اور جناب سیدہ کی ولادت کا تذکرہ	۱۴۸
۱۴۹	پانچواں باب۔ حضرت خدیجہؓ کے فضائل اور آنحضرتؐ سے آپؐ کا عقد	۱۴۹
۱۵۰	جناب خدیجہؓ کو جبریلؑ کا اپنی اور خدا کی جانب سے تحفہ سلام پیش کرنا۔	۱۵۰
۱۵۱	آنحضرتؐ کا خدیجہؓ کا مال لے کر بغرض تجارت شام کی جانب سفر اور راہ میں معجزات	۱۵۱
۱۵۲	میسرہ غلام خدیجہؓ کا سفر میں آنحضرتؐ کے عجیب و غریب حالات و معجزات سے خدیجہؓ کو آگاہ کرنا۔	۱۵۲
۱۵۲	جناب ابوطالب کا آنحضرتؐ کے لئے جناب خدیجہؓ کی خواستگاری کرنا اور اُن کے عقد پڑھنا۔	۱۵۲
۱۵۸	بروایت دیگر مال تجارت لے کر حضرتؐ کا شام جانا اور راستہ میں ابوہریرہؓ وغیرہ کا	۱۵۸
۱۹۰	حضرتؐ کو اذیت پہنچانے کی کوشش وغیرہ۔	۱۹۰
۱۹۱	جناب خدیجہؓ سے آنحضرتؐ کا عقد اور قبل ولادت کے حالات	۱۹۱
۱۹۲	عقد کے پانچ سال بعد جناب فاطمہؓ کی ولادت	۱۹۲
۱۹۵	چھٹا باب۔ آنحضرتؐ کے اسمائے گرامی، انگشتی کے نقوش اور آپؐ کے اسلحے وغیرہ کا تذکرہ۔	۱۹۵
۱۹۵	فصل اول۔ حضرتؐ کے اسمائے گرامی کا تذکرہ	۱۹۵
۱۹۶	آنحضرتؐ کی اُمت کے لئے آسانیاں	۱۹۶
۱۹۶	آپؐ کے اسمائے مبارکہ کی توجیہ	۱۹۶
۱۹۶	پیغمبر خدا اور علیؓ مرتضیٰ اس اُمت کے دو باپ ہیں۔	۱۹۶
۱۹۷	آنحضرتؐ کے پانچ نام قرآن میں	۱۹۷
۱۹۷	اسمائے آنحضرتؐ کے معانی و مطالب	۱۹۷
۱۹۸	ظہر و لیل کے معانی	۱۹۸
۲۰۰	فصل دوم۔ آنحضرتؐ ہر زبان میں کھنا پڑھنا جانتے تھے۔	۲۰۰

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	آنحضرتؐ پر درود بھیجنے کا شرف	۲۵۹
	آنحضرتؐ اور جناب امیرؑ کے دست و غیرہ کا پانی صحابہ برکت کے خیال سے اپنے چہرے پر مل لیتے تھے۔	۲۵۹
۱۲	بارھواں باب - آنحضرتؐ کا گناہ، سہو، اور نسیان سے معصوم و محفوظ ہونا۔	۲۶۱
	پیغمبرؐ کی ذات میں پانچ روحیں۔	۲۶۱
۱۳	تیرھواں باب - آنحضرتؐ کا کمال علم اور آثار و کتب و علوم انبیا کا حضرتؐ کو حاصل ہونا	۲۶۲
	امت کے اعمال کا حضرتؐ کے سامنے پیش ہونا اور ناشائستہ اعمال کا حضرتؐ کے صدمہ کا باعث ہونا۔	۲۶۲
	جناب رسولؐ خدا اور امیر اطہارؑ کی مخلوق پر حکومت اور ان کا علم۔	۲۶۳
	امیر علیہم السلام پر علوم کا تازہ نزول۔	۲۶۴
	جناب رسولؐ خدا کے علم میں امیر المؤمنین شریک ہیں۔	۲۶۴
	الواح موسیٰؑ کا تذکرہ۔	۲۶۴
	خدا کی جانب سے امیر المؤمنین کو علم جبر کی تعلیم۔	۲۶۴
	جناب ابوطالبؑ وصیؑ انبیاء تھے۔	۲۶۵
	آنحضرتؐ اور امیرؑ طاہرین امت کے اعمال دیکھتے ہیں۔	۲۶۸
۱۴	چودھواں باب - قرآن مجید کے اعجاز کا تذکرہ۔	۲۷۰
	قرآن کا مثل ممکن نہیں۔	۲۷۰
۱۵	پندرھواں باب - تمام پیغمبروں کے معجزات کے مثل آنحضرتؐ سے معجزات کے انظار کا بیان۔	۲۸۲
	طوفان نوحؑ کا معجزہ۔	۲۸۳
	جناب ابراہیمؑ کا مثل آگ کے معجزہ۔	۲۸۴
	جناب فاطمہؑ روز قیامت اپنے محبتوں کو دوزخ سے نجات دلائیں گی۔	۲۸۵
	روز قیامت جناب حمزہؑ اپنے دوستوں کو بہشت میں لے جائیں گے۔	۲۸۶
	بہشت میں اونٹ کے برابر طیور اور مومنین کی ان کے کباب وغیرہ سے ضیافت	۲۸۸
	آنحضرتؐ کے معجزات جناب امیرؑ کی زبانی	۲۸۸
	حدیث کساء	۲۹۰
	چند یہودیوں کا آنحضرتؐ سے عصائے موسیٰؑ کے مثل معجزہ طلب کرنا۔	۲۹۲
	ید بیضاء کے مثل معجزہ۔	۲۹۳

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	حضرتؐ کو ہر ایک کی دلداری مطلوب رہتی۔	۲۶۱
	اتنا نہ دو کہ خود تہی دست ہو جاؤ۔	۲۶۱
	ماہ رمضان میں آنحضرتؐ کا اہتمام عبادت۔	۲۶۲
	والدین کے مطیع کی عزت افزائی۔	۲۶۳
	آنحضرتؐ کے نزدیک دنیا کی بے قدری۔	۲۶۳
	خدا کے نزدیک دنیا کی بے قدری	۲۶۳
	حضرت اسرافیلؑ کا آنحضرتؐ کی خدمت میں آنا اور ان پر نزول وحی کی کیفیت۔	۲۶۴
	بخل کی مذمت اور آنحضرتؐ کی شجاعت اور خوشی اور غصہ کا چہرہ اقدس پر اثر۔	۲۶۹
	اپنے اصحاب کے ساتھ حضرتؐ کے برتاؤ اور وعدہ کی پابندی۔	۲۷۰
	آنحضرتؐ کی ذات میں تین مخصوص صفیں۔	۲۷۲
	آنحضرتؐ کا مزاج	۲۷۲
	اصحاب کا آپس میں مزاج	۲۷۳
۹	نواں باب - آنحضرتؐ کے فضائل و مناقب اور خصوصیات کا تذکرہ۔	۲۷۴
	خدا کی جانب سے آنحضرتؐ کے لیے پانچ آسانیاں۔	۲۷۵
	آنحضرتؐ اور حضرت علیؑ کے فضائل۔	۲۷۶
	چالیس یہودیوں کا آنحضرتؐ سے مناظرہ۔	۲۷۷
	ایک عالم یہود کا آنحضرتؐ کی فضیلتوں کے بارے میں سوالات اور جناب امیرؑ کے جوابات	۲۸۰
	آنحضرتؐ کے فضائل بزبان امیر المؤمنین۔	۲۸۱
	امت حبیبؐ خدا پر دوسری امتوں سے زیادہ آسانیاں	۲۸۴
	پیغمبران اولوالعزم	۲۸۷
	فضائل محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام	۲۸۸
	پیغمبرؐ پاک تمام فرشتوں سے افضل ہیں اور جبریلؑ ان کے خادم ہیں	۲۸۹
	آنحضرتؐ کے خصوصیات	۲۹۱
۱۰	دسواں باب - آنحضرتؐ کی اطاعت اور محبت کا واجب ہونا اور آپ کی مخالفت کی ممانعت کا بیان۔	۲۹۳
	گیا رھواں باب - جناب سرور کائنات کی تعظیم و توقیر کا واجب ہونا	۲۹۴
	امت پر آنحضرتؐ کا ادب و لحاظ	۲۹۴
	آنحضرتؐ پر درود بھیجنے کا طریقہ۔	۲۹۶

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۳۳۷	درخت کا گریہ جس سے حضرت سہارا کر کے خطبہ فرماتے تھے۔	
۳۳۸	مشرکین قریش کی خواہش پر حضرت کا ایک درخت کو بلانا اور پھر واپس بھیجنا۔	
۳۳۹	پہاڑ کا حضرت کی نبوت پر گواہی دینا۔	
۳۴۰	مفترق معجزات	
۳۴۱	ایک کافر کا حضرت سے کشتی لڑنا اور تین مرتبہ زیر ہونا۔	
۳۴۲	اہل یمن کے لئے معجزہ	
۳۴۳	خیمے کی شاخ سے روشنی ظاہر ہونا۔	
۳۴۴	حضرت کا ارشاد کہ اگر غیر خدا کے لئے سجدہ جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔	
۳۴۵	جناب رسول خدا اور حضرت علیؑ کے ہاتھوں میں سنگریزوں کا تسبیح خدا پر ٹھکانا اور ان کے ہاتھوں میں پہنچ کر سناکت ہو جانا	
۳۴۶	خوش اخلاق انسان کی قبر کھودنے میں دقت نہیں ہوتی۔	
۳۴۷	فدک کا آنحضرتؐ کو حاصل ہونا اور آپؐ کا اپنی زوجہ جناب خدیجہؓ کے مہر میں جناب فاطمہؓ کو ہمیشہ فرمانا اور تحریر لکھ کر سند کے طور پر دینا۔	
۳۴۸	با عجاز آنحضرتؐ لکڑی کا تلوار بن جانا	
۳۴۹	دروہ کی برکت۔ منافقین کا ایک مومن کا مذاق اڑانا اور اس کو پھل کے پیٹ سے گھر آ کر ملنا اور منافقین کا فحش و پشیمان ہونا	
۳۵۰	اٹھارہ سوال باب۔ انی معجزات کا بیان جو شیر خوار بچوں اور حیوانات میں ظاہر ہوئے	۱۸
۳۵۱	ایک شیر خوار بچہ کا حضرتؐ کی رسالت کا اقرار کرنا	
۳۵۲	آل ذریح کو ایک پھڑے کا ہدایت کرنا اور ان کا حضرتؐ کی خدمت میں آکر مسلمان ہونا	
۳۵۳	ایک وادی سے سانپ کو حضرتؐ کا نکالنا اور اس میں خرمے کے خشک درختوں کو بار آور کرنا	
۳۵۴	غار ثور میں جانے کے بعد معجزہ؛ مکڑی کا دھن غار ثور پر جالا تننا۔	
۳۵۵	ایک طائر سبز قبا کا حضرتؐ کو سانپ سے بچانا۔	
۳۵۶	ایک مومن کی موافقت میں اس کے اونٹ کا گواہی دینا	
۳۵۷	ایک بہرہ کی حضرتؐ سے فریاد کرنا اور حضرتؐ کا اس کو روکنا وغیرہ	
۳۵۸	ایک اونٹ کا حضرتؐ سے اپنے مالک کی شکایت کرنا، حضرتؐ کا اس کو خرید کر لانا اور فرمانا اور اہل مدینہ کا اس کا احترام کرنا۔	

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۲۹۳	طوفان کے مثل معجزہ۔	
۲۹۴	دوڑی کے مثل معجزہ۔	
۲۹۵	قبطیوں پر جوڑوں کے مثل معجزہ۔	
۲۹۶	یہودیوں پر بیندوں کے مثل معجزہ۔	
۲۹۷	قبطیوں پر خون کے مثل معجزہ۔	
۲۹۸	باپ ماں کے حقوق سے انکار اور ان کے احسان کو فراموش کرنے کا وبال۔	
۲۹۹	آنحضرتؐ کا مذاق اڑانے والے پانچ اشخاص پر دنیا میں نزول عذاب۔	
۳۰۰	ابو جہل ملعون کو آنحضرتؐ کا ابوجہل خطاب دینا۔	
۳۰۱	ایک یہودی کے قرض کے سبب ایک شہید کا بہشت میں داخل نہ ہو سکا۔	
۳۰۲	آنحضرتؐ کے قرض سے معجزہ طلب کرنا اور انہی کی چیزوں کا حضرتؐ کی رسالت پر گواہی دینا۔	
۳۰۳	آنحضرتؐ کے فرق اقدس پر ابر کا سایہ فگن رہنا۔	
۳۰۴	ایک طبیب کا آنحضرتؐ کو مجنون سمجھ کر علاج کی خواہش کرنا اور معجزہ دیکھ کر ایمان لانا۔	
۳۰۵	ایک زن یہودیہ کا حضرتؐ کو زہر آلود گوشت کھلانا پھر ایمان لانا۔	
۳۰۶	دو بھیڑیوں کا ایک چرواہے کو ایمان کی ترغیب دے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیجنا اور خود اس کے بھیڑوں کی حفاظت کرنا۔	
۳۰۷	آنحضرتؐ کی مفارقت میں ستون کا گریہ۔ شعیان علیؑ و آل محمدؐ کے فضائل اور ان کے اشتیاق میں جنت کی نعمتوں کا اضطراب۔	
۳۰۸	عبداللہ بن ابی منافق کا حضرتؐ کو مع اصحاب دعوت میں طلب کرنا اور خوش پوش کنوئیں پر بیٹھا کر زہر آلود کھانا کھلانا۔	
۳۰۹	بہشت میں دوستان محمدؐ و آل محمدؐ کے درجات اور دنیا میں ان کے مصائب کا تذکرہ	
۳۱۰	سولہ سوال باب۔ ان معجزات کا بیان جو احرام سماویہ اور بلند آثار سے متعلق ہیں	۱۹
۳۱۱	حضرتؐ کے حکم سے چاند کا دو ٹکڑے ہونا۔	
۳۱۲	آفتاب کا غروب ہو کر مغرب سے نکلنا۔	
۳۱۳	حضرتؐ کی بددعا سے سات سال قحط پھر آپؐ کی دعا سے بارش ہونا۔	
۳۱۴	ستر سوال باب۔ جمادات و نباتات سے متعلق آنحضرتؐ کے معجزات	۲۰
۳۱۵	آنحضرتؐ کے لئے درخت کا چھلکا اور اس سے حضرتؐ کا رطب تناول فرمانا	
۳۱۶	حضرتؐ کے لئے دو درختوں کا باہم ملنا پھر حضرتؐ کے حکم سے واپس جانا۔	

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	نواں معجزہ :- حضرت کے لعابِ دہن سے ایک شخصِ خورہ کے مریض کے گرے ہوئے	۳۴۸
	اعضاء کا صحیح ہونا۔	۳۴۸
	دسواں معجزہ :- زمانہ جاہلیت میں ایک شخص کا اپنی لڑکی کو جنگل میں پھوڑا، حضرت کا اس کے مسلمان ہونے کے بعد اس لڑکی کو زندہ کرنا	۳۴۸
	گیارہواں معجزہ :- حضرت کے ہاتھ پھرنے سے ایک شخص کے ہاتھ اور انگلیں اچھی ہونا	۳۴۹
	بارہواں معجزہ :- ایک انصاری بیوہ کے جوان فرزند کا زندہ ہونا	۳۴۹
	تیرہواں معجزہ :- مصروع کا شفا یاب ہونا وغیرہ	۳۴۹
	چودھواں معجزہ :- مدینہ کے حق میں حضرت کی دعا	۳۴۹
	پندرہواں معجزہ :- حضرت کی دعا سے جناب ابوطالب کا فوراً شفا یاب ہونا	۳۴۹
	سولہواں معجزہ :- حضرت کی دعا سے جناب امیر کا شفا پانا	۳۵۰
	سترہواں معجزہ :- عمرو بن معاذ کا کٹا ہوا پیر بھر جانا	۳۵۰
	اٹھارہواں تا سنیسواں :- مختلف معجزات	۳۵۰
	اڑتیسواں معجزہ :- ایک انصاری کا حضرت کی دعوت کے لئے گوسفند ذبح کرنا، اس کے لڑکے کا اسی طرح اپنے چھوٹے بھائی کو ذبح کرنا، پھر ماں کے خوف سے کوٹھے سے گر کر فوت ہو جانا، آنحضرت کا ان دونوں کو زندہ کرنا۔	۳۵۳
	اننا لیسواں تا انچاسواں معجزہ :- متفرق معجزات۔	۳۵۵
	پچاسواں معجزہ :- صدقہ کے سبب موت کا کھل جانا	۳۵۵
	اکیاونواں اور باونواں معجزہ :- متفرق	۳۵۶
	تیرہواں معجزہ اور پینسٹھواں معجزہ :- آپ کی انگلیوں سے شہد کا جاری ہونا	۳۵۶
	چونواں معجزہ :- ایک ناکارہ بکری کا سیروں دودھ دینا۔	۳۵۶
	پچیسواں معجزہ :- آپ کے لعابِ دہن سے کھاری کنویں کا شیریں ہو جانا	۳۵۶
	چھپن تا تریسٹھواں معجزہ :- متفرق۔	۳۵۸
	چونتھواں معجزہ :- اور پچیسٹھواں معجزہ تا اڑتیسٹھواں معجزہ :- تھوڑے کھانے اور تھوڑے سے خرچے میں بے انتہا برکت۔	۳۵۹
	انہتر واں تا تراسیواں معجزہ :- متفرق	۳۶۰
	چوراسیواں معجزہ :- خشک درخت کا حضرت کے وضو کے پانی سے بار آور ہونا، حضرت کی وفات پر اس کا مڑھ جانا، امیر المومنین کی وفات پر اس کے پھلوں میں کمی ہونا، پھر امام حسین کی شہادت پر اس سے خون ٹپکنا اور اس کا بالکل خشک ہو جانا۔	۳۸۵

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	ایک اونٹ کی شکایت پر اس کے مالک سے حضرت کا اس کی سفارش فرمانا۔	۳۵۸
	بھیر یوں کا حضرت سے روزی طلب کرنا	۳۵۹
	گوسفندوں کا حضرت کو سجدہ کرنا۔	۳۵۹
	ایک اعرابی پر اونٹ پھرنے کا الزام اور اسی اونٹ کا اس کی صفائی پیش کرنا	۳۵۹
	یعفور خیر کا حال جس نے آنحضرت کے غم میں اپنے کو ہلاک کر دیا	۳۶۰
	سعد بن معاذ کا اسلام لانا اور سومار کا حضرت کی رسالت پر گواہی دینا	۳۶۰
	ایک سرکش اونٹ سے اس کے مالک کی اطاعت کی تاکید	۳۶۱
	ایک اونٹ کا اپنے مالک سے انحراف، حضرت کے ساتھ ہولینا اور حضرت کا اس کو خرید فرمانا	۳۶۱
	سعد بن معاذ کے ٹوٹ کا حضرت کی برکت سے تیز رفتار ہو جانا	۳۶۱
	آنحضرت کے قاصد کو راستہ میں شیر ملنا اور حضرت کے رعایت کے سبب قاصد کی اطاعت کرنا	۳۶۲
	آنحضرت کی بددعا سے عقیہ پسر ابولہب پر شیر کا مسلط ہونا	۳۶۳
	جناب ابودر کے بھیر یوں کی حفاظت	۳۶۳
	ناقرہ غضب کا حضرت کے غم میں ہلاک ہونا	۳۶۳
	دس یہودیوں کا حضرت سے بحث کے لئے آنا، اسی اثنا میں ایک اعرابی کا سومار لئے ہوئے آنا اور حضرت سے معجزہ طلب کرنا، سومار کا گواہی دینا، اعرابی اور یہودیوں کا ایمان لانا، زبان رسول سے علی کی مدح	۳۶۵
	انیسواں باب :- آنحضرت کی دعاؤں کی قبولیت کا بیان جو آپ نے مردوں کو زندہ کرنے، ان سے ہم کلام ہونے اور بیماروں کے شفا یاب ہونے کے لئے کی تھیں اور آپ کے جسم اقدس کی کرامتیں۔	۳۶۶
	پہلا معجزہ :- حضرت کے لعابِ دہن سے جناب امیر کی آنکھوں کا شفا یاب ہونا	۳۶۶
	دوسرا اور تیسرا معجزہ :- حضرت کی دعا سے بارش ہونا۔	۳۶۷
	چوتھا معجزہ :- حضرت کی دعا سے نابینا کا بینا ہونا	۳۶۷
	پانچواں معجزہ :- ایک انصاری کا اپنی بکری کے بچے کا گوشت حاضر کرنا پھر اس کا زندہ ہونا	۳۶۷
	چھٹا معجزہ :- مادر جناب امیر سے ان کی قبر میں ہم کلام ہونا اور ان کا جواب دینا	۳۶۸
	ساتواں معجزہ :- ہرن کا زندہ ہونا۔	۳۶۸
	آٹھواں معجزہ :- گنچے کے سر پر حضرت کا ہاتھ پھیرنا اور اس کا شفا یاب ہونا	۳۶۸



باب نمبر	مضمون	صفحہ
۲۳	زیاراتِ عتباتِ عالیات و نخلِ جنت کا سبب ہیں جناب امیر صدیق اکبر مومنوں کے بادشاہ اور پیشوا ہیں جہنگِ تبوک میں شہید ہونے والوں کی پیشین گوئی	۴۱۴
	۲۳ سوال باب۔ آنحضرتؐ کا مبعوث برسات ہونا؛ ظالموں کے ظلم سہنا؛ نزولِ وحی کی کیفیت	۴۱۴
	جبریلؑ کا بصورتِ وحیدہ کبھی بوقتِ نزولِ وحی آنحضرتؐ کا سرایتی گود میں لینا پھر جناب امیرؑ کو دینا اور آپ کی مدح	۴۱۹
	آنحضرتؐ ہر زمین کو مثل اپنے ہاتھوں کے دیکھتے تھے وغیرہ	۴۲۱
	سیستیسویں سال حضرتؐ پر آثارِ بعثت	۴۲۲
	نزولِ جبریلؑ و میکائیلؑ	۴۲۲
	آغازِ بعثت	۴۲۳
	جناب امیرؑ کی پرورش آنحضرتؐ نے اپنے ذمہ لے لی	۴۲۴
	سب سے پہلے ایمان لانے اور حضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھنے والے	۴۲۴
	درقم بن نوفل اور عداس راہب کی حضرتؐ کی رسالت کے بارے میں پیشین گوئی	۴۲۴
	نوروز کے دن حضرتؐ کا مبعوث ہونا	۴۲۵
	دعوتِ ذوالعشرہ	۴۲۵
	قریش کا حضرتؐ ابوطالب سے حضرتؐ کی شکایت کرنا اور آپ کے لئے مالِ عورت اور بادشاہی کی پیش کش کرنا	۴۲۷
	جناب ابوطالب کا آنحضرتؐ کی حمایت میں کفارِ قریش کے جسموں پر خون وغیرہ	۴۲۷
	جناب حمزہؓ سے ملوانا	۴۲۹
	جناب حمزہؓ کا ابوجہل سے حضرتؐ کا انتقام لینا	۴۲۹
	کفارِ قریش کے مظالم	۴۲۹
	حضرتؐ کا اپنی قوم کے لئے ہدایت کی دعا کرنا	۴۳۳
۲۴	۲۴ سوال باب۔ آنحضرتؐ کی معراج کا بیان	۴۳۴
	معراج جسمانی حالتِ بیداری میں ہوئی	۴۳۴
	مسجدِ اقصیٰ سے مراد بیت المعمور	۴۳۴
	حضرتؐ نے معراج میں جبریلؑ کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا	۴۳۵
	چار چیزوں کا منکر مومن نہیں	۴۳۶

باب نمبر	مضمون	صفحہ
۲۰	پچاس سوال معجزہ۔ درختِ خرمایں فوراً پھل پیدا ہونا؛ حقوقِ ہمسایہ کی تاکید	۳۸۵
	۲۰ سوال باب۔ وہ معجزات جو دشمنوں کے شر سے حفاظت میں ظاہر ہوئے۔	۳۸۶
	ایک تا اُننا لیس معجزات	۳۸۶
	حکم بن العاص ملعون کا دیوانہ ہو جانا	۳۸۶
	ابوجہلؓ پر دنیوی عذاب	۳۸۶
	آنحضرتؐ کا مذاق اڑانے والوں پر دنیوی عذاب	۳۸۷
	آنحضرتؐ کے دشمنوں کا مصائبِ دنیا میں مبتلا ہونا	۳۸۹
	خدا کا دشمنوں کی نگاہوں سے حضرتؐ کو پوشیدہ رکھنا۔	۳۹۰
	آپ کے دشمنوں کا دنیا ہی میں معذب ہونا	۳۹۲
	آنحضرتؐ پر بجا دُور کے کنوئیں میں پوشیدہ کرنا وغیرہ	۳۹۴
۲۱	۲۱ سوال باب۔ حضرتؐ کے وہ معجزات جو شیاطین اور جنوں سے متعلق تھے	۳۹۷
	نصیبین کے جنوں کا ایمان لانا	۳۹۸
	وادیِ حجنہ میں جنوں کا حضرتؐ سے تلاوتِ قرآن سُنانا اور اسلام لانا	۳۹۹
	ایک جنتی عورت کا ایمان لانا	۳۹۹
	الیس کی اولاد میں ادہام کا حضرتؐ پر ایمان لانا	۴۰۰
	وادیِ حولی کے جنات سے حکمِ رسولِ خدا جناب امیرؑ کا جنگ کرنا اور ان میں سے اکثر کا ایمان لانا	۴۰۱
	ایک جن کی دوسرے جنوں کے ظلم کی شکایت پر آنحضرتؐ کا حضرتؐ علیؑ کو مامور فرمانا؛	۴۰۲
	جناب امیرؑ کا زیرِ زمین جا کر جنوں سے جنگ کر کے ان کو تاراج کرنا	۴۰۲
	علیؑ کے دشمنوں میں شیطان کا لفظِ شریک ہوتا ہے	۴۰۳
	ہشیم بن لمباع بن الیس کا ایمان لانا	۴۰۳
	متفرق معجزات	۴۰۳
۲۲	۲۲ سوال باب۔ امورِ غیب سے حضرتؐ کا خبر دینا	۴۰۴
	حضرت عباسؓ کا چھپا ہوا مال بتانا	۴۰۷
	ایک گروہ کے سوالوں کے جوابات بغیر سوالات سنے ہوئے	۴۰۷
	ابوسفیان کی منافقت کا اظہار	۴۰۸
	مختلف معجزات	۴۰۸
	ایک سوال کرنے والے پر خداوندِ عالم سوال کے بشرِ دروازے کھول دیتا ہے	۴۱۲

باب نمبر	مضمون	صفحہ
۲۵۱	عرش پر شعیب علی علیہ السلام	۲۵۱
۲۵۲	شب معراج آنحضرت سے ہر آسمان کے فرشتوں کا حضرت علی کو دریافت کرنا	۲۵۲
۲۵۲	ساتوں آسمانوں کے دروازوں اور عرش پر کلمہ شہادت تا علیاً ولی اللہ تحریر ہے	۲۵۲
۲۵۳	عرش پر علی کی صورت کا ایک فرشتہ	۲۵۳
۲۵۳	آنحضرت پر خدا کے نعمات	۲۵۳
۲۵۵	ساتوں آسمانوں پر علی بن ابی طالب کے لئے ایک ایک قصر	۲۵۵
۲۵۶	شب معراج آنحضرت کو علی کی امامت کا حکم	۲۵۶
۲۵۶	شعیبان علیؑ اور امہ اہلار کو اذیت دینے والے سے خدا بیزار ہے	۲۵۶
۲۵۸	شہر قم کی وجہ تسمیہ	۲۵۸
۲۵۸	شب معراج آنحضرت سے بیت المقدس میں جناب ابراہیمؑ کی ملاقات	۲۵۸
۲۵۹	بہشت میں آنحضرت کی راضیہ و مرضیہ سے ملاقات جنکو خدا نے علیؑ کے لئے پیدا کیا ہے	۲۵۹
۲۵۹	گنہگاروں پر عذاب کا منظر	۲۵۹
۲۶۰	آنحضرت کی جناب آدمؑ و جناب ابراہیمؑ سے ملاقات	۲۶۰
۲۶۲	جناب امیرؑ کی وصایت و امامت کی آنحضرت کو تاکید	۲۶۲
۲۶۳	تسبیحات اربعہ کی فضیلت	۲۶۳
۲۶۳	آنحضرت کو اپنے بعد علیؑ اور ان کے امام فرزندوں کی وصایت و امامت کی تاکید اور	۲۶۳
۲۶۳	امام آخر الزمان کی مدح	۲۶۳
۲۶۵	جناب رسول خدا اور امہ طاہرین کا تمام فرشتوں اور تمام مخلوق سے افضل ہونا اور	۲۶۵
۲۶۶	امہ اہلار کا پیشوائے خلق ہونا اور امام آخر الزمان کے سعید زمانہ کا تذکرہ	۲۶۶
۲۶۶	جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی مدح	۲۶۶
۲۶۷	آنحضرت کا مختلف عورتوں کو طرح طرح کے عذاب میں مشاہدہ فرمانا	۲۶۷
۲۶۷	عورتوں کے مختلف گناہوں کا بیان فرمانا اور ان کے سبب سے عذابوں اور تکلیفوں کا	۲۶۷
۲۶۷	ان پر واقع ہونا	۲۶۷
۲۶۸	لڑکیوں کے سبب ان کے باپ پر خدا کا رحم و کرم پیش خدا حضرت علی کا مرتبہ	۲۶۸
۲۶۸	سدرۃ المنتہی کی عظمت و بلندی	۲۶۸
۲۶۹	دنیا کے تمام میوہ دار درختوں پر فرشتوں کا ٹوکل ہونا	۲۶۹
۲۶۹	بیچگانہ نمازوں میں بعض بلند اور بعض آہستہ آواز سے پڑھنے کی توجیہ ہے	۲۶۹
۲۷۱	قبل نماز سات تکبیروں کا سنت ہونا و ذکر رکوع و سجود	۲۷۱

باب نمبر	مضمون	صفحہ
۲۳۷	حضرت کے لئے براق کا لایا جانا	۲۳۷
۲۳۸	بیت المقدس میں پیغمبرؐ کی اقتدا میں انبیاء کا نماز پڑھنا	۲۳۸
۲۳۸	آسمان اول کے فرشتے اسمعیلؑ سے حضرت کی ملاقات	۲۳۸
۲۳۹	مالکؑ مٹوکل دوزخ کا آنحضرت کو جہنم کی جھلک دکھانا	۲۳۹
۲۳۹	حضرت آدمؑ سے ملاقات	۲۳۹
۲۳۹	ملک الموت سے ملاقات	۲۳۹
۲۴۰	حرام کھانے والوں کا انجام	۲۴۰
۲۴۰	مختلف قسم کے فرشتوں سے ملاقات	۲۴۰
۲۴۰	گنہگاروں پر عذاب کا منظر	۲۴۰
۲۴۰	شہر ہول سے خیانت کرنے والی عورتوں کا حال	۲۴۰
۲۴۱	آسمان دوم پر حضرت یسےؑ و جناب یحییٰؑ سے ملاقات	۲۴۱
۲۴۱	تیسرے آسمان پر جناب یوسفؑ سے ملاقات	۲۴۱
۲۴۱	چوتھے آسمان پر حضرت ادیسؑ سے ملاقات	۲۴۱
۲۴۱	پانچویں آسمان پر حضرت ہارونؑ اور حضرت دانیالؑ سے ملاقات	۲۴۱
۲۴۲	چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰؑ سے ملاقات	۲۴۲
۲۴۲	ساتویں آسمان پر جناب ابراہیمؑ سے ملاقات	۲۴۲
۲۴۲	ساتویں آسمان پر ایک فرشتہ بصورت مرغ	۲۴۲
۲۴۳	بہشت میں زیدین حارثہ کی لڑکی و طوبی اور کوثر وغیرہ	۲۴۳
۲۴۵	آنحضرت پر پچاس نمازوں کا واجب ہونا اور جناب موسیٰؑ کے مشورہ سے کم کرنا	۲۴۵
۲۴۵	امت محمدؐ کے لئے آسانیاں۔ پانچ نمازوں کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر	۲۴۵
۲۴۶	نماز خود آنحضرت کے کم نہ کرنے کی وجہ	۲۴۶
۲۴۶	حضرت کو معراج میں آسمانوں پر لے جانے کی وجہ	۲۴۶
۲۴۷	براق کا تعلیم اور اس کے اوصاف	۲۴۷
۲۴۷	حضرت کے لئے نور کی محفل	۲۴۷
۲۴۸	ہر آسمان کے فرشتوں کا آنحضرت کی رسالت اور جناب امیرؑ کی امامت کی گواہی دینا	۲۴۸
۲۴۹	وضوء اذان اور اقامت کی علت	۲۴۹
۲۵۰	نماز کے ارکان اور ان کی علت و ذکر رکوع و سجود وغیرہ	۲۵۰
۲۵۱	انبیاءؑ سے سابقین کی بعثت کی علت	۲۵۱

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۴۸۸	نجاشی کے نام آنحضرت کا خط اور نجاشی کی طرف سے جواب۔ جناب ابوطالب کا خط نجاشی کے نام	۳۶
۴۸۹	نماز جعفر طیار کی تعلیم؛ جنت سے جناب جعفر طیار کی واپسی۔ روز فتح خیبر	
۴۹۰	پچھلے سوال باب۔ آنحضرت کا شعب ابی طالب میں محصور ہونا	
۴۹۰	کفار قریش کا آنحضرت سے ترک تعلقات پر عہد و پیمان	
۴۹۱	شعب میں جناب ابوطالب کا آنحضرت کی اپنی جان سے زیادہ حفاظت کرنا	
۴۹۲	شعب میں باغیزار آنحضرت طرح طرح کی نعمتیں مہیا ہونا؛ درود کی فضیلت	
۴۹۲	کفار کے عہد نامہ کو دیکھ کا کھا جانا؛ کفار قریش کا نادم ہونا	
۴۹۳	جناب ابوطالب اور جناب خدیجہ کی وفات	
۴۹۴	جناب خدیجہ کی وفات پر آنحضرت کا رنج و ملال	
۴۹۴	آنحضرت کا طائف میں جانا وہاں کے لوگوں کا ایذا پہنچانا اور حضرت پر سنگباری کرنا	
۴۹۵	عتبہ اور شیبہ کے غلام کا اسلام قبول کرنا	۳۷
۴۹۵	سختیوں سے نجات کی دعا	
۴۹۵	آنحضرت کا مطعم بن عدی کی امان میں طواف کعبہ بجالانا	
۴۹۶	مدینہ میں اسلام کی ابتداء	
۴۹۹	بیعت عقبہ ادا کی	
۵۰۱	سنا ٹیکس سوال باب۔ مدینہ کی جانب آنحضرت کی ہجرت اور اس کے اسباب	
۵۰۲	دارالندوہ میں قریش کا جمع ہو کر آنحضرت کے قتل پر مشورہ	
۵۰۴	شب ہجرت آنحضرت کا اپنے بستر پر علی کو سلاتنا	
۵۰۴	جناب امیرؑ کا بے نظیر ایثار	
۵۰۵	خدا کا آپ کے بارے میں فرشتوں سے مباحثات؛ جبریلؑ و میکائیلؑ کا حضرت علیؑ کی حفاظت پر مامور ہونا	
۵۰۶	جناب امیرؑ پر جمع شب ہجرت کفار کا حملہ کرنا اور حضرت کا خالد کی تلوار چھین کر ان پر حملہ کرنا اور کفار کا فرار	۳۸
۵۰۶	جناب امیرؑ کی آنحضرت سے محبت	
۵۰۸	جناب امیرؑ کی بے مثال شجاعت	
۵۱۱	جناب رسول خداؐ کا حضرت علیؑ کو اپنے اہل و عیال پر اپنا خلیفہ مقرر فرمانا کہ مدینہ ہجرت فرمانا اور علیؑ کو لوگوں کی امانتیں دینے پر مامور کرنا	
۵۱۱	سراحد کا حضرت کی تلاش میں آنا اور حضرت کی اطاعت کر کے واپس جانا	

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۴۷۱	جناب امیر کو خلیفہ اور وصی قرار دینے کا حکم	
۴۷۲	جناب خدیجہؓ کو خدا اور جبریلؑ کا سلام	
۴۷۲	آسمان پر علیؑ کی شہید ہونے کی فرشتے زیارت کرتے ہیں	
۴۷۲	شب معراج آنحضرتؐ سے علیؑ کے لہجہ میں خدا کا ہم کلام ہونا	
۴۷۳	تسبیحات اربعہ کی فضیلت	
۴۷۳	اگر اہل دنیا جنت علیؑ پر جمع ہو جائے تو خدا بہت کم کو پیدا نہ کرتا	
۴۷۳	شب معراج ہر جگہ رسولؐ خدا نے جناب امیرؑ کو دیکھا	
۴۷۴	خدا نے حضرت علیؑ کو آنحضرتؐ کا وزیر و خلیفہ بنایا	
۴۷۴	معراج کے لیے آنحضرتؐ کی حجرہ اسمعیل سے روانگی اور بیت المقدس میں امامت فرمانا	
۴۷۵	خدا کے نزدیک توحید و رسالت کی گواہی بغیر امامت و ولایت علیؑ کے اقرار کے مقبول نہیں	
۴۷۷	آنحضرتؐ کو حکم کہ انبیاءؑ سے سوال کریں کہ کس امر کی شہادت دیتے ہیں اور ان کا جواب	
۴۷۸	محبت امیر المؤمنین و ائمہ طاہرین کے ساتھ عبادتیں قبول ہوتی ہیں۔	
۴۷۹	جناب امیرؑ اور ائمہ اطہار کی محبت کی تاکید	
۴۸۰	دوستان علیؑ کا مرتبہ اور روز محشر ان کی صفاقت۔ بہشت میں قصر علیؑ و عباس	
۴۸۱	مقام قدس میں آنحضرتؐ کو تاکید کہ اپنے بعد امت پر علیؑ کو امیر مقرر کریں	
۴۸۱	طوبی کی تعریف اور نعمات بہشت کا تذکرہ	
۴۸۲	آنحضرتؐ سے جناب ابو طالب کی محبت	
۴۸۲	آنحضرتؐ کا شب معراج پریم قدس تک پہنچنا اور خدا کا آپ سے خطاب فرمانا اور	
۴۸۳	آپ کو شفیع روز جزا قرار دینا	
۴۸۳	بیچکیسوال باب۔ ہجرت حبشہ کا بیان	۲۵
۴۸۴	کفار قریش کا نجاشی کے پاس جا کر مہاجرین کی واپسی کی التجا کرنا؛ عمرو بن عاص اور	
۴۸۴	عمارہ میں دشمنی واقع ہونا۔	
۴۸۵	عمرو عاص کا عمارہ کو قریب دے کر نجاشی کی ایک کنیز سے الجھا دینا جو اسکی جان	
۴۸۵	جانے کا سبب ہوا۔	
۴۸۶	ام حبیبہ دُفتر ابوسفیان کا آنحضرتؐ کے ساتھ عقد؛ نجاشی کا مارہ قبطیہ کو آنحضرتؐ کیلئے	
۴۸۶	ہبہ کرنا اور تیس عاملوں کو حضرت کے حالات دریافت کرنے کے لیے بھیجا؛ ان کا	
۴۸۷	مسلمان ہونا پھر نجاشی کا اسلام لانا	
۴۸۷	جنگ بدر کی فتح کی خبر سنکر نجاشی کا شکر ادا کرنا	

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۵۳۳	جنگ کے لئے آنحضرتؐ کو خدا کا حکم	
۵۳۴	عقبہ بن ربیعہ کا کفار قریش کو جنگ سے باز رکھنے کی کوشش اور ابوہلہ کا اصرار	
۵۳۵	جناب جبریلؑ کا ہزار فرشتوں کے ساتھ کفار سے جنگ کرنا	
۵۳۶	ابوہلہ کی سرکشی کے بارے میں حضرتؐ کا ارشاد	
۵۳۷	ابوہلب کا عجز تاک انجام اور دنیا ہی میں اس پر نزول عذاب	
۵۳۸	جنگ بدر میں تمام فرشتوں کا علیؑ کی صورت میں شکل ہو کر کفار سے جنگ کرنا	
۵۳۹	جناب عباسؓ عقیل اور نوفل کی گرفتاری	
۵۴۰	مسلمانوں کا قیدیوں سے فدیہ لینا اس شرط پر کہ آئندہ سال قتل ہو کر شہید ہوں گے۔	
۵۴۱	ابن الحدید کا اپنے استاد سے فک کے بارے میں سوال اور ان کا جواب	
۵۴۲	آنحضرتؐ کا معجزہ: ایک قدم بڑھا کر اپنے ہمراہ لوگوں کو چارہ بدر پر لے جانا اور مشرکین کے قتل کی جگہ دکھانا	
۵۴۳	مال غنیمت کے بارے میں صحابہ کی چہ میگوئیاں اور ان کی خواہش کے خلاف نزول آیت	
۵۴۴	روزہ بدر آنحضرتؐ کے لئے جبریلؑ کا علم لانا اور اس کا بتدریج امام زمانہؑ تک پہنچنا	
۵۴۵	با عجز آنحضرتؐ لکڑی کا تلوار بن جانا۔ جنگ بدر میں جبریلؑ و میکائیلؑ کی شمولیت	
۵۴۶	شہدائے بدر کی تعداد اور ان کے نام	
۵۴۷	التیسواں باب - وہ غزوات اور واقعات جو جنگ بدر کے بعد سے غزوہ اُحد تک واقع ہوئے۔	۳۱
۵۴۸	غزوہ بنی غطفان: آنحضرتؐ کا لشکر سے جدا ہو کر تنہا ایک درخت کے نیچے آرام فرمانا اور فوج مخالف کے سردار کا برہنہ تلوار لے کر حضرتؐ کے قتل کو آنا اور مسلمان ہونا	
۵۴۹	غزوہ قردہ	
۵۵۰	سریہ عمیر بن عدی	
۵۵۱	کعب بن اشرف کا قتل قبیلہ اوس کے ایک شخص محمد بن مسلمہ کا کارنامہ	
۵۵۲	ابو رافع عرف سلام بن ابی الحقیق کا قتل: بنی خزرج کا کارنامہ	
۵۵۳	تیسواں باب - جنگ اُحد کے حالات	۳۲
۵۵۴	جنگ اُحد سے مسلمانوں کے ایک گروہ کی تساہلی	
۵۵۵	ایک درہ پر پیاس مسلمانوں کو تعینات کر کے حضرتؐ کا تاکید فرمانا کہ ہم کو شکست ہو یا فتح تم یہاں سے نہ ہٹنا۔	
۵۵۶	امیر المؤمنینؑ کا مشرکین کے بہت سے بہادروں کو قتل کرنا اور ان کا میدان سے فرار	

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۵۱۲	حضرتؐ کے اعجاز سے ام مہجد کی لاغر و ناکارہ بکری کا دودھ دینا وغیرہ (مہجرات)	
۵۱۳	جناب امیرؑ کی مدح میں آیتیں	
۵۱۴	مسلمانوں پر کفار مکہ کے مظالم: جناب عمارؓ کے والدین کی شہادت: عمارؓ کا تقیہ اور تقیہ کا حکم۔	
۵۱۵	اٹھالیسواں باب - آنحضرتؐ کا مدینہ طیبہ میں ہجرت کر کے آنا، مسجدیں اور کائنات تعمیر کرنا: ہجرت کے سال اول کے تمام حالات۔	۲۸
۵۱۶	مدینہ میں حضرتؐ کا درود مسعود	
۵۱۷	مسجد قبا کی تعمیر: آنحضرتؐ کی مدینہ میں تشریف آوری: ابو ایوبؓ انصاری کے مکان میں قیام۔	
۵۱۸	مدینہ کے یہودیوں کے تین قبیلوں کا حضرتؐ سے صلح کرنا	
۵۱۹	مدینہ میں حضرتؐ کی مسجد کی تعمیر	
۵۲۰	مسجد کی جانب سے سولے آنحضرتؐ اور علیؑ کے دروازوں کے ہر ایک کا دروازہ بند کر دینے کا حکم	
۵۲۱	غنا جمعہ کی ابتدا	
۵۲۲	ہجرت کے سال اول کے حالات: موافقہ: علیؑ رسولؐ کے بھائی: اذان کی ابتداء	
۵۲۳	اٹھالیسواں باب - غزوات کے نادر حالات اور بدر بکریؑ تک کے غزوات کا ذکر	۲۹
۵۲۴	غزوات کی فہرست۔	
۵۲۵	جنگ میں شعار اہل اسلام	
۵۲۶	مجاہدین اسلام کو ہدایتیں	
۵۲۷	جہاد الکبریٰ تعریف	
۵۲۸	دارالحرب میں مشرکین کے ساتھ رہنے والے مسلمانوں سے حضرتؐ کی بیزاری	
۵۲۹	آنحضرتؐ کا سب سے پہلا جہاد اور سب سے پہلا علم	
۵۳۰	جناب امیرؑ کے لئے لقب البو تراب	
۵۳۱	تحويل قبلہ	
۵۳۲	روزہ کا واجب ہونا	
۵۳۳	تیسواں باب - جنگ بدر کے حالات	۳۰
۵۳۴	عاتکہ دختر عبدالمطلب کا خواب	
۵۳۵	قافلہ قریش کا جنگ کے لئے روانہ ہونا	



صفحہ	مضمون	باب نمبر
۵۹۰	معاویہ بن ابی سفیان کا شہدائے اُحد کی قبریں کھودا کر نہر نکوانا	۳۳
۵۹۱	تینتیسواں باب - غزوہ حراء الاسد کا بیان	
۵۹۳	معاویہ بن مغیرہ کے بارے میں جس نے حضرت حمزہؓ کے اعضا قطع کیے تھے عثمانؓ کا آنحضرتؐ سے جان بخشی کی سفارش کرنا	
۵۹۴	جنگ کفار کے لئے جناب امیرؓ کا شوق و حوصلہ	
۵۹۵	چونتیسواں باب - ان واقعات کا بیان جو جنگ اُحد اتراب کے درمیان واقع ہوئے	۳۴
۵۹۵	فصل اول - غزوہ ریح	
۵۹۶	فصل دوسری - غزوہ مہونہ	
۵۹۷	فصل تیسری - غزوہ بنی نضیر	
۶۰۳	فصل چوتھی - غزوہ ذات الرقاع اور غزوہ عسفان	۳۵
۶۰۴	فصل پانچویں - بدر صغریٰ	
۶۰۹	تینتیسواں باب - جنگ خندق کا بیان -	
۶۱۰	یہودان خیبر کا آنحضرتؐ سے جنگ کے لیے قبائل عرب کو آمادہ کرنا	
۶۱۱	جناب سلمان فارسی کی رلے سے مدینہ کے گرد خندق کھودی جانا	۳۶
۶۱۴	جی بن اخطب کا بنی قریظہ کے سردار کو آنحضرتؐ کے ساتھ عہد توڑنے پر آمادہ کرنا	
۶۱۵	یہودیوں کا تعصب کہ محمدؐ بنی اسرائیل سے ہیں	
۶۱۶	نعیم بن مسودہ اشجعی کا کارنامہ - نعیم بن مسودہ اشجعی کا کعبہ و الوسفیان کے درمیان اختلاف پیدا کرنا	
۶۱۹	عمر بن عبدود کا لشکر اسلام سے مبارز طلب کرنا اور کسی کا اس کے مقابل پر جانے کی جرأت نہ کرنا	۳۷
۶۱۹	جناب امیرؓ کا عمرو بن عبدود کو قتل کرنا	
۶۲۲	جناب رسول خداؐ کا المومنین کی طرح فرمانا اور عمرو بن عبدود کی بہن کا اس کی لاش پر اگر حضرت علیؓ کی طرح کرنا	
۶۲۳	عمرو بن عبدود کے قتل کا ایک قطرہ ذوالفقار پر دھوکے بعد بھی باقی رہنا اور خود ذوالفقار کا اس کی وجہ بیان کرنا	
۶۲۷	قریش کے لشکر پر آسمان سے پتھروں کی بارش	۳۸
۶۲۹	چھتیسواں باب - غزوہ بنی قریظہ وغیرہ	
۶۳۱	سعد بن معاذ کا یہودیوں کے حق میں فیصلہ اور ان کی وفات	
۶۳۲	بنی قریظہ کا قتل عام پھر کعب بن اسید اور جی بن اخطب کا قتل	
۶۳۳	بالغ و نابالغ کی شناخت	۳۹
۶۳۳	سعد بن معاذ کے جنازہ کا احترام اور ان کا پیش خدا اعزاز	
۶۳۴	زوجہ سے بدخلی کے سبب سعد بن معاذ پر فشار قبر کا ہونا	

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۵۹۳	درہ بر تعینات مسلمانوں کا لوٹ میں مشغول ہونا پھر حضرت کو چھوڑ کر فرار کر جانا	۳۹
۵۹۳	حضرت علیؓ کا خطاب قسم	
۵۹۳	حضرت علیؓ کی شجاعت عمرو بن خطاب کی زبانی	
۵۹۴	نسبہ بنت کعب مازینہ کی شجاعت	
۵۹۵	جبریلؑ اور آنحضرتؐ کی زبانی حضرت علیؓ کی مدح	۴۰
۵۹۵	غیب سے نازلے لافتحی الا علی لا سیف الا ذوالفقار	
۵۹۵	جناب حمزہؓ کی شہادت اور ہندہ زوجہ ابوسفیانؓ کا ان حضرتؐ کا کلیجہ چبانا	
۵۹۶	عمرو بن ثابت کی شہادت اور حضرتؐ کا ان کی مدح کرنا	
۵۹۷	حنظلہ بن ابوعامر غصیل الملک کا سال	۴۱
۵۹۷	ابو جہلؓ کی آنحضرتؐ کی حمایت میں جانفشانی	
۵۹۷	جبریلؑ کا گرہ ملائکہ کے ساتھ جنگ اُحد میں آنحضرتؐ کی مدد کرنا	
۵۹۷	جناب امیرؓ کی شجاعت	
۵۹۷	سعد بن ریح کی جان نثاری	۴۲
۵۹۷	جناب حمزہؓ کی لاش پر جناب رسول خداؐ کا گریہ	
۵۹۷	اُحد سے واپسی اور مہاجرین و انصار کی عورتوں کا شہیدان اُحد پر گریہ	
۵۹۸	آنحضرتؐ کا حمزہؓ پر روئے کی آرزو کرنا	
۵۹۹	آنحضرتؐ کے زخموں کی تعداد اور دندان مبارک ٹوٹنے کا تذکرہ	۴۳
۵۸۰	آنحضرتؐ کی شہادت کی خبر سُنکر جناب فاطمہؓ کا اضطراب اور کوہ اُحد پر روانگی	
۵۸۰	جنگ میں آنحضرتؐ کا بے نظیر استقلال	
۵۸۱	جنگ اُحد میں آنحضرتؐ کے معجزات	
۵۸۳	روز شوریٰ جناب امیرؓ کا روز اُحد کے قدمات کا تذکرہ کر کے اہل شوریٰ پر ہجرت تمام کرنا	۴۴
۵۸۵	جنگ اُحد میں امیر المومنین کی شجاعت	
۵۸۵	صحابہ کے فرار پر آنحضرتؐ کا غیظ و غضب اور ابو جہلؓ کو بھی پلے جانے کا حکم	
۵۸۶	اُحد سے واپسی اور جناب امیرؓ کی مدح	
۵۸۷	جنگ اُحد سے بھاگنے والوں کے نام اور ان کی تحقیق	۴۵
۵۸۹	مخبرین یہودی کا جنگ اُحد میں آنحضرتؐ کی مدد کر کے شہید ہونا	
۵۸۹	عمرو بن ابوجہل کا شوق شہادت وغیرہ	
۵۹۰	جابرؓ کے والد عبداللہؓ کی شہادت	

باب نمبر	مضمون	صفحہ
۳۷	آنحضرتؐ کا فذک جناب فاطمہؑ کو ہبہ کرنا	۴۴۶
۳۸	فتح فذک اور اس کو جناب فاطمہؑ کو دینے کے بارے میں نزولِ آیت	۴۴۶
۳۹	ام ایمن کا فذک کے بارے میں ابو بکرؓ و عمرؓ کے سامنے بحق فاطمہؑ زہراؑ کو اہی دینا	۴۴۷
۴۰	یہودیوں پر پانی بند کرنا حضرتؐ کو گوارا نہ ہونا آپ کے اعجاز سے قلعہ کی زمین کا دھنسنا	۴۴۸
۴۱	اور مسلمانوں کا ان یہودیوں پر فتح پانا	۴۴۸
۴۲	آنحضرتؐ کا باعجاز پانی پر مع لشکر اسلام گزرنا	۴۴۸
۴۳	ایک بنی یہودیہ کا گوشت منہ کے گوشت میں زہر ملا کر حضرتؐ کو ہدیہ کرنا اور اس سے براہینِ مغرور کی تہاد	۴۴۸
۴۴	روزِ فتح خیر جناب جعفر طیارؓ کا واپس آنا اور آنحضرتؐ کا نہایت مسرور ہو کر ان کو نماز جعفر طیارؓ تعلیم فرمانا	۴۴۹
۴۵	آنحضرتؐ کا مع اصحاب کے حضرت علیؑ کے گھر دعوت کے لیے جانا اور خدا کی طرف سے طعام کا ان	۴۴۹
۴۶	پچالیسواں باب - غزوہٴ عمرہ قضا اور آنحضرتؐ کا بادشاہوں کو دعوتِ اسلام دینا اور	۴۵۰
۴۷	غزوہٴ موتہ تک کے حالات	۴۵۱
۴۸	موقوف بادشاہ کا آنحضرتؐ کو ہدیہ ماریہ اور دلدل وغیرہ بھیجنا	۴۵۲
۴۹	ہرقل بادشاہ روم کے دربار میں ابوسفیانؑ کی زبان سے آنحضرتؐ کی مدح	۴۵۳
۵۰	قصر کے دربار میں ایک نصرانی عالم کا آنحضرتؐ کی نبوت کی گواہی دینا اور عیسائیوں کا اس کو شہید کرنا	۴۵۴
۵۱	کسریٰ کا آنحضرتؐ کے خط کو چاک کر کے حضرتؐ کی شان میں گستاخ کرنا۔ اس کے بیٹے کا	۴۵۴
۵۲	اس پر مستط ہو کر اس کو ہلاک کرنا اور اس کے ماتحت حاکم باذان کا مع قوم کے مسلمان ہونا	۴۵۵
۵۳	کسریٰ پر عذاب الہی	۴۵۶
۵۴	نجاشی کا حضرتؐ کی دعوت پر مسلمان ہونا	۴۵۷
۵۵	ذوالکلاع حمیری کا مسلمان ہو کر مع لشکر کے حضرتؐ کی مدد کے لیے روانہ ہونا راستہ میں	۴۵۷
۵۶	حضرتؐ کی وفات کی خبر سن کر واپس جانا	۴۵۸
۵۷	بحرین کا فتح ہونا	۴۵۹
۵۸	حضرت علیؑ کی ادائیگی نماز کے لیے آفتاب کا مغرب سے پلٹنا	۴۶۰
۵۹	اکتالیسواں باب - غزوہٴ موتہ کا بیان	۴۶۱
۶۰	حضرت جعفر طیارؓ کی شہادت	۴۶۲
۶۱	اس اُمت کے فضائل	۴۶۳
۶۲	یتیم حضرت جعفر طیارؓ پر آنحضرتؐ کی شفقت اور حضرت جعفرؓ کی فضیلت کا اظہار	۴۶۴
۶۳	حاضری کا کھانا بھجھنے کی ابتدا	۴۶۵
۶۴	آنحضرتؐ کی یتیم نوازی اور حضرت جعفرؓ کے غم میں رونے والوں کی ہمت افزائی	۴۶۶

باب نمبر	مضمون	صفحہ
۳۷	سینتیسواں باب - وہ غزوات اور واقعات جو غزوہٴ احزابؓ میں علیہ کے درمیان واقع ہوئے	۴۳۵
۳۸	فصل اول - غزوہٴ مرہج جس کو غزوہٴ بنی المصطلق بھی کہتے ہیں	۴۳۵
۳۹	جویریہؓ دخترِ حارث سے حضرتؐ کا نکاح	۴۳۶
۴۰	ایک خوفناک لڑی میں جناب امیر علیہ السلام کا جنوں کے لشکر سے جنگ کرنا اور ان کا مسلمان ہونا	۴۳۷
۴۱	عبداللہ بن ابی منافق کی بے ہودہ گوئی اور سورۃ منافقون کا نزول	۴۳۸
۴۲	کافریہ کے ساتھ نیک برتاؤ کا حکم	۴۳۹
۴۳	عبداللہ بن ابی منافق کا واصل جہنم ہونا	۴۳۹
۴۴	دوسری فصل - حضرت عائشہؓ کے بارے میں لوگوں کا کلماتِ فحش کہنا	۴۴۰
۴۵	حضرت عائشہؓ پر اہتمام کا واقعہ اور ان کی برأت -	۴۴۰
۴۶	تیسری فصل - بعد کے تمام حالات	۴۴۱
۴۷	ارٹیسواں باب - غزوہٴ مدینہ اور بیعتِ رضوان	۴۴۲
۴۸	کفار سے گفتگو کے صلح : شرائطِ صلح	۴۴۳
۴۹	صحابہ کا صلح کے خلاف ہونا اور حضرتؐ کی آنحضرتؐ سے تکرار و اعتراضات	۴۴۴
۵۰	آنحضرتؐ کی حضرت علیؑ سے پیشینگوئی کہ ایک دن ایسا ہی معاملہ تمہارے ساتھ بھی ہوگا	۴۴۵
۵۱	بیعتِ رضوان	۴۴۶
۵۲	بروایت دیگر تحریر صلح نامہ اور سہیل کا اعتراض	۴۴۷
۵۳	صلح کے فوائد	۴۴۸
۵۴	زبانِ رسولؐ پر علیؑ کی مدح	۴۴۹
۵۵	انثالیسواں باب - غزوہٴ خیبر کا بیان اور حضرت جعفر طیارؓ کی حبشہ سے واپسی	۴۵۰
۵۶	حدیثِ رايت (علیؑ کا محب و محبوب خدا و رسولؐ ہونا)	۴۵۱
۵۷	بعثتِ لشکر اسلام حضرتؐ کا اہل خیبر کے مقابلہ پر امیر المومنینؑ کو جنگ کیلئے بھیجنا	۴۵۲
۵۸	امیر المومنینؑ کے ہاتھ سے مرحب کا قتل	۴۵۳
۵۹	حضرت علیؑ کی تین فضیلتوں پر سعد بن وقاص کا رشک کرنا	۴۵۴
۶۰	حضرت علیؑ کے حق میں پیغمبرؐ کی دُعا	۴۵۵
۶۱	اصحابِ شوریٰ کے روبرو حضرت علیؑ کا اپنی فضیلتیں بیان کرنا اور ان کا اقرار کرنا	۴۵۶
۶۲	جناب امیرؑ کا ایک یہودی کے جواب میں خیبر میں اپنے کارناموں کا تذکرہ فرمانا	۴۵۷
۶۳	جبریلؑ کے پرول پر حضرت اسد اللہؑ کی گواہی	۴۵۸
۶۴	خیبر و فذک کی فتح اور فذک کا خاص رسولؐ کی ملکیت ہونا	۴۵۹

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۷۰۵	خالد بن ولید کا قبیلہ بنی مخزوم کے مسلمانوں کو دیرینہ عداوت کے سبب قتل کرنا؛ پھر آنحضرتؐ کا جناب امیرؓ کے ذریعہ ان کو ان کے نقصانات سے کراہی کرنا اور حضرت علیؓ کی مدح	
۷۰۵	لات و عزریٰ کا توڑا جانا۔ غزوہ خنین کا سبب	
۷۰۶	مشرکوں کے سرداران کے ایک بزرگ نابینا کی نصیحت	
۷۰۷	سوائے حضرت علیؓ کے مسلمانوں کا میدان جنگ میں رسول اللہؐ کو چھوڑ کر جگانا اور خود رسول اللہؐ اور حضرت عباسؓ کا ان کو بیکارنا	
۷۰۸	جنگ خنین میں فرشتوں کا کفار کو قتل کرنا	
۷۰۹	مسلمانوں کے لشکر کی اشریت پر نظر لگنا جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کا فرار ہونا	
۷۰۹	میدان قتال میں امیر المومنینؓ کی شجاعت	
۷۱۱	حضرت عمرؓ کے کہنے سے انصار کا دو قیدی کا فرد کو قتل کرنا اور آنحضرتؐ کا غصہناک ہونا	
۷۱۲	آنحضرتؐ کا امیر المومنینؓ سے راز کی باتیں کرنا اور حضرت عمرؓ کا اعتراض	
۷۱۳	آنحضرتؐ کا جناب امیرؓ کو اپنی جان قرار دینا	
۷۱۳	علیؓ خدا کا تیر ہیں	
۷۱۴	عینہ بن حصین کا مکہ و فریب اور حضرت کا اس کے فریب کو ظاہر فرمانا	
۷۱۵	حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کا فضیلت علیؓ سے اعتراف کرنا	
۷۱۵	روز شوریٰ حضرت علیؓ کا اپنی خلافت کی دلیل بیان کر کے اہل شوریٰ پر حجت تمام کرنا	
۷۱۶	انصار کا تفسیر غنیمت سے کہیدہ ہونا اور آنحضرتؐ پر اپنے احسان کا جتنا؛ حضرت کا جواب اور ان کی مدح	
۷۱۸	خروج خوارج کی پیشین گوئی اور ان کی علامتیں	
۷۱۹	والدین کی خدمت سے رسول اللہؐ کی نگاہوں میں عزت	
۷۲۰	پینتالیسواں باب۔ غزوہ تبوک؛ عقبہ اور مسجد طرا کے حالات	۲۵
۷۲۱	جنگ تبوک کی روانگی کے وقت خطبہ جناب رسول اللہؐ جس میں بہترین نصیحتیں ہیں	
۷۲۲	حدیث منزلت۔ جناب رسول اللہؐ سے حضرت علیؓ کو وہی نصبت ہے جو ہارونؓ کو موسیٰؓ سے تھی	
۷۲۵	جنگ تبوک سے پہلے رہ جانے والے مومنین کا توبہ کرنے کے لیے پہاڑوں پر جانا اور توبہ کرنا	
۷۲۷	مناقتوں کا حضرت علیؓ کے قتل کی تدبیر کرنا اور آپؐ کا ان کے شر سے محفوظ رہنا	
۷۲۹	مناقتوں کا مکہ و فریب	
۷۲۹	زبان رسولؐ پر علیؓ کی مدح	
۷۳۰	محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کی افضلیت فرشتوں پر	

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۷۸۳	حضرت جعفرؓ کے فضائل	
۷۸۳	جناب عباسؓ علیہ السلام کے فضائل	
۷۸۴	بیالیسواں باب۔ غزوہ ذات السلاسل	۲۲
۷۸۴	آنحضرتؐ کا بنو نضیر کو لے کر اپنے چچا ان کا کام واپس لانا پھر حضرت عمرؓ کو بھیجا؛	
۷۸۶	ان کے جی بے بسہ واپس آنا	
۷۸۶	جناب نضیر کا جنگ دئی یا بس پر مامور ہونا اور فتح پالنا اور آپؐ کی طرح میں تیل کا نزل	
۷۸۷	آنحضرتؐ کا شیخین کو پھر عمرو بن عاصؓ کو ان کی خواہش کے مطابق جنگ کے لیے بھیجنا سب کا کام واپس لانا پھر جناب امیرؓ کا مامور ہونا اور فتح کر کے واپس آنا	
۷۸۸	زبان رسولؐ خدا پر حضرت علیؓ کی مدح	
۷۹۰	جناب امیرؓ کا حارث بن مکیدہ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرنا	
۷۹۱	جناب امیرؓ کی مدح	
۷۹۲	تینتالیسواں باب۔ فتح مکہ	۲۳
۷۹۳	حاطب بن بلتعز کی غلطی اور اس کی تداوت اور پھر خدا کی طرف سے معافی	
۷۹۴	ابوسفیانؓ کو آنحضرتؐ کے بستر پر بیٹھنے سے اس کی بیٹی ام المومنین ام حبیبہؓ کی مخالفت	
۷۹۴	ابوسفیانؓ کا آنحضرتؐ سے امان طلب کرنا؛ ابو بکرؓ و عمرؓ اور جناب سیدہ و کنینہ علیہم السلام سے سفارش کی التجا؛ انہیں میں حضرت علیؓ کا مشورہ	
۷۹۶	حضرت عباسؓ کی سفارش سے ابوسفیانؓ کی خطائیں معاف ہونا	
۷۹۶	ابوسفیانؓ کا بخوف جان مجبوری سے ایمان لانا	
۷۹۷	ابوسفیانؓ کا لشکر اسلام کا جلوس دیکھنا اور حیرت ظاہر کرنا	
۷۹۸	ام ہانیؓ حضرت علیؓ کی ہمشیرہ کا چہرہ اشخاص کو امان دینا اور آنحضرتؐ کا انکی امان کو باقی رکھنا	
۷۹۹	کعبہ کی گنجی کا معاملہ	
۷۹۹	کعبہ میں آنحضرتؐ کی بیت شکنی	
۷۹۹	فرزندان ہاشم و عبد المطلبؓ پر آنحضرتؐ کا حجت تمام کرنا	
۸۰۰	عورتوں سے آنحضرتؐ کا چند شرطوں کے ساتھ بیعت لینا	
۸۰۱	حضرتؐ کا کعبہ کی گنجی سابق کلید بردار کو واپس دینا	
۸۰۲	آنحضرتؐ کا ایک نوجوان عتاب بن اسیدؓ کو اہل مکہ پر امیر مقرر فرمانا	
۸۰۲	آنحضرتؐ کے حکماء کا مضمون جو عتاب بن اسیدؓ کی امارت کے بارے میں تحریر فرمایا	
۸۰۴	چوالیسواں باب۔ غزوہ خنین اور اس کے قبل و بعد غزوہ تبوک تک کے حالات	۲۴

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۷۳	سید و عاقب کا اپنا اقتدار خطرہ میں سمجھنا اور حقیقت سے انحراف کرنا	
۷۹	سید و عاقب دونوں کا حارثہ کی دلیلوں سے مضطرب و پریشان ہونا	
۷۷۰	بحث کا تیسرا روز	
۷۷۱	حارثہ کا سید و عاقب کو اپنی حق انگیز دلیلوں سے مغلوب کرنا	
۷۷۱	چوتھے روز کتاب جامعہ سے حارثہ کا اپنے دلائل ثابت کرنے پر فیصلہ موقوف ہونا	
۷۷۲	کتاب جامعہ کا مضمون	
۷۷۵	کتاب جامعہ میں حضرت آدمؑ کے ذکر میں آنحضرتؐ اور آپ کے اہلبیت کے فضائل	
۷۷۶	حضرت ثبیتؑ کے صحیفہ میں آنحضرتؐ اور آپ کے اہلبیت کے فضائل	
۷۷۷	حضرت ابراہیمؑ کے حالات میں آنحضرتؐ اور آپ کے اوصیاء کے فضائل	
۷۷۸	کتاب جامعہ میں توریت سے آنحضرتؐ اور آپ کے اہلبیت کے فضائل	
۷۷۹	کتاب جامعہ میں انجیل کا مضمون اور حضرت اور آپ کے اہلبیت کے فضائل	
۷۸۱	سید و عاقب کا آنحضرتؐ سے مناظرہ : پھر مباہلہ کے لئے تیار ہونا	
۷۸۲	آنحضرتؐ کا جناب فاطمہؑ علیؑ اور حسین علیہم السلام کو لے کر میدان مباہلہ میں آنا	
۷۸۳	نصارائے نجران کا مباہلہ سے خوفزدہ ہونا وغیرہ	
۷۸۵	اڑتالیسواں باب - حجۃ الوداع تک کے تمام واقعات کا بیان	۳۸
۷۸۵	فصل اول - غزوہٴ عمرو بن معدی کرب کا ذکر	
۷۸۹	فصل دوم - جناب امیرؑ کا یمن بھیجا جانا	
۷۸۹	جناب امیرؑ کا ایک کنز مال غنیمت میں لے لینا : خالد بن ولید کا بریدہ سلمیٰ کی موت	
۷۸۹	آنحضرتؐ کے پاس شکایت کرنا	
۷۸۹	آنحضرتؐ کا غضبناک ہونا اور علیؑ کی مدح فرمانا	
۷۹۰	عمرو بن شاس کا آنحضرتؐ سے جناب امیرؑ کی شکایت کرنا اور پھر حضرتؐ کا فرمانا تو نے مجھے ایذا دی	
۷۹۱	جناب امیرؑ کے حق میں صحیح فیصلہ کرنے کی آنحضرتؐ کی دعا	
۷۹۱	جناب امیرؑ کے ایک فیصلہ کی آنحضرتؐ سے شکایت اور حضرتؐ کا ان کے فیصلہ کو درست م	
۷۹۱	صحیح قرار دینا	
۷۹۱	کون سے گھوڑے سعادت مند ہوتے ہیں	
۷۹۱	فصل سوم - عرب کے گرد ہوں اور رئیسوں کا حضرتؐ کی خدمت میں آنا	
۷۹۳	عام اور ارد کا قبضہ اور دونوں کی ہلاکت	
۷۹۵	اچاسواں باب - حجۃ الوداع اور جو کچھ اس سفر میں واقع ہوا اور تمام حجوں اور عمروں کا بیان	۳۹

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۷۳۱	منافقوں کا آنحضرتؐ کو عقبہ میں ہلاک کرنے کا ارادہ : آنحضرتؐ کا حدیثہ کوان کو دیکھنے والا	
۷۳۳	پہلے پر مامور فرمانا	
۷۳۴	آنحضرتؐ کا اپنے ہلاک کرنے والے منافقوں کا نام لے کر پکارنا اور حدیثہ کا سب کو پہچاننا	
۷۳۴	ہرقل کا آنحضرتؐ کے اوصاف کی تحقیق کرنا اور درپردہ مسلمان ہونا	
۷۳۸	آنحضرتؐ کا معجزہ : ہمارا بیوں کے لئے آسمان سے غذا طلب کرنا اور سب کا اپنی خواہش کی غذا کا مزہ حاصل کرنا	
۷۴۱	آنحضرتؐ کا اپنے بعد کے فتنے کا ذکر فرمانا	
۷۴۲	جنگ تبوک سے آنحضرتؐ کی صحیح و سالم فتحیاب آنے کی پیشین گوئی - مسجد ضرار کا تذکرہ	
۷۴۲	الکیدری گرفتاری اور رانی	
۷۴۲	آنحضرتؐ کی بخیریت مدینہ واپسی	
۷۴۵	مسجد ضرار کا اہتمام	
۷۴۶	ابو عامر راہب کا حال	
۷۴۷	چھتالیسواں باب - نزول سورۃ برأت	۳۷
۷۴۷	راج اکبر کی تعیین	
۷۴۸	جناب رسولؐ خدا کا حضرت ابوبکرؓ کو سورۃ برأت کی تبلیغ پر مامور فرمانا : پھر حکم خدا	
۷۵۱	معزول کر کے جناب امیرؑ کو مقرر فرمانا	
۷۵۱	جناب امیرؑ کے لئے آنحضرتؐ کی بے چینی	
۷۵۲	مکہ میں عمرو بن عبدود کے بھائیوں کا جناب امیرؑ کو دھمکانا اور حضرتؐ کا ان کو لالکا کرنا	
۷۵۳	سینتالیسواں باب - ذکر مباہلہ : نصاریٰ نجران کا آنحضرتؐ سے مناظرہ کے بعد مباہلہ	۳۷
۷۵۳	پر آمادہ ہونا	
۷۵۴	نصارائے نجران کا مباہلہ سے گریز اور جزیہ دینا منظور کرنا	
۷۵۴	منکر کا بیان نصارائے نجران کا آپس میں آنحضرتؐ کی نبوت پر بحث کرنا اور آپ کی نبوت انجیل سے ثابت کرنا	
۷۵۶	انجیل میں آنحضرتؐ کے اوصاف و فضائل	
۷۵۹	پیش خدا حضرت علیؑ و فاطمہؑ و حسینؑ کا مرتبہ	
۷۶۰	آنحضرتؐ کا خط نصارائے نجران کے نام	
۷۶۱	علمائے نصارائے کا اجتماع اور آپس میں مشورہ	
۷۶۲	حارثہ بن آثال کا علمائے سے بحث کر کے انجیل سے آنحضرتؐ کی نبوت ثابت کرنا	



صفحہ	باب نمبر	مضمون
۸۳۰		ابوبکرؓ اور ابو عبیدہؓ کا لشکر اسامہ سے الگ ہو کر مدینہ واپس ہوتا
۸۳۰		آنحضرتؐ کا ارشاد کہ رات شرعاً عظیم مدینہ میں داخل ہوتا
۸۳۰		آنحضرتؐ کا لشکر اسامہ کے ساتھ نہ جانے والوں پر لعنت کرنا
۸۳۰		جناب عائشہؓ کا ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کے لیے کہلانا، بعض اصحابؓ ان کی اقتداء سے انکار
۸۳۱		آنحضرتؐ کا باوجود ناتوانی کے مسجد میں جا کر ابوبکرؓ کو بیٹانا اور خود نماز پڑھانا
۸۳۲		حدیث ثقیلین اور اس سے متمسک رہنے کی تاکید بعد نماز آنحضرتؐ کا خطبہ
۸۳۳		ہجرت کے دسویں سال کے واقعات
۸۳۳		گیارہویں سال کے واقعات
۸۳۴	۵۰	بیمہ سوال باب - آنحضرتؐ کے نادر حالات اور آپ کے اصحابؓ کے بعض حالات کا تذکرہ اور وہ منظرے جو حضرتؐ اور مشرکین اور اہل کتاب و تمام لوگوں کے درمیان واقع ہوئے۔
۸۳۴		امر لے قریش کی آنحضرتؐ سے خواہش کہ غریبوں اور یتیموں کو اپنے پاس سے بٹھادیں اور خدا کا حکم نازل ہونا کہ ہرگز ایسا نہ کرنا
۸۳۵		حضرت سلمانؓ کی مدح
۸۳۸		صحابہ کا آنحضرتؐ کو نماز میں بھٹو کر خرید مال کے لیے چلا جانا اور خدا کا عتاب
۸۳۹		ایک اعرابی کا ایمان لانا اور اس کا انتقال ہونا حضرتؐ کا اس کی مدح کرنا
۸۳۹		جمانہ دختر النجفی کا قصہ، بلالؓ کا اس کو اسیر کرنا، اس کا بلالؓ کو قتل کرنا، آنحضرتؐ کی دعا سے بلالؓ کا زندہ ہونا وغیرہ
۸۴۰		آنحضرتؐ کا زید بن حارثہ کے ساتھ ایک لشکر کفار کی طرف بھیجنا اور دیر تک خبر نہ ملنے سے متردد ہونا
۸۴۱		لشکر کا مظفر و منصور واپس آنا اور ہجرت انکیز واقعات
۸۴۲		اعمال اول ماہ شعبان کی فضیلت
۸۴۲		قرض سے سبکدوش ہونے کی فضیلت
۸۴۲		والدین کی خوشنودی کو اپنی خوشی پر مقدم کرنے کی فضیلت
۸۴۳		جناب امیرؓ اور حسنینؓ سے محبت کا اجر و ثواب
۸۴۴		بیماری میں اجر و ثواب
۸۴۴		سخی کا پسندیدہ خدا ہونا
۸۴۴		ایک فرشتہ کا ایک شخص کا امتحان لینا
۸۴۵		آنحضرتؐ کا ایک شخص کو عتہ نہ کرنے کی نصیحت فرمانا اور اس کا اس پر عمل کرنا
۸۴۵		ولید کی مذمت میں نزول آیت

صفحہ	باب نمبر	مضمون
۴۹۶		آنحضرتؐ کا مناسک حج ادا کرنا
۴۹۹		حج کے بعد آنحضرتؐ کا خطبہ اور آپ کا امام جاہلیت کے تمام امور کو باطل قرار دینا
۸۰۲		جناب امیرؓ کا اپنے لشکر سے پہلے مکہ پہنچ کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہونا
۸۰۴		حج تمتع سے جناب عمرؓ کا انکار اور آنحضرتؐ کی پیشین گوئی کہ تم بھی حج تمتع پر ایمان لاؤ گے
۸۰۴		جناب عمرؓ کا متولج اور متعہ النساء کو اپنی خلافت کے زمانہ میں حرام قرار دینا
۸۰۴		مقام غدیر میں آنحضرتؐ پر خلافت علیؓ کے بارے میں تاکید کی حکم نازل ہونا
۸۰۵		آنحضرتؐ کا جناب امیرؓ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمانا
۸۰۵		ایک خیمہ علیحدہ نصب کر کے آنحضرتؐ کا تمام مسلمانوں اور اہل بیت المؤمنین اور تمام مسلمان عورتوں کو حکم دینا کہ علیؓ کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کریں اور مبارکباد دیں
۸۰۵		جناب عمرؓ کا حضرت علیؓ کو مبارکباد دینا، حسان بن ثابتؓ کا اس واقعہ کے ذکر میں قصیدہ
۸۰۶		کہہ کر سنانا اور آنحضرتؐ کا ان کو دعا دینا
۸۰۸		غدیر خم میں آنحضرتؐ کا خطبہ
۸۱۴		امام آخر کے اوصاف و مدح
۸۲۰		مقام غدیر میں تین روز تک صحابہؓ علیؓ سے بیعت کرتے رہے
۸۲۱		آنحضرتؐ کا حکم خدا سے علیؓ کو خلوت میں علوم تعلیم فرمانا اور جناب عائشہؓ کا اصرار کر کے
۸۲۱		آنحضرتؐ سے اس راز کو دریافت کرنا اور باوجود تاکید کے افشا کر دینا
۸۲۲		حضرتؐ کے راز سے ابوبکرؓ و عمرؓ کا مطلع ہو کر اس کے خلاف کرنے کا عہد کرنا اور آنحضرتؐ کو ہلاک کرنے کی کوشش کرنا
۸۲۳		عقبہ پر سے آنحضرتؐ کے ناقہ کو بھر کا کہ حضرتؐ کو ہلاک کرنے کی کوشش
۸۲۴		آنحضرتؐ کا حذیفہؓ کو منافقین کے ناموں سے آگاہ کرنا اور ان کو بچھڑانا
۸۲۴		سالم غلام حذیفہؓ کی علیؓ کی دشمنی ظاہر کر کے منافقین کے مشورہ پر آنحضرتؐ کی مخالفت کے لیے شریک ہونا
۸۲۵		منافقین کا اتفاق کر کے حکم خدا کے خلاف عہد و پیمان کر کے عہد نامہ لکھنا
۸۲۷		عہد نامہ کا کتبہ میں دفن کیا جانا اور خلیفہ دوم کے زمانہ تک دفن رہنا
۸۲۸		ابوبکرؓ کے مشورہ سے عائشہؓ کا خدمت رسولؐ خدا میں حاضر ہونا، حضرتؐ کا ان سے اقلنے
۸۲۸		رازی کی شکایت کرنا، پھر تمام بیویوں کو بلا کر جناب امیرؓ کی اطاعت کی ہدایت کرنا
۸۲۸		آنحضرتؐ کا اپنی بیویوں کے بارے میں علیؓ کو طلاق دینے کا اختیار دینا
۸۲۹		آنحضرتؐ کا اسامہؓ کے لشکر کو نہایت عجلت کے ساتھ روانہ کرنا

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۸۴۱	بدترین بندہ وہ جس کی بدبھائی سے لوگ پرہیز کریں۔	
۸۴۱	مال فروخت کرنے میں گاہکوں کو فریب نہ دو	
۸۴۱	بیغرا اجازت مکان میں داخل ہونے پر سختی کا جائز ہونا	
۸۴۲	ایک شخص پر آنحضرتؐ کا قابو پا کر چھوڑ دینا پھر اس کا مسلمان ہونا	
۸۴۲	بد صورتی بھی خدا کی رحمت ہے	
۸۴۳	منافقین سے آنحضرتؐ کی بیزاری۔ خزیمہ بن ثابت کی گواہی دو گواہوں کے برابر ہو سکی وہ	
۸۴۳	سجدہ میں طول دینے کا ثواب	
۸۴۳	آنحضرتؐ کے قصد کا خون پی جانا	
۸۴۴	آنحضرتؐ سے ایک شخص کی محبت کی زیادتی اور حضرتؐ کا اس کے لیے دُعا سے خیر فرمانا	
۸۴۴	صاحبان عقل کون لوگ ہیں	
۸۴۴	عورت کی فطرت	
۸۴۵	ایک عورت کا اپنے شوہر کی اطاعت میں اپنے باپ کے جنازے میں شرکت نہ کرنا	
۸۴۵	اور خدا کا اس سبب سے اس کے باپ کو بخش دینا	
۸۴۵	عورتوں کی زیادہ تعداد جہنم میں	
۸۴۵	اگر شوہر سے بدسلوکی نہ کرے تو نماز پڑھنے والی کوئی عورت جہنم میں نہ جاتی	
۸۴۶	نمازی تا جراثمیل ہے صرف نماز پڑھنے والے سے	
۸۴۷	جناب رسولؐ خدا کا لوگوں کو ان کے باپ کے نام اور جہنم میں ان کے مقامات سے آگاہ کرنا	
۸۴۷	حضرت علیؑ کا اپنا نسب دریافت کرنا اور حضرتؐ کا اپنے نسب ان کو متصل فرما کر ان کی مدح کرنا	
۸۴۸	آنحضرتؐ کا اپنے بعد ائمہ طہرین کا نسب بیان فرمانا اور ان کی اطاعت کی اُمت کو	
۸۴۸	تاکید کرنا	
۸۴۹	۵۱ اکابر و نوال باب۔ آنحضرتؐ کی اولاد و اجداد کا تذکرہ	
۸۵۰	آنحضرتؐ کے بیٹے اور بیٹیوں کا تذکرہ	
۸۵۰	میزرہ منافق کے حق میں جناب عثمانؓ کی آنحضرتؐ سے سفارش، حضرتؐ کا اسے کراہت	
۸۵۴	فرمانا، آخر میفرہ کی جان بخشی اور کسی طرح کی اس کی امداد کرنے والے پر لعنت فرمانا، عثمانؓ	
۸۵۴	کا اس کو زاد راہ دے کر رخصت کرنا	
۸۵۶	فصل۔ حضرت ابراہیمؑ اور ان کی والدہ کے بعض حالات	
۸۵۶	امام حسینؑ پر آنحضرتؐ کا اپنے فرزند ابراہیمؑ کو فدا کرنا	
۸۵۸	حضرت ابراہیمؑ پر آنحضرتؐ کا گریہ و مصائب کا اعتراض اور آپ کا جواب	

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۸۴۶	کھوٹا مال دھوکے سے بیچنے کی مذمت	
۸۴۶	آفت زبان جس کی درازی سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والی ہے	
۸۴۶	آنحضرتؐ کی محبت میں ایک صحابی کی بے قراری اور ان کی مدح میں نزول آیت	
۸۴۶	مؤلفہ القلوب	
۸۴۷	ایک منافق کی مذمت	
۸۴۷	جناب عثمانؓ کے حق میں نزول آیت	
۸۴۸	عمر و بن عاص اور عقبہ بن معیط کی مذمت	
۸۴۸	ایک صحابی سے ایک مذمت کے عوض آنحضرتؐ کا جنت میں بارغ دینے کا وعدہ اور اس کا قبول نہ کرنا	
۸۵۰	ابورافعؓ کا آنحضرتؐ اور سانپ کے درمیان لیٹنا حضرتؐ کا ان کو فضیلت امیر المؤمنین سے آگاہ کرنا	
۸۵۱	ابورافعؓ کی اہلیت سے محبت	
۸۵۱	اہلیت رسولؐ کی محبت نجات کا باعث ہے۔ حضرت علیؑ کا اپنے دوستوں کے لیے یہ شرط	
۸۵۱	سے گزرنے کے لیے پروانہ دینا	
۸۵۱	ایک صحابی کو آنحضرتؐ کی دُعا سے فارغ البالی حاصل ہونا اور زکوٰۃ دینے میں بخل اور ان کی مذمت	
۸۵۳	آنحضرتؐ کے ایک پُر خلوص محب اور صحابی کا حال	
۸۵۴	سعد ایک صحابی کی عسرت پھر فارغ البالی پر نماز میں تاخیر پھر ان کا اپنی پہلی حالت پر پلٹنا	
۸۵۴	تسبیحات اربعہ کے فضائل	
۸۵۷	ہمسایہ کی تکلیف و آزار سے بچنے کا طریقہ	
۸۵۷	زوجہ کی جانب متوجہ ہونے کا ثواب	
۸۵۷	اپنی عورتوں سے علیحدہ رہنے والے شوہروں پر آنحضرتؐ کا عتاب	
۸۵۸	معفرت کی دُعا	
۸۵۸	جنت و دوزخ کے وعدوں پر ایک شخص کا یقین اور اس کی حالت	
۸۵۹	آنحضرتؐ کی ہجرت سے پہلے مدینہ میں ایک انصاری کا حال اور ان کا پُر خلوص ایمان	
۸۵۹	سوال سے پرہیز کرنے والے کو خدا بے نیاز کر دیتا ہے	
۸۶۰	سوال سے پرہیز کی تاکید	
۸۶۰	ریشمی لباس سے کراہت	
۸۶۰	بخل کی مذمت	
۸۶۰	ایک شخص کی مرغی کا دیوار پر اڑنا دینا اور گر کر ایک کیل پر رک جانا اور حضرتؐ کا استعجاب	
۸۶۰	ایک مالدار کا غرور ایک غریب کی بے نیازی	

پہنایا، اور محبت کا کمر بند اس کی کمر میں باندھا، اور طلعین خوف و بیم اس کے پاؤں میں ڈالی، اور عصائے منزلت ہاتھ میں دیا۔ پھر وحی کی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، لوگوں کے پاس جاؤ اور کہو کہ لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا اقرار کریں۔ اُس پیراہن خوشنودی کی اصل چھ جوہروں سے تھی بلکہ باقوت کی۔ اس کی استینیں مرواریدی اس کے دامن بلور زدہ تھیں۔ اور بعل کے ٹکڑے زبرجستہ تھے۔ اُس کا گریبان مرجان سرخ کا اور گریبان کے چاک نور پروردگار عالم سے بنے ہوئے تھے۔ خدانے آدمؑ کی توبہ اُسی پیراہن کے سبب سے قبول کی۔ اسی کی برکت سے یوسفؑ کو یعقوبؑ سے ملایا۔ یونسؑ کو اسی کی کرامت کے سبب مچھلی کے شکم سے نجات دی، اسی پیراہن کی برکت سے ہر پیغمبر نے تکلیف و مصیبت سے نجات پائی، اور وہ پیراہن کوئی اور پیراہن نہ تھا بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیراہن تھا۔

بسنہ معتبر منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ قبل اس کے کہ حق تعالیٰ آسمان و زمین اور روشنی و تاریکی کو پیدا کرے، آپ حضرات کہاں تھے۔ حضرت نے فرمایا عرش کے گرد ہم نور کے چند اجسام تھے، اور خدا کی حمد کیا کرتے تھے۔ پچیس ہزار سال قبل اس کے کہ خدانے آسمان و زمین و روشنی و تاریکی خلق فرمائے جب خدانے آدمؑ کو پیدا کیا، ہم کو اُن کے صلب میں جگہ دی اور ہمیشہ پاک صلب سے پاکیزہ رحم میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

متعدد طریق سے عبد اللہ بن عباس سے منقول ہے کہ حضرت سرور کائنات نے فرمایا کہ خدانے آدمؑ کی خلقت سے بارہ ہزار سال پہلے مجھ کو اور علیؑ کو زیر عرش ایک نور سے پیدا کیا۔ جب آدمؑ کو خلق فرمایا، اس نور کو اُن کے صلب میں قرار دیا۔ پھر وہ نور ایک صلب سے دوسرے صلب میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ ہم دونوں صلب عبد اللہ و ابوطالب میں علیحدہ علیحدہ ہوئے۔

بسنہ ہائے دیگر معاذ بن جبل سے منقول ہے کہ حضرت رسالت پناہ نے فرمایا کہ بے شبہ خدا نے مجھ کو اور علیؑ کو اور فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو دنیا کی خلقت سے سات ہزار سال پہلے خلق فرمایا۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ پھر آپ کہاں تھے؟ فرمایا کہ ہم زیر عرش تھے، اور خدا کی تسبیح و تحمید و تقدیس و تجید کرتے تھے۔ پوچھا اُس وقت آپ حضرات کس کے مثل و مانند تھے؟ فرمایا ہم نور کے چند اجسام تھے جب خدانے چاہا کہ ہماری صورت خلق فرمائے، ہم کو نور کا ایک ستون بنا کر صلب آدمؑ میں جگہ دی۔ پھر اس کو باپ دادا کے صلبوں سے ماؤں کے رحموں میں منتقل کرتا رہا۔ اور ہم کو نجاست، شرک و زنا سے ہمیشہ پاک رکھا جو زمانہ کفر میں ہوتا تھا۔ اور ہر زمانہ میں چند گروہ ہم پر ایمان لانے کے سبب سعادت مند ہوتے رہے، اور چند گروہ جو ہم پر ایمان نہیں لائے شقی و بد بخت ہوتے رہے جب ہم کو صلب عبد المطلب میں لایا، اُس نور کے دو حصے کئے۔ نصف عبد اللہ کے صلب میں اور دوسرے نصف صلب ابوطالب میں قرار دیا۔ پھر میرا نور رحم آمنہؑ میں منتقل ہوا، اور نصف دیگر فاطمہ بنت اسد کے رحم میں آیا۔ آمنہؑ سے میں پیدا ہوا اور فاطمہؑ سے علیؑ پھر وہ تمام عود نور میری طرف واپس آیا اور میری فاطمہؑ میں بیٹا ہوا۔ پھر وہ تمام عود نور علیؑ کی جانب منتقل ہوا اور حسنؑ و حسینؑ نور کے دونوں حصوں سے پیدا ہوئے۔ اسی طرح میرا نور حسینؑ کے

نار و اور ایک دوسری روایت کے مطابق آیا دین قینان بن ارد بن انوش بن شیت بن آدمؑ ہیں۔ زیادہ مشہور یہ ہے کہ حضرت عبد المطلب کا نام شیبۃ الحمد تھا، اور ہاشم کا نام عمرو۔ اور عبد مناف مغیرہ تھے اور قحطی کا نام زید تھا۔ ان کو جمع بھی کہتے تھے۔ اور قریش کا نام نصر تھا۔ ان میں سے ہر ایک کسی سبب سے ان ناموں سے موسوم ہوئے۔ اور کہتے ہیں کہ ارغو کا نام ہو رہا تھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ اُن حضرت کا نام غابر تھا۔ اور اخو زع حضرت ادریس ہیں۔ اور آنحضرت کی والدہ ماجدہ آمنہ بنت وہب تھیں جو عبد مناف کے بیٹے تھے۔ وہ زہرہ کے فرزند اور وہ کلاب کے بیٹے تھے۔

## دوسری فصل | آنحضرت کے نور مبارک کی خلقت کا ذکر

ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المؤمنینؑ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے جناب رسالتؑ کا نور آسمانوں اور زمین، عرش و کرسی، لوح و قلم اور بہشت و دوزخ کی خلقت اور تمام پیغمبروں کی پیدائش سے چار لاکھ چوبیس ہزار سال پہلے پیدا کیا۔ پھر اسی نور سے بارہ عجائبات یعنی جناب قدرت۔ جناب عظمت۔ جناب منت۔ جناب رحمت۔ جناب سعادت۔ جناب کرامت۔ جناب منزلت۔ جناب ہدایت۔ جناب نبوت۔ جناب رفعت۔ جناب ہیبت اور جناب شفاعت خلق فرمائے اور اُس نور مقدس کو جناب قدرت میں بارہ ہزار سال رکھا۔ وہ اُس میں سبحان ربی اللہ علیہ کہتا تھا۔ اور جناب عظمت میں گیارہ ہزار سال رکھا۔ وہ اس میں سبحان عالم السیر کہتا رہا۔ اور جناب منت میں دس ہزار سال رکھا جس میں وہ سبحان منیٰ ہو قائم لایکھو کہتا رہا۔ اور نو ہزار سال جناب رحمت میں جگہ دی وہ اس میں سبحان ربی اللہ علیہ کہتا رہا۔ اور آٹھ ہزار سال جناب سعادت میں رکھا جہاں وہ سبحان منیٰ ہو قائم لایکھو کہتا رہا۔ پھر جناب کرامت میں سات ہزار سال رکھا وہاں وہ سبحان منیٰ ہو غنی لایفقر کہتا رہا۔ پھر جناب منزلت میں چھ ہزار سال رکھا وہاں وہ سبحان العظیم اکیبر کہتا رہا۔ پھر جناب ہدایت میں پانچ ہزار سال رکھا جس میں وہ سبحان ذی العرش العظیم کا دلیفہ پڑھتا رہا۔ پھر چار ہزار سال جناب نبوت میں رکھا اسی میں وہ سبحان رب العزۃ عما یصفون پڑھتا رہا۔ پھر اس کو تین ہزار سال جناب رفعت میں تیم کیا۔ وہ اس میں سبحان ذی المنکب و الملکوت پڑھتا رہا۔ پھر دو ہزار سال جناب ہیبت میں رکھا جس میں وہ سبحان اللہ و الحمد کہتا رہا۔ پھر ہزار سال جناب شفاعت میں رکھا جس میں وہ سبحان ربی العظیم و الحمد پڑھتا رہا۔ اس کے بعد آنحضرت کا نام مبارک لوح پر ثبت فرمایا۔ اور چار ہزار سال تک وہ لوح پر چمکتا رہا۔ پھر آنحضرت کا نام اظہر عرش پر ظاہر کیا اور ساق عرش پر ثبت فرمایا۔ وہاں وہ سات ہزار سال تک نور افشانی کرتا رہا۔ اسی طرح وہ نور رفعت و جلال کیساتھ کھومتا رہا یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے اُس کو نیش آدمؑ میں جگہ دی۔ پھر وہ منتقل ہوتا ہوا صلب لوح میں بیٹھا اسی طرح وہ ایک کے بعد دوسرے ظاہر صلبوں میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ خدانے اس کو صلب عبد اللہ بن عبد المطلب میں ظاہر فرمایا۔ اور اس کو چھ کرامتوں سے گرا می فرمایا، اس کو پیراہن خوشنودی پہنایا، اسے ہیبت سے آرامتہ کیا، تاج ہدایت اسے سر پر رکھا اس کو رفعت کی بلندی پر پہنچایا، اور اس کے بدن کو جاہلہ رفعت



بسمند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ محمدؐ و علیؑ صلوات اللہ علیہما خدا کے نزدیک خلقت کی آفرینش سے پہلے دو نور تھے۔ فرشتوں نے ان دونوں نوروں کو دیکھا۔ ایک کو اصل پایا جس سے ایک شعاع ظاہر ہو رہی تھی جو اس کی فرع تھی۔ انہوں نے پوچھا خداوند ایہ نور کیا ہے؟ حق تعالیٰ نے ان کو وحی فرمائی کہ یہ میرے انوار میں سے ایک نور ہے جس کی اصل پیغمبری ہے اور فرع امامت۔ پیغمبری محمدؐ کے لئے ہے جو میرا بندہ اور رسول ہے، اور امامت علیؑ کے لئے ہے جو خلق پر میری جنت اور خلیفہ ہے۔ اگر میں ان کو پیدا نہ کرتا تو کوئی چیز پیدا نہ کرتا۔

دوسری معتبر حدیث میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ خدائے حضرت رسالتؐ سے خطاب فرمایا کہ اے محمدؐ میں نے تم کو اور علیؑ کو ایک نور سے خلق کیا تھا یعنی بے جسم کی ایک روح بنایا تھا؛ قبل اس کے کہ آسمان و زمین اور عرش و دریا کو خلق کروں۔ اور تم ہمیشہ میری تجدید و تہلیل کیا کرتے تھے اور مجھ کو عظمت دیکھتے تھے کہ ساتھ یاد کرتے تھے۔ پھر میں نے تم دونوں کی روح کو جمع کر کے ایک کر دیا۔ تو وہ روح مجھ کو پائی و عظمت اور بزرگی و جلالت کے ساتھ یاد کرتی تھی۔ پھر اس روح کے دو حصے کئے۔ پھر ہر حصے میں سے دو دو حصے کئے تو محمدؐ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ خلق ہوئے۔ اس کے بعد جناب فاطمہؑ کو ایک تہنا نور سے بے جسم کی روح پیدا کیا۔ اور وہ نور ہم اہلبیتؑ میں جاری و ساری ہوا۔

حدیث معتبر میں حضرت امام محمد تقیؑ صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ہمیشہ حق تعالیٰ اپنی بگائگی میں لیتا تھا۔ اس کے سوا کوئی نہ تھا۔ پھر اس نے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ کو خلق کیا پھر ہزار دہرو روزگار کے بعد تمام چیزوں کو پیدا کیا۔ اور ان ذوات مقدسہ کو ان کی خلقت پر گواہ بنایا اور ان کی اطاعت تمام مخلوقات پر واجب قرار دی اور انہیں خلق ان کے سپرد فرمایا۔ لہذا وہ مشیت الہی کے سوا کوئی کام پسند نہیں کرتے اور کوئی ارادہ نہیں کرتے۔

بسمند معتبر امام حسن صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت سرور کائنات نے فرمایا کہ بہشت فردوس میں ایک چشمہ ہے شہد سے زیادہ شیریں، مسک سے زیادہ نرم، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور رشک سے زیادہ خوشبودار۔ اس میں ایک قسم کی مٹی ہے جس سے خدا نے ہم کو اور ہمارے شیعوں کو پیدا کیا ہے۔ جو اس طینت سے نہیں خلق ہوا وہ ہم سے ہے نہ ہمارا شیعہ ہے۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ میں نے اپنے جد بزرگوار حضرت رسول صلعم سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں خدا کے نور سے پیدا ہوا ہوں، اور میرے اہلبیتؑ میرے نور سے خلق ہوئے ہیں اور مجاہدان اہلبیتؑ ان کے نور سے پیدا ہوئے۔ ان کے علاوہ تمام لوگ آتش جہنم سے ہیں۔

بسمند معتبر ابو سعید خدریؓ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت رسولؐ سے تفسیر قول حق تعالیٰ دریافت کی جو خدا نے شیطان سے خطاب فرمایا ہے جبکہ اس نے آدمؑ کو سیدہ کرنے سے انکار کیا، اَسْتَكْبَرْتُ اَمْ كُنْتُ مِنَ الْكَافِرِينَ (یعنی آیت ۷۵ سورۃ ص) یعنی کیا تو نے انکار کیا

فرزندوں میں اماموں کی جانب تاقیامت پھرتا رہے گا۔

چند سندوں سے حضرت رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو آدمؑ کی خلقت سے پہلے پیدا کیا جبکہ نہ آسمان تھا نہ زمین، نور تھا نہ ظلمت، نہ آفتاب و ماہتاب تھے، نہ بہشت و دوزخ ہی کا وجود تھا۔ حضرت عباسؑ نے پوچھا یا رسول اللہؐ آپ کی پیدائش کی ابتدا کیونکر ہوئی فرمایا بچا جان جب خدا نے چاہا کہ ہم کو خلق فرمائے، اس نے ایک کلام ایجاد کیا اس سے ایک نور پیدا کیا پھر دوسرا کلام خلق کیا، اس سے ایک روح پیدا کی۔ اور اس نور کو اس روح کے ساتھ مخلوط کیا اور اس سے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو پیدا کیا۔ ہم خدا کی تسبیح کرتے تھے اس وقت جبکہ کوئی تسبیح کرنے والا دوسرا نہ تھا اور اس کی تقدیس کرتے تھے جبکہ ہمارے سوا کوئی اور تقدیس کرنے والا نہ تھا۔ پھر جب خدا نے چاہا کہ تمام خلق کو پیدا کرے میرے نور کو شگافتہ کیا، اور اس سے عرش کو خلق فرمایا۔ عرش میرے نور سے ہے اور میرا نور خدائے نور سے ہے، اور میرا نور عرش سے افضل ہے۔ اس کے بعد میرے بھائی علیؑ کے نور کو شگافتہ کیا، اس سے فرشتوں کو پیدا کیا۔ فرشتے علیؑ کے نور سے ہیں اور نور علیؑ نور خدا سے ہے، اور علیؑ فرشتوں سے افضل ہیں۔ پھر میری بیٹی فاطمہؑ کا نور شگافتہ کیا اس سے آسمانوں کو اور زمین کو خلق فرمایا۔ تو آسمان و زمین فاطمہؑ کے نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور فاطمہؑ کا نور خدا کے نور سے ہے اور فاطمہؑ آسمان و زمین سے افضل ہیں۔ اس کے بعد میرے فرزند حسنؑ کے نور کو شگافتہ کیا۔ اس سے آفتاب و ماہتاب کو خلق فرمایا۔ اس کے بعد میرے فرزند حسینؑ کے نور سے عالم وجود میں آئے ہیں اور حسنؑ کا نور خدا کے نور سے خلق ہوا ہے اور آفتاب و ماہتاب سے افضل ہے۔ پھر خدا نے میرے فرزند حسینؑ کا نور شگافتہ کیا، اس سے بہشت اور دوزخوں کو خلق فرمایا۔ بہشت اور جہنم میرے فرزند حسینؑ کے نور سے پیدا کی گئی ہیں اور میرے فرزند حسینؑ کا نور خدا کے نور سے ہے اور میرا فرزند حسینؑ بہشت اور دوزخوں سے بہتر ہے۔

بسمند معتبر ابو ذرؓ سے منقول ہے کہ جناب رسالتؐ نے فرمایا کہ میں اور علیؑ ایک نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور عرش کی داہنی جانب ہم خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے، دو ہزار سال قبل اس کے کہ حق تعالیٰ آدمؑ کو پیدا کرے جب خدا نے آدمؑ کو خلق فرمایا، اس نور کو ان کی پشت میں رکھا۔ جب ان کو بہشت میں ساکن کیا ہم ان کی پشت میں تھے جب نوحؑ کشتی میں سوار ہوئے ہم ان کی پشت میں تھے جب ابراہیمؑ آگ میں ڈلے گئے ہم ان کی پشت میں تھے۔ خداوند عالم ہمیشہ ہم کو پاکیزہ صلبوں سے ظاہر و محمول میں منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم صلب مجد المطلب میں پہنچے۔ وہاں خدا نے اس نور کے دو حصے کئے مجھ کو صلب مجد اللہ میں جگہ دی اور علیؑ کو صلب ابوطالب میں رکھا۔ مجھ کو پیغمبری اور برکت عطا فرمائی اور علیؑ کو فصاحت و شجاعت بخشی۔ اور ہم دونوں کے لئے اپنے اسمائے مقدسہ میں سے دو نام مشتق کئے خداوند صاحب عرش محمود ہے اور میں محمدؐ ہوں۔ اور خداوند بزرگوار علیؑ ہے اور میرا بھائی علیؑ ہے۔ مجھ کو رسالت و پیغمبری کے لئے مقرر فرمایا، اور علیؑ کو وصایت و امامت اور لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکم کرنے کو مقرر کیا۔

اور حضرت سید جعفر سے خلقت کا ثبات

محمدؐ و علیؑ کے سوا کسی اور کو خدا کے نازل سے مشتق نہیں

اور حضرت سید جعفر سے خلقت کا ثبات

اور حضرت سید جعفر سے خلقت کا ثبات



یا بلند مرتبہ لوگوں میں سے ہو گیا۔ پوچھا کہ وہ بلند مرتبہ لوگ کون ہیں جو فرشتوں سے بھی بلند تر ہیں۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں، علی، فاطمہ، حسن، اور حسین سر پروردہ عرش میں تھے اور خدا کی تسبیح کرتے تھے۔ ملائکہ ہماری تسبیح سن کر تسبیح کرتے تھے۔ دو ہزار سال قبل اس کے کہ خدا آدم کو خلق فرماتے۔ جب خدا نے آدم کو خلق فرمایا تو فرشتوں کو ان کے سجدہ کا حکم دیا۔ لیکن ہم کو سجدہ کا حکم نہ تھا۔ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا۔ اس وقت خدا نے اس سے فرمایا کہ تو نے سجدہ کرنے سے تنکیر کیا یا بلند مرتبہ لوگوں میں سے تو بھی ہو گیا۔ یعنی ان پانچ بزرگواروں میں سے جن کے نام سر پروردہ عرش میں تحریر ہیں۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقر داماد جعفر صادق علیہم السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طینت سے خلق فرمایا جو ایک گہر تھا عرش کے نیچے۔ اسی کی باقی طینت سے امیر المومنین کو خلق فرمایا۔ اور امیر المومنین کی باقی طینت سے ہم اہل بیت کو پیدا کیا، اور ہماری باقی ماندہ طینت سے ہمارے شیعوں کے دل خلق کئے۔ اسی سبب سے ان کے دل ہماری طرف مائل اور ہمارے مشتاق ہوتے ہیں، اور ہمارے قلوب ان پر مہربان ہیں جیسے باپ اپنے فرزند پر مہربان ہوتا ہے۔ ہم ان کے لئے سب سے بہتر ہیں اور وہ ہمارے لئے۔ اور رسول خدا ہمارے لئے تمام لوگوں سے بہتر ہیں، اور ہم انحضرت کے نزدیک ہر ایک سے بہتر ہیں۔

بسنہ معتبر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے نور عظمت سے پیدا کیا تو وہ نور خدا کے پر تو میں اس کی تسبیح و تقدیس کیا کرتے تھے اور عبادت کرتے تھے قبل اس کے کہ وہ خلق میں کسی کو پیدا کرے۔ اور حضرت صادق سے حدیث معتبر میں منقول ہے کہ خداوند عالم نے تمام مخلوق پیدا کرنے سے چودہ ہزار سال پہلے چودہ نور پیدا کئے وہ ہماری روحیں تھیں۔ لوگوں نے پوچھا یا بن رسول اللہ وہ چودہ نفوس کون کون ہیں؟ فرمایا کہ محمد و علی اور فاطمہ اور حسن و حسین اور حسین کی اولاد میں سے نو فرزند ہیں، جن کا آخر قائم ہے۔ جو لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگا۔ پھر ظاہر ہوگا اور دجال کو قتل کرے گا، اور زمین کو ہر جو رو غلام سے پاک کرے گا لہ

حدیث معتبر میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ خدا نے حضرت سرور کائنات کی طرح مقدس کو دنیا پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے تمام اوارح انبیاء پر مبعوث فرمایا۔ حضرت نے ان کو توحید و

ملفوظ فرماتے ہیں کہ ان ذوات مقدسہ کے انوار کی خلقت کے بارے میں حدیثیں بہت ہیں جن کے ذکر کی گنجائش اس کتاب میں نہیں ہے ان میں سے بعض حدیثیں کتاب امامت میں انشاء اللہ مذکور ہوں گی۔ اور تمام مخلوقات کی خلقت سے پہلے نور کی خلقت کی ابتداء کے بارے میں جو اختلاف ہے چونکہ معانی خلق متعدد اور درجہ کے درجے مختلف ہیں ممکن ہے ہر ایک ان میں سے کسی ایک پر محمول ہو جیسا کہ کتاب بحار میں بیان ہوا ہے۔ ۱۱۔

یگانہ پرستی اور اس کے احکام کی اطاعت و فرمانبرداری کی دعوت دی اور پیغمبروں کی پیروی کرنے والوں کے لئے بہشت کا وعدہ کیا اور جہنم کی وعید ان لوگوں کے واسطے فرمائی جو ان کی مخالفت کریں۔

حدیث معتبر میں امیر المومنین سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں خدا کا بندہ اور رسول خدا کا بھائی ہوں اور روز ازل ہی سے بہت تصدیق کرنے والا ہوں۔ بے شک میں رسول خدا پر ایمان لایا اور آپ کی تصدیق کی اس وقت جبکہ ابھی آدم کی طرح کون کے جسم سے تعلق نہ ہوا تھا۔ اور اس امت میں بھی جس نے مجھ سے پہلے حضرت کی تصدیق کی میں ہوں۔ لہذا ازل و آخر سب میں سبقت کرنے والے ہم ہی ہیں۔

بسنہ معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ لوگوں نے جناب رسول خدا سے پوچھا، کہ کس سبب سے آپ کو تمام پیغمبروں پر سبقت حاصل ہوئی اور آپ سب سے افضل قرار پائے حالانکہ آپ سب کے بعد مبعوث ہوئے۔ فرمایا میں پہلا شخص ہوں جس نے اپنے بزرگوار کا اقرار کیا جس وقت خداوند عالم نے پیغمبروں سے عہد و اقرار لیا اور اپنی ذات پر ان کو گواہ بنایا یہ فرما کر کہ اکتسبت بدریکم دیک، سورۃ الاعراف آیت ۱۷۲ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ اور سب نے کہا "کیوں نہیں؟ تو ان میں سب سے پہلا شخص میں ہوں جس نے بکلی (یعنی کیوں نہیں تو یہی ہے) کہا تھا۔ اس سبب سے خدا کا اقرار کرنے والوں پر مجھے سبقت حاصل ہوئی۔ اور دوسری معتبر حدیث میں ابھی حضرت سے منقول ہے کہ جب حق سبحانہ و تعالیٰ نے رحوں کو پیدا کیا اور ان کو اپنے نزدیک پھیلا لیا تو ان سے خطاب فرمایا کہ تمہارا پروردگار کون ہے تو سب سے پہلے رسول خدا اور امیر المومنین اور آخر اظہار نے جو ان کے فرزندوں میں سے ہیں کہا تو ہی ہمارا پروردگار ہے، تو خدا نے اپنا علم اور دین ان میں سمجھ دیا۔ پھر ملائکہ سے فرمایا کہ یہ لوگ میرے علم اور دین کے حامل اور میری مخلوقات میں میرے امین ہیں، میرے علوم ان سے حاصل کرنا چاہیئے۔ پھر آدم کی اولاد سے خطاب فرمایا کہ خدا کی ربوبیت اور اس گروہ کی فرمانبرداری، ولایت اور محبت کا اقرار کرو۔ انہوں نے جواب دیا بیشک اے معبود ہم نے اقرار کیا۔ تو خدا نے فرشتوں سے کہا کہ تم سب گواہ رہنا۔ ملائکہ نے عرض کی ہم سب گواہ ہوتے تاکہ گلی یہ نہ کہیں کہ ہم اس سے غافل تھے۔ حضرت صادق نے فرمایا واللہ ہماری ولایت کی پیغمبروں کو روز الست یثاق میں تاکید کی گئی ہے۔

شیخ ابوالحسن بکری نے کتاب انوار میں جس کو تاریخ ولادت سید ابراہیم تالیف کیا ہے اپنی سند سے عبد اللہ بن عباس اور صحابہ کے ایک گروہ سے روایت کی ہے کہ جب خدا نے چاہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلق فرمائے فرشتوں سے کہا میں چاہتا ہوں کہ ایک مخلوق پیدا کروں اور اس کو تمام خلائیہ فضیلت دوں اور تمام لنگے اور پچھلے لوگوں سے بہتر اور شفیع روز جزا قرار دوں۔ اگر وہ نہ ہوتا تو بہشت و دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔ لہذا اس کے مرتبہ کو مہیا تو اور اس کو میرے اکرام کے لئے گرامی رکھو، اور اس کو میری عظمت کے لئے عظیم سمجھو۔ فرشتوں نے عرض کی میرے معبود اور آقا ہم بندوں کو مالک پر اعتراف کا کوئی حق نہیں۔ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ پھر خداوند عالم

نے جبریلؑ اور جلالِ عرش کو حکم دیا کہ حضرت کی جائے مزین اقدس سے نورانی تربت لائیں۔ جبریلؑ اس تربت کو آسمان پر لے گئے اور چشمہٴ سلسبیل میں غوطہ دیا۔ یہاں تک کہ وہ سفید موتی کے مانند صاف ہو گئی۔ پھر ہر روز اس کو بہشت کی نہروں میں سے ایک نہر میں غوطہ دیتے تھے اور ملائکہ پر پیش کرتے تھے۔ فرشتے جب اُس کے نور و تجلے کو دیکھتے تھے تیسرے و سلام و تعظیم و اکرام کے ساتھ استقبال کرتے تھے۔ اور ملائکہ کے جس گروہ کے پاس اُس کو لے جاتے تھے، وہ اُس کے فضل و ثمر کا اعتراف کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اگر اسے معبود تو اُس کے سجدہ کا ہم کو حکم دے گا تو ہم اس کو سجدہ بھی کریں گے۔

حضرت امیر المومنینؑ سے روایت ہے کہ جبکہ سوائے ذات اقدس باری تعالیٰ کے کچھ نہ تھا، سب پہلے خدا نے جس چیز کو پیدا کیا وہ اس کے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور تھا۔ خدا نے اس کو چار لاکھ چوبیس ہزار سال پہلے پیدا کیا قبل اس کے کہ بانی، عرش، کرسی، آسمان، وزین، لوح و قلم، بہشت و دوزخ، فرشتوں اور آدم و حوا کو خلق فرمائے۔ جب ہمارے پیغمبر محمد مصطفیٰ صلعم کا نور پیدا کیا وہ اپنے پروردگار کے نزدیک ایسا تادہ تھا اور اس کی حمد و ثنا کرتا رہا۔ حق تعالیٰ اس کی جانب نظر رحمت فرماتا اور کہتا کہ تو بھی خلقتِ عالم سے میرا مقصود میری مُراد ہے، تو بھی خیر و سعادت کا ارادہ کرنے والا ہے، اور تو بھی میری مخلوق میں میرا برگزیدہ ہے۔ اپنے عزت و جلال کی قسم کھانا ہوں کہ اگر تو (میری مشیت میں) نہ ہوتا تو افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ جو تجھ کو دوست رکھے گا میں اُس کو دوست رکھوں گا اور جو تجھ کو دشمن رکھے گا میں اُس کو دشمن رکھوں گا۔ (یہ سن کر) حضرت کا نور درختان ہوا اور اس کی شعاع بلند ہوئی، تو خدا نے اس نور سے بارہ حجابات خلق فرمائے۔ حجابِ قدرت، حجابِ عظمت، حجابِ عزت، حجابِ ہیبت، حجابِ جبروت، حجابِ رحمت، حجابِ نبوت، حجابِ کبریا، حجابِ منزلت، حجابِ رفعت، حجابِ سعادت، اور حجابِ شفاعت۔ پھر نور محمد صلعم کو حجابِ قدرت میں داخل فرمایا وہ بارہ ہزار سال اُس میں سُبْحَانَ الْعَلِيِّ الْأَعْلٰی پڑھا کیا۔ پھر حجابِ عظمت میں داخل ہوا اور گیارہ ہزار سال تک سُبْحَانَ عَالِمِ السَّوْدِ اُنْجَحِ کہتا رہا۔ اسی طرح حجابِ عزت میں دس ہزار سال سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْمَتَانِ حجابِ ہیبت میں نو ہزار سال سُبْحَانَ مَنْ هُوَ غَنِيٌّ لَا يَفْتَقِرُ حجابِ جبروت میں آٹھ ہزار سال تک سُبْحَانَ الْمُكَرِّمِ الْأَكْرَمِ حجابِ رحمت میں سات ہزار سال تک سُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ حجابِ نبوت میں چھ ہزار سال تک سُبْحَانَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ حجابِ کبریا میں پانچ ہزار سال تک سُبْحَانَ الْعَظِيمِ الْأَعْظَمِ حجابِ منزلت میں چار ہزار سال تک سُبْحَانَ الْعَلِيمِ الْأَكْبَرِ حجابِ رفعت میں تین ہزار سال تک سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ حجابِ سعادت میں دو ہزار سال تک سُبْحَانَ مَنْ يُزِيلُ الْأَشْيَاءَ وَلَا يَزُولُ اور حجابِ شفاعت میں ہزار سال سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ پڑھا کرتا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر خدا نے نور کے بیس دریا خلق فرمائے ہر دریا میں چند علوم تھے جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں۔ پھر خدا نے نور حضرت رسالت کو ان دریاؤں میں لینی دیا جسے عزت و صبر

نور و کائنات سے تمام انبیاء کا خلقت

دریائے خشوع و دریائے تواضع و دریائے رضا و دریائے وفا و دریائے علم و دریائے پرہیزگاری و دریائے خشیت و دریائے انابت و دریائے عمل و دریائے مزید و دریائے ہدایت و دریائے صیانت و دریائے حیا میں یہاں تک کہ ان بیشکول دریاؤں میں غوطہ دیا۔ جب وہ آخری دریا سے باہر آیا تو اس سے خدا نے خطاب فرمایا کہ اے میرے حبیب اے تمام پیغمبروں سے بہتر اور میری خلقتِ اول اور میرے آخری رسول میں نے تجھ کو شیخ روز جزا قرار دیا۔ یہ سن کر وہ نور درختان سجدے میں گر پڑا۔ جب سجدہ سے سر اٹھایا تو ایک لاکھ چالیس ہزار قطرے اُس نور سے ٹپکے۔ خدا نے ہر قطرے سے ایک ایک پیغمبر کی خلقت فرمائی جن کے نور حضرت سرور کائنات کے نور کے گرد طواف کرتے تھے اور کہتے تھے سُبْحَانَ مَنْ هُوَ عَالِمُ الْإِجْهَلِ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ حَلِيمٌ لَا يَجْعَلُ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ غَنِيٌّ لَا يَفْتَقِرُ۔ پھر خدا نے ان سب کو ندادی کہ آیا مجھ کو پہچانتے ہو؟ یہ سن کر نور آنحضرتؐ نے سب سے پہلے کہا، انت الله الذي لا اله الا انت وحدك لا شريك لك رب الارباب وملك الملوك تو خدا سے وہ کہتے تھے سوا کوئی معبود نہیں تو واحد ہے تیرا کوئی شریک نہیں تو رب الارباب ہے اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے، تو خدا نے فرمایا کہ تو میرا برگزیدہ، میرا دوست اور میری مخلوق میں سب سے بہتر ہے، اور تیری اُمت تمام اُمتوں سے افضل ہے۔ پھر آنحضرتؐ کے نور سے خدا نے ایک جوہر پیدا کیا اور اُس کو دھتوں میں تقسیم فرمایا۔ ایک تھمہ پر بنظر ہیبت نگاہ ڈالی تو وہ آبِ شیریں ہو گیا۔ پھر دوسرے تھمہ کو نگاہِ شفقت سے دیکھا اور اُس سے عرش کو خلق فرمایا اور بانی پر رکھا۔ پھر نور عرش سے کرسی کو اور نور کرسی سے لوح کو اور نور لوح سے قلم کو پیدا کیا اور قلم کو وحی فرمائی کہ میری توحید کھ تو وہ کلامِ الہی سن کر ہزار سال تک مدح و شوق رہا جب نبوت میں آیا تو عرض کی پالنے والے کیا لکھوں۔ فرمایا لکھ لا اله الا الله مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ جب قلم نے نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنا تو سجدہ میں گر پڑا۔ اور کہا سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ سُبْحَانَ الْعَظِيمِ الْأَعْظَمِ۔ پھر سر اٹھا کر شہادتیں تحریر کیا اور عرض کی خداوند محمد کون ہیں جن کے نام کو اپنے نام سے اور جن کی یاد کو اپنی یاد سے تو نے مقفل فرمایا ہے؟ خدا نے وحی فرمائی کہ اے قلم! اگر وہ نہ ہوتا تو نہ تجھ کو خلق کرتا نہ گنیا پیدا کرتا۔ وہی ہے (نجات کی) خوشخبری دینے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا۔ وہی نورِ شمس و دالا پیراع، وہی شفاعت کرنے والا اور وہی میرا دوست ہے۔ یہ سن کر قلم آنحضرتؐ کے نام کی صداوت سے (وجد میں آکر) بولا اَلَسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ آنحضرتؐ نے جواب میں فرمایا وَ عَلَيْكَ السَّلَامُ مَعِيَ وَ رَحْمَةُ اللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ اُسی روز سے سلام کرنا سنت اور جواب سلام دینا واجب قرار پایا۔ پھر خداوند عالم نے قلم کو حکم دیا کہ لکھ میرے قتل و قدر کو جن کو قیامت تک پیدا کرتا رہوں گا۔ اس کے بعد خدا نے کچھ فرشتوں کو پیدا کیا تاکہ وہ روزِ قیامت تک محمد و آل محمدؑ پر صلوات بھیجیں اور ان کے شیعوں کے لئے استغفار کریں۔ پھر خدا نے نور محمد صلعم سے بہشت کو پیدا کیا اور اُس کو چار صفتوں عظیم، جلالت، سخاوت اور امانت سے

نور و کائنات سے تمام انبیاء کا خلقت

آب رحمت و آب خوشنودی و آب عفو سے خیر کیا۔ تو خدا نے آنحضرتؐ کے سینہ کو شفقت سے ماحول کو سخاوت سے، دل کو صبر و یقین سے شرمگاہ کو عفت سے، پیروں کو شرف سے اور آپ کے نفسوں کو خوشبو سے پیدا کیا۔ پھر اُس طینت کو آدمؑ کی طینت کے ساتھ مخلوط کیا۔ جب آدمؑ کا قالب تیار ہو گیا تو فرشتوں کو وحی کی کہیں مٹی سے ایک بشر پیدا کروں گا جب اُس میں رُوح پھونک دوں تو تم سب اُس کے سامنے سجدہ کرنا۔ فرشتوں نے جسم آدمؑ کو بہشت میں لے جا کر رکھا۔ اور حکم خالق کے منتظر رہے کہ حکم ملے گا تو سجدہ کریں گے۔ اس کے بعد رُوح آدمؑ کو حکم دیا کہ ان کے بدن میں داخل ہو۔ رُوح نے جسم کو تنگ دیکھ کر داخل ہونے سے کراہت کی تو خدا نے حکم فرمایا کہ کراہت کے ساتھ داخل ہو اور کراہت کے ساتھ ہی جسم سے نکلنا۔ غرض رُوح داخل ہوئی اور آنکھوں تک پہنچی۔ آدمؑ اپنے جسم کو دیکھ رہے تھے اور فرشتوں کی تسبیح سننے لگے۔ جب وہ اُن کے دماغ تک پہنچے، تو اُن کو چھینک آئی۔ خدا نے اُن کو گویا فرمایا تو انہوں نے ”الحمد للہ“ کہا۔ اور وہ پہلا کلمہ تھا جو آدمؑ کی زبان سے ادا ہوا۔ خدا نے بذریعہ وحی فرمایا ”رحمۃ اللہ“ اے آدمؑ میں نے تم کو رحمت کے لئے پیدا کیا ہے اور اپنی رحمت کو تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے مقرر کیا ہے جبکہ وہ بھی تمہاری طرح کہیں۔ اسی سبب سے چھینکنے والے کے لئے دعا کرنا سنت قرار پایا۔ اور شیطان پر کوئی امر چھینکنے والے کے واسطے دعا کرنے سے زیادہ گراں نہیں۔ پھر آدمؑ نے اوپر کی جانب دیکھا کہ عرش پر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ لکھا ہوا ہے اور اسمائے اہلبیتؑ بھی لکھے ہوئے پائے پھر رُوح اُن کی پندلیوں تک پہنچی۔ اور قبل اس کے کہ پنچوں تک پہنچے انہوں نے چاہا کہ کھڑے ہو جائیں لیکن نہ ہو سکے۔ اسی سبب سے خدا نے فرمایا ہے خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ دیکھا، سورۃ انبیاء ۲۱

یعنی انسان جلدی کرنے والا پیدا کیا گیا ہے۔ حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ رُوح ستائیس سال تک آدمؑ کے سر میں رہی۔ سو سال تک آدمؑ کے سینہ میں۔ سو سال تک پشت میں۔ سو سال تک رانوں میں۔ سو سال تک پندلیوں میں اور سو سال تک پنچوں میں ٹھہری۔ پھر جب آدمؑ درست ہو کر کھڑے ہو گئے تو خدا نے ان کے سجدہ کا فرشتوں کو حکم دیا۔ وہ جمعہ بعد نظر کا وقت تھا۔ فرشتے عصر تک سجدہ میں مشغول رہے۔ پھر آدمؑ نے اپنی پشت کی جانب سے ایک آواز خدا کی تسبیح و تہلیل کی سنی جو طائروں کی آواز کے مانند تھی تو پوچھا پالنے والے یہ کیسی آواز ہے فرمایا کہ اے آدمؑ یہ محمدؐ کی رُوح رُسل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسبیح کی آواز ہے جو بہترین اولین و آخرین ہیں۔ سعادت اُس کے لئے جو اُس کی اطاعت و پیروی کرے اور بدبختی اُس کی ہے جو ان کی مخالفت کرے۔ لہذا اے آدمؑ یہ میرا عہد اور اس کو عہدہ عورتوں کی پاک و طاہر و محمول اور پاک مردوں کے پاکیزہ مصلوبوں کے سوا کسی اور جگہ مت سپرد کرنا۔ آدمؑ نے غرض کی پالنے والے اس مولود کے سبب سے میری عزت میرا حسن و وقار تو بڑھا دیا۔ پھر خدا نے آدمؑ کی طینت کے ایک حصہ سے حوا کو پیدا کیا اور آدمؑ پر نیند غالب

زینت دی اور بہشت کو اپنے دوستوں اور طاغوتوں کے لئے مقرر فرمایا۔ پھر آسمانوں کو اُس دھوپ سے جو پانی سے اٹھا تھا پیدا کیا اور اُس کے کف (جھاگ) سے زمینوں کو خلق فرمایا۔ اس وقت زمینیں متحرک تھیں تو پہاڑوں کو پیدا کیا تاکہ زمینوں کو قرار ہو۔ اور ایک فرشتے کو خلق فرمایا جس نے زمین کو اٹھائے رکھا۔ پھر ایک سنگ عظیم پیدا کیا جس پر اُس فرشتے کا پیر ٹھہرے۔ اور ایک بہت بڑی گائے پیدا کی اور اُس پتھر کو اُس کی پشت پر رکھا۔ اور ایک بہت بڑی چھلی خلق فرمائی جس کی پشت پر گائے کھڑی ہوئی۔ وہ چھلی پانی پر ہے، پانی ہوا پر، اور ہوا تاریکی میں ہے۔ اور تاریکی کے نیچے جو کچھ ہے اس کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر عرش کو نور فضل و نور عدل سے منور فرمایا۔ فضل سے عقل و علم و علم و سخاوت کو پیدا کیا۔ اور عقل سے خوف و بیم، علم سے رضا و خوشنودی، علم سے مودت، سخاوت سے محبت کو پیدا کیا۔ اور ان تمام صفوں کو طینت محمدؐ دال محمدؐ میں خیر دیا۔ اس کے بعد اُمت محمدؐ میں سے مومنین کی رُوحوں کو خلق فرمایا۔ پھر آفتاب و ماہتاب، ستارے، رات اور دن، روشنی اور تاریکی اور تمام فرشتوں کو محمدؐ کے نور سے پیدا کیا۔ اور آنحضرتؐ کے نور مقدس کو بہتر ہزار سال تک ساکن رکھا پھر اس نور کو ہتر ہزار سال تک بہشت میں ساکن کیا۔ پھر ہتر ہزار سال تک سدرۃ المنتہیٰ میں ساکن کیا۔ پھر ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ آسمان اول پر لایا اور وہ وہاں قائم رکھا جب تک کہ حضرت آدمؑ کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا۔ پھر جبریلؑ کو حکم دیا کہ زمین پر جا کر ایک مٹھی خاک لائیں جس سے آدمؑ کا جسم تیار ہو۔ اس وقت ابلیس لعین سبقت کر کے زمین پر پہنچا اور زمین سے بولا کہ خدا چاہتا ہے کہ تیری مٹی سے ایک مخلوق پیدا کرے، اور اس کو آگ سے معذب فرمائے۔ اگر فرشتے تجھ سے مٹی لینے آئیں تو کہنا کہ میں خدا کی پناہ چاہتی ہوں کہ مجھ سے کچھ لے جاو جس کو آگ میں ڈالا جائے۔ غرض جبریلؑ نازل ہوئے تو زمین نے پناہ مانگی۔ وہ واپس چلے گئے اور عرض کی پالنے والے زمین نے تیری پناہ چاہی لہذا میں نے اُس پر رحم کیا۔ اسی طرح میکائیلؑ و اسرافیلؑ آئے اور واپس گئے۔ اس کے بعد خدا نے عزرائیلؑ کو بھیجا، زمین نے اُن سے بھی بدستور پناہ طلب کی۔ عزرائیلؑ نے کہا میں بھی خدا کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ اُس کا حکم نہ مانوں۔ پھر اوپر نیچے اور تمام رُوح زمین سے سفید و سیاہ و سرخ اور نرم و سخت مٹی کی۔ اسی سبب سے فرزندان آدمؑ کے اخلاق اور رنگ مختلف ہوئے۔ خدا نے عزرائیلؑ پر وحی کی کہ تم نے کیوں نہ رحم کیا جس طرح اور فرشتوں نے رحم کیا تھا؟ عرض کی پالنے والے تیری اطاعت اس پر رحم سے بہتر تھی۔ پھر وحی فرمائی کہ میں چاہتا ہوں کہ اس خاک سے ایک مخلوق پیدا کروں، جس میں انبیاء اور نیک بندے، اور اشقیاء اور بدکار ہوں گے۔ اور تم کو ان تمام کی رُوحوں کے قبض پر میں نے مقرر کیا۔ پھر جبریلؑ کو حکم دیا کہ وہ طینت سفید و زواری جو بغیر آخر الزمان صلعم کی ہے اور تمام مخلوقات کی اصل ہے، لائیں۔ جبریلؑ تمام ملائکہ کو دیاں و ملائکہ صافان و مسبحان کے ساتھ تمام ضریح مقدس آنحضرتؐ کے پاس آئے اور اس کو آب تسیم و آب تعظیم و آب تکرم و آب تکوین و



کر دی۔ جب آپ بیدار ہوئے تو حوا کو اپنے سر ہانے دیکھا۔ پوچھا تم کون ہو؟ کہا میں حوا ہوں۔ خدا نے مجھ کو تمہارے واسطے پیدا کیا ہے۔ وہ بولے کتنی پاکیزہ صورت ہے تمہاری۔ پھر خدا نے آدم کو وحی کی کہ یہ میری کینز ہے اور تم میرے بندہ ہو۔ تم کو میں نے اُس مکان کے لئے پیدا کیا ہے جس کا نام بہشت ہے۔ لہذا مجھ کو ہر حیثیت سے پاک سمجھتے رہو اور میری حمد و ثنا کرتے رہو۔ اے آدم مجھ سے حوا کی خواستگاری کرو اور اس کا ہر ادا کرو۔ عرض کی پالنے والے اس کا مہر کیا ہے فرمایا اس کا مہر یہ ہے کہ دس مرتبہ محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجو۔ آدم نے کہا ہر روز اس نعمت کے عوض جب تک زندہ رہوں گا تیرا شکہ اور تیری حمد و ثنا کرتا رہوں گا۔ عرض خدا نے آدم سے حوا کو تزویج کیا۔ قاضی خود خالق تھا، عقد کرنے والے جبریل تھے، اور گواہ ملائکہ مقربین تھے، پھر فرشتے آدم کی پشت کی جانب کھڑے ہوئے۔ آدم نے پوچھا معبود فرشتے میرے پیچھے کیوں کھڑے ہیں؟ خدا نے فرمایا اس لئے کہ نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھیں جو تمہارے صلب میں ہے۔ عرض کی پالنے والے اس نور کو میرے صلب سے میرے سامنے قرار دے تاکہ فرشتے میرے سامنے کھڑے ہوں۔ عرض فرشتے ان کے سامنے صفت بستہ کھڑے ہوئے۔ پھر آدم نے خدا سے التجا کی کہ اس نور کو ایسی جگہ قرار دے کہ وہ بھی دیکھ سکیں۔ تو خدا نے اس نور کو اُن کی شہادت کی انگلی میں قائم فرمایا اور علی کے نور کو درمیان کی انگلی میں اور فاطمہ کے نور کو اُس کے بعد کی انگلی میں اس کے بعد نور حسن کو سب سے چھوٹی انگلی میں، اور نور حسین کو انگوٹھے میں قرار دیا۔ بہر حال یہ النوار آفتاب کے مانند حضرت آدم کی انگلیوں سے چمکتے رہے اور آسمانوں، زمین، عرش و کرسی اور سراپردہ ہائے عظمت و جلال سب کے سب اُن سے روشن و منور ہو گئے۔ جب حضرت آدم حضرت حوا سے مقاربت کرنا چاہتے اُن کو وضو کرنے کا حکم دیتے اور خود بھی پاک و طاهر اور خوشبو سے معطر ہوتے۔ اور کہتے تھے کہ خدا اس نور کو تمہیں روزی کرے گا اور یہ خدا کی امانت و یشاق ہے۔ عرض وہ نور آدم کی انگلیوں میں رہا یہاں تک کہ حضرت حوا کے پیٹ میں جناب شیت آئے تو وہ نور حضرت حوا کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا۔ اور فرشتے حوا کو اکرام مبارکباد دیا کہ تے تھے جب حضرت شیت پیدا ہوئے، آنحضرت کا نور ان کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا، تو جبریل نے ان کے اور حوا کے درمیان ایک پردہ لٹکا دیا اور ان کی آنکھوں سے پوشیدہ کر دیا۔ جب وہ بالغ ہوئے آدم نے ان کو طلب فرما کر کہا اے فرزند نزدیک ہے کہ میں تم سے جدا ہوں لہذا میرے پاس آؤ تاکہ میں تم سے عہد و پیمان لوں جس طرح خدا نے مجھ سے لیا تھا۔ پھر آدم نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ خدا نے اُن کا مطلب سمجھا۔ اور فرشتوں کو حکم دیا کہ تسبیح و تقدیس سے رک جائیں۔ اور اپنے پروں کو میٹ لیں۔ ساکنان بہشت اپنے بالا خافوں سے متوجہ ہوئے۔ بہشت کے تمام دریا ساکن ہو گئے نہوں جاری ہو گئیں اور پتلیوں کی آوازیں اُٹھیں۔ عرض سب کے سب حضرت آدم کی آواز سننے کی جانب متوجہ ہوئے۔ اور خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ اے آدم کہو جو کہنا چاہتے ہو۔ تو آدم نے کہا اے خدا

اے ہر نفس اور روشنی بخشنے والے آفتاب و ماہتاب کے خالق تو نے جس طرح چاہا مجھے پیدا کیا اور مجھے اُس نور مقدس کو سپرد فرمایا جس سے میں نے برکتیں اور کرامتیں مشاہدہ کیں پھر وہ نور میرے فرزند شیت کی جانب منتقل ہوا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اُس سے عہد و پیمان لوں جس طرح تو نے مجھ سے لیا تھا، اور اس پر تجھ کو گواہ کرتا ہوں۔ خدا کی جانب سے آواز آئی، کہ ہاں اے آدم اپنے فرزند شیت سے عہد لو اور جبریل و میکائیل اور تمام فرشتوں کو گواہ قرار دو۔ پھر خدا نے جبریل کو حکم دیا تو وہ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ زمین پر آئے ہر ایک علم تسبیح و تحمیل میں لئے ہوئے تھے۔ اور جبریل کے ہاتھوں میں پارچہ تحریر اور ایک قلم تھا جس کو خدا نے اپنی قدرت سے پیدا کیا تھا۔ پھر جبریل نے آدم علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور کہا خدا اُس کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اپنے فرزند کے لئے خلافت و نبوت اور عہد کی ایک تحریر لیجئے اور جبریل نے اُس پر مہر لگائی، اور حضرت شیت کے سپرد کیا۔ اور ان کو دوسرے لباس پہنائے جن کا نور آفتاب سے زیادہ روشن اور آسمان کے رنگ سے زیادہ خوشگوار تھا۔ دونوں لباس نہ کاٹے گئے تھے نہ سے گئے تھے۔ بلکہ خدا نے فرمایا کہ ہو جا اور وہ تیار ہو گئے۔ عرض نور محمدی ہر وقت جبیں شیت میں چمکتا رہا۔ انہوں نے ایک حوریہ محالہ بیضا کو تزویج کیا جبریل نے اُس حوریہ کا شیت کے ساتھ عقد کیا۔ جب انہوں نے اُس کے ساتھ مقاربت کی تو الاوش پیٹ میں آئے۔ اس وقت ایک منادی نے ندا کی کہ اے بیضا تجھ کو خوشی اور مبارک ہو کہ خدا نے بہترین اولین و آخرین اور سید الانبیاء کا نور تیرے سپرد فرمایا۔ جب الاوش پیدا ہوئے اور بالغ ہوئے، شیت نے عہد و پیمان ان کے سپرد کیا اور نور محمدی اُن کے فرزند قینان کی جانب منتقل ہوا۔ اُن سے مہلائیل کی طرف اُن سے بازو کی جانب اُن سے اخوخ کی طرف منتقل ہوا، جن کو ادریس بھی کہتے ہیں، اور ادریس سے متوشلخ کے پاس پہنچا۔ ادریس نے ان سے عہد و اقرار لیا۔ ان سے ملک کی جانب اور اُن سے حضرت نوح کی طرف منتقل ہوا۔ نوح سے سام، سام سے اُن کے فرزند ارغش اور اُن سے اُن کے بیٹے عابر اور اُن سے قانع اُن سے ارغوان سے شارح اُن سے تاخور اور اُن سے تاریخ کی جانب پھر اُن سے حضرت ابراہیم کی جانب منتقل ہوا۔ ان سے حضرت اسمعیل، پھر اُن سے قیدار، اور اُن سے ہیمسح اُن سے بنت اُن سے سحاب ان سے اود، اُن سے عدنان، اُن سے معد، اُن سے نزار، ان سے مغیران سے الیاس، ان سے مدرکہ، ان سے خزیمہ، ان سے کنانہ اور ان سے قصہ، ان سے لوی، ان سے غالب، ان سے فہر، ان سے عبد مناف اور اُن سے جناب ہاشم کی جانب منتقل ہوا جن کو عروا العلما کہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور اُن سے ساطع تھا اس حد تک کہ جب وہ مسجد الحرام میں داخل ہوتے تھے کعبہ اُن کے نور سے روشن ہو جاتا تھا۔ اور ہمیشہ آپ کے چہرہ اقدس سے روشنی آسمان کی جانب بلند ہوتی تھی۔ جب آپ کی والدہ ماجدہ



حاکم پیدا ہوئیں۔ ان کے دونوں طرف دو گیسو تھے جس طرح حضرت اسماعیلؑ کے تھے۔ جن سے نور آسمان کی طرف بلند ہوتا تھا۔ اہل مکہ ان کا یہ حال دیکھ کر تعجب کرتے تھے۔ ہر طرف سے عرب کے قبیلے مکہ میں آنے لگے۔ کاہن سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ بتوں کی زبانوں پر حضرت کی فضیلت جاری ہو گئی۔ حضرت ہاشمؑ جس پتھر اور سنگریزے کی طرف سے گزرتے تھے وہ بقدرت الہی گویا ہو کر ندا دیتے کہ اے ہاشمؑ آپ کو خوشخبری ہو کہ آپ کی اولاد میں بہت جلد ایک فرزند ہوگا جو خدا کے نزدیک بہت بلند مرتبہ اور مخلوق کے نزدیک نہایت عزت والا ہوگا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو خاتم المرسلین ہیں۔ حضرت ہاشمؑ اگر تاریکی میں گذرتے تھے تو آپ کے نور سے ہر طرف روشنی ہو جاتی تھی۔ جب بعد مناف کی وفات کا وقت آیا انہوں نے جناب ہاشمؑ سے عہد و پیمان لیا کہ حضرت رسالتؐ کا نور سولے زن مسلمہ و صالحہ و نجیبہ کے رحم کے کہیں اور سپرد نہ کریں۔ ہاشمؑ نے اقرار کیا۔ اُس وقت کے بادشاہ آرزو اور تمنا کرتے تھے کہ اپنی لڑکی حضرت ہاشمؑ کے نکاح میں دیں، اور کثیر مال اُن کے لئے بھیجتے تھے کہ شاید وہ اُن سے رشتہ کرنے پر راضی ہو جائیں۔ ہاشمؑ ہر روز کعبہ کے پاس آتے تھے۔ سات مرتبہ طواف کرتے تھے اور کعبہ کے پردہ سے لپٹ جایا کرتے تھے۔ جو شخص اُن کے پاس آتا، اُن کی عزت کرتا۔ وہ برہنہ لوگوں کو کپڑے پہناتے، بھوکوں کو کھانا کھلاتے، اور پریشان حال لوگوں کی حاجتیں بر لاتے، قرض داروں کے قرض ادا کرتے، جس شخص پر کوئی دیت ہوتی وہ خود ادا کرتے تھے۔ اُن کا دروازہ کسی آنے والے کے لئے بند نہ ہوتا۔ اگر کبھی دلیہ کرتے یا لوگوں کو کھانا کھلاتے تو اس قدر کافی انتظام کرتے کہ لوگ اپنے جانوروں اور طاہروں کے لئے لے جاتے۔ اس طرح آپ کے لطف و کرم کا شہرہ تمام عالم میں ہو گیا اور اہل مکہ کی بادشاہی آپ کے لئے مسلم ہو گئی کعبہ کی گنجائش، حاجیوں کو کھانا کھلانا، چاہ زمزم، کعبہ کی تولیت، حاجیوں کی ہمانداری اور تمام امور مکہ آپ سے متعلق ہو گئے۔ نزار کا علم، اسماعیلؑ کی کمان، ابراہیمؑ کا پیراہن، شیش کی نعلین اور نورؑ کی انگشتری آپ کو میراث میں ملی۔ وہ حاجیوں کو گرامی رکھتے تھے، اور ان کی حاجتیں پوری کرتے تھے۔ جب ذی الحجہ کا چاند طلوع ہوتا تھا لوگوں کو جمع کیے خطبہ پڑھتے اور فرماتے کہ لوگو! تم کو خدا کی جانب سے امان ہے تم اس کے گھر کے ہمسایہ ہو۔ اس موسم میں خانہ خدا کی زیارت کے لئے لوگ آتے ہیں۔ وہ خدا کے ہمان ہوتے ہیں اور ہمان دوسروں کی بہ نسبت عزت کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔ خدا نے تم کو اس کرامت و بزرگی سے مخصوص فرمایا ہے۔ عنقریب دُور دُور مقامات سے ہر درہ اور عین جگہوں سے حاجی آتے ہوں گے جن کے بال بکھرے ہوں گے اُن کے جسم غبار سے بھرے ہوں گے۔ تو اُن کی ہمانی کرو ان کی ہر طرح امداد کے لئے تیار رہو تاکہ خدا تم کو دوست رکھے۔ حضرت ہاشمؑ کی ان نصیحتوں کے سبب اکابر قریش ان کاموں کے لئے بڑی بڑی رقمیں حاضر کرتے۔ حضرت چڑے کے حوض نصب کرتے جن کو حاجیوں کے پینے کے لئے

جناب ہاشمؑ کی سخاوت و سخاوتِ اہل بیت

آپ زمزم سے بھر دیا کرتے تھے۔ ساتویں ذی الحجہ سے اُن کی ضیافت شروع کرتے اور ان کے لئے کھانا منی و عرفات میں پہنچایا کرتے تھے۔ ایک سال مکہ میں قحط پڑا۔ لوگوں کے پاس حاجیوں پر صرف کرنے کے لئے کچھ نہ تھا۔ جناب ہاشمؑ کے پاس چند اونٹ تھے جن کو آپ نے شام بھیج کر فروخت کرا دیا اور ان کی تمام قیمت حاجیوں کی ضیافت میں صرف کر دی اور ایک وقت کا کھانا اپنے واسطے نہ رکھا۔ اس سبب سے آپ کے کرم کا شہرہ اطراف عالم میں ہو گیا اور آپ کی سخاوت کا چرچا ہر طرف پھیل گیا۔ جب آپ کی جو اندری و سخاوت کا حال نجاشی بادشاہ حبش اور قیصر بادشاہ روم نے سنا آپ کی خدمت میں نامہ تہنیت لکھا اور آپ کے پاس ہدیے روانہ کئے اور استدعا کی کہ ان کی لڑکیوں سے عقد کر لیں۔ شائد نور محمدیؑ ان کی جانب منتقل ہو جائے۔ اس لئے کہ کاہنوں، راہبوں اور ان کے عاملوں نے ان کو خبر دی تھی کہ یہ نور جو حضرت ہاشمؑ کی جبین مبارک میں ہے نور خاتم المرسلینؐ ہے۔ لیکن حضرت ہاشمؑ نے قبول نہیں فرمایا، اور اپنی قوم کی ایک نجیب عورت سے عقد کر لیا۔ جس سے لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکوں کے نام اسد، مضر، عمرو، اور صیفی تھے اور لڑکیوں کے نام معصومہ، رقیہ، غلاوہ۔ اور شمشا تھے۔ لیکن آنحضرتؐ کا نور اقدس آپ کی جبین النور میں بدستور چمکتا رہا اس لئے بہت رنجیدہ تھے۔ ایک رات خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اسی حال میں خدا سے بتضرع و زاری دعا کی کہ ان کو جلد ایک فرزند عطا فرمائے جو نور حضرت رسالتؐ کا حامل ہو۔ اُسی حال میں ان کو نند آ گئی۔ انہوں نے خواب میں ایک ہاتف کی آواز سنی کہ سلمیٰ دختر عمروؑ کی جو طاہرہ و مطہرہ اور گناہوں سے پاک و مبرا ہے خواستگاری کر دو اور ہر گناہ اس کو دو و غور توں میں اس کے مثل نہیں ہے۔ اس سے جو فرزند تمہارا ہوگا وہ نور سید الانبیاء کا حامل ہوگا۔ جناب ہاشمؑ بیدار ہوئے اور اپنے چچا کے لڑکوں اور اپنے بھائی مطلب کو جمع کیا، اور اپنا خواب اُن سے بیان کیا۔ اُن کے بھائی مطلب نے کہا اے بھائی وہ عورت جس کا نام آپ نے بتایا وہ قبیلہ بنی نجار کی ہے اور اپنی قوم میں عفت، نجابت اور کمالِ حسن و جمال میں مشہور و معروف ہے۔ اس کے قبیلہ والے بھی اہل کرم، ہمان نواز اور صاحبانِ عفت ہیں۔ لیکن آپ اُن سے نسب و شرافت میں افضل ہیں اور تمام بادشاہ آپ سے رشتہ کی تمنا رکھتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کا ارادہ یہی ہے تو اجازت دیجئے تاکہ ہم چل کر آپ کے لئے اس کی خواستگاری کریں۔ ہاشمؑ نے کہا کہ حاجت جس کی ہوتی ہے اسی کی کوشش سے پوری ہوا کرتی ہے۔ میرا خود ارادہ ہے کہ شام کی طرف تجارت کے لئے جاؤں اور راستہ میں اس کی خواستگاری کر دوں۔ پھر آپ نے سامان سفر تیار کیا اور اپنے بھائی مطلب اور اپنے چچا کے لڑکوں کو لے کر مدینہ طیبہ کی جانب متوجہ ہوئے کیونکہ قبیلہ بنی نجار وہیں رہتا تھا۔ جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے نور محمدیؑ نے جو آپ کی جبین اقدس سے لایع تھا تمام مدینہ کو متور کر دیا، اور اس کے عکس نے مدینہ کے تمام گھروں کو روشن کر دیا۔ یہ دیکھ کر تمام اہل مدینہ خود آپ کی طرف بڑھ آئے اور بچا آپ

جناب ہاشمؑ کی سخاوت و سخاوتِ اہل بیت

کون ہیں کہ حسن و جمال میں آپ سے بہتر ہم نے کسی کو نہیں دیکھا تھا؛ خاص کر اس صاحب نوروں کی شعاعوں نے تمام دنیا کو متور کر رکھا ہے۔ مطلب نے فرمایا کہ ہم خانہ خدا کے رہنے والے اور ساکنان حرم معبود ہیں۔ ہم فرزندان لوی بن غالب ہیں اور یہ ہمارا بھائی ہاشم بن عبد مناف ہے۔ ہم اس کے لئے خواستگاری کے واسطے تمہارے پاس آئے ہیں۔ تم لوگ جانتے ہو کہ میرے اس بھائی سے رشتہ کی خواہش اطراف و جوانب کے تمام بادشاہوں نے کی، لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اور خود رغبت کی ہے کہ سسلے کو تم سے طلب کرے۔ سسلے کے والد بزرگوار بھی اس مجمع میں موجود تھے انہوں نے جواب دینے میں سبقت لی اور کہا آپ لوگ صاحبان شرافت و عورت، فخر و شرف، سخاوت و فتوت اور صاحبان جود و کرم ہیں۔ اور وہ عیفہ جس کی آپ خواستگاری کرنا چاہتے ہیں میری دختر ہے وہ خود اپنے نفس کی مالک و مختار ہے۔ کل وہ قبیلہ کے شرفا کی عورتوں کے ساتھ بنی قیناع میں گئی ہے۔ اگر آپ لوگ یہاں قیام فرمائیں تو آپ کی عنایت و نوازش ہوگی۔ اگر اسی طرف چلنا چاہیں تو آپ کو اختیار ہے۔ اب فرمائیے کہ آپ میں سے کون صاحب اس کی خواستگاری کرنا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ اس کے خواستگاریہ ہیں جن کے چہرہ سے نور سا طبع ہے اور شعاع ظاہر ہے۔ یہ چراغ غیبت اللہ الحرام ہیں اور تاریکیوں کے روشن کرنے والے مصباح۔ اور صاحب جود و کرم۔ یہ ہاشم بن عبد مناف ہیں۔ پدر سسلے نے کہا بہت بہتر بہت مناسب۔ ان کی توجہ سے ہم کو بلند مرتبہ حاصل ہوا اور ہمارا سراج رخصت پر پہنچ گیا۔ ہم کو ان کی طرف اُس سے زیادہ رغبت ہے جس قدر ان کو ہماری طرفت؛ لیکن وہ اپنی آپ مالک ہے ہم آپ کے ساتھ اُس کے پاس چلیں گے۔ لیکن اسے بہترین زوار اور اسے قبیلہ نزار بھی تو آپ قیام کیجئے۔ غرض ان لوگوں کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ بٹھرایا، اور طرح طرح کی ضیافتوں اور مہماں نوازیوں سے ممتاز کیا۔ اونٹ ذبح کئے اور ان کے لئے متعدد خوان تیار کئے، اور تمام اہل مدینہ، قبیلہ اوس و خزرج کے لوگ حضرت ہاشم کے نور و جمال کے مشاہدہ کیلئے آنے لگے۔ علمائے یہود کی نظر جب اُس نور پر پڑی تو ان کی نگاہوں میں دنیا تاریک ہو گئی، کیونکہ تورات میں انہوں نے پڑھا تھا کہ یہ نور پیرغیر آخر الزمان کی علامت ہے۔ تو وہ اس کو دیکھ کر طول و گدیاں ہونے ان کے عوام نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے۔ وہ بولے کہ اس شخص کی علامت ہے جو بہت جلد ظاہر ہوگا اور (اپنے مخالفین کا) خون بہائے گا۔ فرشتے لڑائیوں میں اس کی مدد کریں گے۔ تمہاری کتابوں میں اس کا نام ماحی ہے اور یہ اُسی کا نور ظاہر ہو رہا ہے۔ تمام یہودی یہ سنکر گر گریاں ہوئے، اور سب کے سینوں میں ہاشم کی طرف سے کینہ بھر گیا۔ اُسی روز سے آنحضرت کے نور کو گل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ دوسرے روز صبح ہوتے ہی ہاشم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا، کہ فاختہ لباس پہنیں، اپنے سروں پر خود رکھیں، زرہ سینوں پر باندھیں، اور علم نزار بلند کریں۔ اس کے بعد ان لوگوں نے حضرت ہاشم کو اپنے گھرے میں لیا جس طرح ستاروں کے درمیان چاند ہوتا ہے۔ غلام آگے تھے اور ان کے متابعت کرنے والے ان کے پیچھے روانہ ہوتے اس شان سے

بنی قیناع کی طرف چلے۔ سسلے کے پدر بزرگوار اپنی قوم کے بڑے بڑے لوگوں اور یہودیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ان کی خدمت میں ہمراہ ہوئے جب وہ بازار کے قریب پہنچے وہاں شہر اور دیہات کے لوگ دور و نزدیک سے آئے ہوتے تھے وہ سب اپنے اپنے کام چھوڑ کر حضرت ہاشم کے نور جمال کے دیکھنے میں محو ہو گئے۔ لوگ ہر طرف سے ان کی جانب دوڑے۔ سسلے بھی انہی کے درمیان کھڑی ہوئی حضرت ہاشم کے جمال مبارک کو دیکھ رہی تھیں۔ اسی اثنا میں ان کے باپ ان کے پاس آئے اور کہا کہ میں تم کو اس امر کی خوشخبری دیتا ہوں جو تمہارے لئے مسرت و شادمانی اور فخر و عزت کا باعث ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا؟ ان کے والد نے کہا اے سسلے یہ آفتاب ادب و عروت اور ماہ برج کرامت و رخصت جس کو تم دیکھتی ہو، تمہاری خواستگاری کے لئے آیا ہے؛ اور اطراف عالم میں کرم و سخاوت اور عفت و کفایت میں مشہور ہے۔ جناب سسلے نے یہ سنکر انتہائی حیا کے سبب سر جھکا لیا۔ ان کے باپ نے ان کی خاموشی سے ان کی رضا و خوشنودی کو سمجھ لیا۔ رادھر جناب ہاشم نے سرخ ریشی خیمہ ایک طرف نصب کرایا، اور اس کے گرد قناتیں لگائیں؛ اور اس میں جلوہ افروز ہوتے۔ بازار والے ہر طرف سے ان کے پاس حالات دریافت کرنے کے لئے جمع ہوئے اور حقیقت معلوم ہونے کے بعد ان کے سینوں کی بھٹی میں حسد کی آگ مشتعل ہوئی کیونکہ سسلے حسن و جمال، عفت و آداب اور حسن اخلاق میں یکتا تھے زمانہ تھیں۔ اُسی وقت شیطان ملعون ایک مرد پیر کی صورت میں سسلے کے پاس آیا اور بولا میں ہاشم کے ہمراہیوں میں سے ہوں اور تمہاری ہیصوت و غیر خواہی کے واسطے آیا ہوں۔ یہ شخص اگرچہ حسن و جمال میں بہت زیادہ ہے لیکن عورتوں سے بہت کم رغبت رکھتا ہے۔ اور جس عورت سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے اس کو دل سے ہینے سے زیادہ اپنے ساتھ نہیں رکھتا۔ بہت سی عورتوں سے نکاح کیا اور طلاق دے دی۔ اس میں بہادری اور شجاعت تو نام کو نہیں، نہایت بزدل اور ڈرنے والا آدمی ہے۔ سسلے نے کہا اگر یہ صحیح ہے جو تم کہتے ہو، تو اگر قبیلہ کے قلعوں کو میرے واسطے سونے اور چاندی سے بھر دیا جائے تب بھی میں اس کی جانب رخ نہ کروں گی۔ یہ سنکر ابلیس ملعون کو ڈھارس ہوئی۔ پھر ہاشم کے ساتھیوں میں سے ایک دوسرے شخص کی صورت میں سسلے کے پاس آیا اور اسی طرح کی بیہودہ جھوٹی باتیں کیں؛ پھر تیسری مرتبہ ایک تیسرے شخص کی صورت میں آکر ایسا ہی بیان کیا۔ جب سسلے کے والد آئے تو سسلے کو رنجیدہ اور طول دیکھا۔ پوچھا کیوں غلگین ہو یہ وقت تو مرد و شادمانی کا ہے کہ تم کو ابدی عروت و کرامت میسر ہوئی ہے۔ سسلے نے کہا بابا جان آپ مجھ کو ایسے شخص سے ترویج کرنا چاہتے ہیں جو عورتوں کی جانب رغبت نہیں رکھتا؛ بہت طلاق دیا کرتا ہے اور جنگ میں بزدل ظاہر کرتا ہے۔ یہ سنکر وہ بہت متنے اور بولے اے سسلے یہ شخص ہرگز ان صفات سے متصف نہیں جو تم بیان کرتی ہو۔ اس کے جود و کرم کی تو لوگ مثال دیا کرتے ہیں اس کو ہمانوں کی ضیافت کی زیادتی کے سبب ہاشم کہتے ہیں۔ اس نے ہرگز کسی عورت کو

طلاق نہیں دی ہے۔ وہ شجاعت و بہادری میں تو مشہور زمانہ ہے۔ خوش مزاجی اور شیریں کلامی میں اس کا کوئی نظیر نہیں جس نے تم سے اس کی مذمت کی ہے وہ یقیناً شیطان ہے۔ غرض دوسرے روز سسلے نے جو ہاشم کو دیکھا اُس نور کی محبت میں جو ان کے جبین مبارک میں درخشاں تھا، بے تاب ہو گئیں۔ اور ان کے پاس ایک پیغامبر کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ کل آپ میری خواستگار رہی کیجئے۔ اور جس قدر مہر آپ سے میرے اعزا طلب کریں آپ انکار نہ کیجئے گا۔ میں اپنے مال سے اس میں آپ کی مدد کروں گی۔

دوسرے روز جناب ہاشم اپنے اصحاب کے ہمراہ پدر سسلے کے خیمہ میں آئے۔ ہاشم اور مطلب اور ان کے چچا زاد بھائی سب صدر خیمہ میں بیٹھے۔ تمام اہل مجلس حیرت سے ہاشم کے حسن و جمال کو دیکھنے میں محو تھے کہ مطلب نے گفتگو شروع کی۔ اور کہا اے صاحبانِ عزت و کرامت و فضل و نعمت ہم اہل بیت اللہ الحرام اور صاحبانِ مشاعرِ عظام ہیں۔ لوگوں کے گروہ درگروہ ہماری طرف آیا کرتے ہیں۔ آپ لوگ خود بھی ہماری قدر و منزلت جانتے ہیں۔ اور آپ لوگوں پر نور درخشندہ محمدی ظاہر ہے جس کو خدا نے ہم سے مخصوص فرمایا ہے۔ ہم فرزندانِ لوی بن غالب ہیں اور وہ نور آدم سے منتقل ہوتا ہوا ہمارے باپ بعد مناف تک پہنچا اور ان سے میرے بھائی ہاشم کی جانب منتقل ہوا ہے۔ اور اب خداوند عالم نے اُس نعمت کو تمہاری طرف بھیجا ہے، اب ہم اُس سرزند گرامی کے لئے تمہارے پاس خواستگاری کے واسطے آئے ہیں۔ اس کلام کے جواب میں عمرو پدر سسلے نے کہا آپ لوگوں کے لئے حیثیت و اکرام و اجابت و اعظام ہے۔ ہم نے آپ کا خطبہ قبول کیا اور آپ کی دعوت منظور کی۔ لیکن ہم اپنی قدیم رسم یعنی زیادتی مہر پر عمل کرنے کے لئے مجبور ہیں اس امرِ عظیم کے لئے جس کے آپ خواہشمند ہیں۔ اگر ہم میں پہلے سے یہ رواج نہ ہوتا تو میں اس کا اظہار نہ کرتا۔ جناب مطلب نے فرمایا، ہم سواؤنٹ جن کی آنکھیں سیاہ اور بال سرخ ہیں مہر میں دیتے ہیں۔ اُسی مجمع میں ابلیسؑ بھی تھا پدر سسلے کے پاس آیا اور رو کر کہنے لگا کہ مہر اور زیادہ ہونا چاہیے۔ تو سسلے کے باپ نے کہا اے بزرگوار آپ کے نزدیک ہماری لڑکی کی اتنی ہی قدر و منزلت ہے۔ مطلب نے کہا ہزار مثقال سونا اور اضافہ کرتا ہوں۔ شیطان نے پھر زیادتی مہر کے لئے پدر سسلے کو اشارہ کیا۔ انہوں نے کہا اے جوان ہمارے مقابلہ میں یہ بھی کم ہے۔ مطلب نے فرمایا اچھا ایک خروار عنبر، دس جامہ سفید مصری اور دس جامہ عراقی اور اضافہ کرتا ہوں۔ شیطان نے پھر اشارہ کیا۔ پدر سسلے نے کہا آپ نے احسان فرمایا اور اب نزدیک ہو چکے ہیں کچھ اور کرامت فرمائیے مطلب نے کہا پانچ کینزین خدمت کے لئے بھی حاضر کرتا ہوں۔ شیطان نے پھر مہر کی زیادتی کے لئے کہا۔ سسلے کے والد نے کہا آپ جو کچھ دیں گے وہ سب آپ ہی کے پاس واپس جائے گا مطلب نے کہا دس اوقیہ مشک اور پانچ قرح کا فور بھی اضافہ کیا، اب راضی ہوئے؟ شیطان نے پھر

شیطان کا سسلے کے والد کو مہر کی زیادتی پر ناراضا ہونا اور بعد ازاں مطلب کا اضافہ کرنے جانا

وسوسہ ڈالنا چاہا تو سسلے کے پدر نے ڈانٹ کر کہا اے بڑھے دور ہو تو نے مجھے اس مجلس میں شرمندہ کیا۔ مطلب نے بھی اس کو ملامت کی اور خیمہ سے نکال دیا۔ اُسی کے ساتھ یہودی بھی معنوم و محزون باہر چلے گئے۔ اس کے بعد سسلے کے باپ سے یہودیوں کے سردار نے کہا کہ وہ (ابلیس) مردِ پرشام و عراق کے عقلمندوں میں سے ہے کیوں اس کے مشورہ پر تم نے عمل نہ کیا اور ہم راضی نہیں ہیں کہ اپنی لڑکی کو ایسے مفلس کو دیں جس کے مانند ہمارے ملک میں نہ ہوگا۔ یہ سُننے ہی چار سو یہودیوں نے جو وہاں موجود تھے تو اریں کھینچ کر کھڑے ہو گئے۔ اُدھر حرم کے سرداروں نے بھی (جناب ہاشم کی ہمراہی میں) جو چالیس اشخاص تھے، تو اریں نکال لیں مطلب نے یہودیوں کے سردار پر حملہ کیا اور ہاشم نے ابلیس لعین پر۔ وہ بھاگا۔ لیکن ہاشم نے پکڑ لیا اور اٹھا کر بلند کیا، پھر زمین پر پٹکا۔ اور حضرت رسالتؐ کا نور اُس پر چمکا تو اس نے ایک نعرہ مارا، اور تیز ہوا کے مانند ہاشم کے ہاتھ سے نکل گیا۔ پھر مطلب کو دیکھا، انہوں نے یہودیوں کے سردار کو دو ٹوکے کر دیا تھا۔ پھر ہاشم اور ان کے ساتھیوں نے بہت سے یہودیوں کو قتل کیا۔ مدینہ میں یہ خبر پہنچی تو عورتیں اور مرد سب اس طرف دوڑے۔ جب ستر یہودی قتل ہو چکے تو باقی ماندہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور حضرت سرور کائنات کے بارے میں ان کی عداوت اور زیادہ مضبوط ہو گئی۔ ہاشم نے کہا میرے خواب کی تعبیر ظاہر ہو گئی۔ پدر سسلے نے کہا بس اب ان کو جانے دیجئے اور شادی کو رنج و اندوہ سے تبدیل نہ کیجئے۔ یہ سنکر ہاشم اپنے خیمہ میں واپس گئے اور ولیمہ کا انتظام کیا اور تمام حاضرین کو کھانا کھلایا۔ سسلے کے والد سسلے کے پاس آئے اور کہا دیکھا تم نے ہاشم کی شجاعت۔ اگر میں اُن سے التماس نہ کرتا یہودیوں میں سے کوئی زندہ نہ رہتا۔ سسلے نے عرض کی بابا جان جس امر میں میری بھلائی دیکھئے اُس کو عمل میں لائیے؛ اور کیمون کی ملامت کی پرواہ نہ کیجئے۔ غرض سسلے کے والد ساداتِ مکہ کے پاس آئے اور کہا اے بزرگوار ان حرمِ خدا را رنج و کدورت دل سے دور کیجئے، میری لڑکی آپ کی خدمت میں ہدیہ ہے۔ مجھے اور کوئی خواہش و آرزو رہرو مال کی، نہیں ہے۔ مطلب نے کہا ہم نے جو کہہ دیا اُس پر اور زیادہ کر کے دیں گے۔ اور ہاشم سے کہا کیوں بھائی جو کچھ میں نے (مہر کے بارے میں) کہہ دیا ہے آپ اُس پر راضی ہیں؟ کہا ہاں پھر ایک دوسرے سے مصافحہ کیا، اور سسلے کے والد نے ہاشم و مطلب پر اور ان کے تمام ہمراہیوں پر مالِ کثیر اور عنبر و مشک و کا فور نثار کیا۔ پھر سب لوگ وہاں سے مع سامان و اسبابِ مدینہ میں آئے۔ وہاں اُس بہترین بعد مناف کا اس گھر صدف کرامت کے ساتھ رفاہ ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد سسلے کو جب ہاشم کے اخلاق پسندیدہ سے پوری واقفیت ہو گئی تو جو کچھ مہر میں ہاشم سے حاصل ہوا تھا۔ ان کو کچھ اضافہ کے ساتھ واپس کر دیا۔ اُسی شب نطفہ پاک عبدالمطلب کا گوہر شاہوار صدف ہر سسلے میں قرار پایا، اور نور محمدی سسلے کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا۔ تمام مدینہ والے سسلے کو اس کرامتِ عظمیٰ پر مبارکباد دیتے تھے۔ اس نور روشن و منور سے سسلے کا حسن و جمال زیادہ سے زیادہ ہو گیا۔

یہودیوں کا جناب ہاشم پر حملہ کرنا اور آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کا یہودیوں کو قتل کرنا۔

سسلے کا ہاشم سے مصافحہ کرنا



مدینہ کی عورتیں ان کے حسن کو دیکھنے آئیں اور ان کے نور و ضیاء کو دیکھ کر حیران رہ جاتیں۔ وہ جس سنگریزے اور پتھر کی طرف سے گزرتیں سب ان پر سلام کہتے اور مبارکباد دیتے۔ اور اکثر و بیشتر وہ اپنی داہنی جانب سے السلام علیک یا خیر البشر کی آواز سنتیں۔ اور یہ تعجب خیز باتیں ہاشم سے بیان کرتیں، لیکن اپنی قوم سے پوشیدہ رکھتیں۔

ایک رات جناب سلتے نے ایک منادی کی آواز سنی جو ان سے کہہ رہا تھا کہ تم کو خوشخبری ہو کہ خدا نے تم کو ایسا فرزند روزی کیا ہے جو تمام شہروں اور دیہاتوں کے لوگوں سے بہتر ہے۔ اس کے بعد سلتے نے ہاشم کو اپنی قربت کا موقع نہ دیا۔ ہاشم اس کے بعد چند روز تک مدینہ میں اور مقیم رہے پھر ان سے رخصت ہوئے اور کہا اے سلتے میں نے وہ امانت تمہارے سپرد کی ہے جس کو حق تعالیٰ نے آدم کو سپرد فرمایا تھا اور آدم نے شیث کو سپرد کیا۔ اسی طرح اکابر دین ایک دوسرے کو سپرد کرتے چلے آئے یہاں تک کہ یہ نور بزرگ ہم کو ملا جس سے ہمارا شرف زیادہ ہو گیا اور حکم خدا اب میں نے اس نور کو تمہارے سپرد کر دیا ہے اور تم سے عہد و پیمان لینا چاہتا ہوں کہ اس کی حفاظت و نگہ رانی کرنا۔ اگر میری غیر موجودگی میں اس کا ظہور ہو تو اس کو اپنی آنکھ سے زیادہ پیارا اور اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھنا۔ اور جہاں تک ممکن ہو لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھنا کیونکہ اس سے حسد کرنے والے اور دشمن بہت ہیں و خاص کر یہودی جن کی عداوت پہلے ہی سے ظاہر ہے۔ اور اگر اس سفر سے میں واپس نہ آؤں اور میری وفات کی خبر تم کو پہنچے، تو اس کی محافظت اور ناز برداری میں کسی طرح کی کمی نہ کرنا۔ جب وہ سن شباب کو پہنچے اس کو خرم خدا میں واپس بھیج دینا۔ اور اس کے چچاؤں سے دور نہ رکھنا کیونکہ حرم خدا ہماری عزت و نصرت کی جگہ ہے۔ سلتے نے کہا میں نے آپ کی تمام باتیں دل و جان سے منظور کیں، لیکن آپ کی جدائی سے دل پر سخت صدمہ و ملال ہے۔ خدا سے دعا کرتی ہوں کہ وہ جلد آپ کو میرے پاس واپس لائے۔ اس کے بعد ہاشم نے اپنے بھائیوں اور تمام عزیزوں کو جمع کیا اور فرمایا اے میرے بھائیو اور عزیزو! موت وہ راستہ ہے جس سے کسی شخص کو چارہ نہیں۔ اب میں تم سے جدا ہوتا ہوں، اور نہیں خبر کہ پھر تمہارے پاس واپس آؤں گا یا نہیں۔ لہذا وصیت کرتا ہوں کہ تم آپس میں متحد رہنا اور ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہونا کہ تمہاری ذلت و خواری کا سبب ہو۔ کیونکہ بادشاہوں اور ان کے علاوہ اور لوگوں کو اور دشمنوں کو تمہاری عزت و منزلت کے بارے میں حسد و طمع ہے۔ میں اپنے بھائی مطلب کو تم پر اپنا خلیفہ بناتا ہوں کیونکہ وہ دنیا میں سب سے زیادہ مجھے عزیز و پیارا ہے۔ اگر میری وصیت کو مانو تو اس کو اپنا پیشوا سمجھو۔ اور کعبہ کی گنجائش چاہہاں ہمارے دادا نزار کا علم اور جو کچھ پیغمبروں کے تبرکات ہم تک پہنچے ہیں یہ سب اس کو سپرد کر دو تو مظفر و سعادت مند رہو گے۔ دوسری وصیت یہ ہے کہ جو فرزند سلتے کے شکم میں ہے اس کی شان و عزت بہت بلند ہے، اس کا بہت خیال رکھنا۔ عرض کسی معاملہ میں میرے قول کی مخالفت نہ کرنا۔

جناب ہاشم کا مدینہ سے شام کی جانب روانہ ہونا اور سلتے اور اپنے چچا یوں سے وصیت کرنا اور پیدا ہونے والے فرزند کی مخالفت کی ایک خبر کرنا۔

ان لوگوں نے کہا ہم نے آپ کی باتیں سنیں اور اطاعت کی۔ لیکن آپ کی وصیت نے ہمارے دلوں کو توڑ دیا۔ پھر ہاشم وہاں سے شام کی جانب روانہ ہوئے۔ جب اپنے کاموں سے فارغ ہوئے اپنے سامان تجارت کو فروخت کیا اور ضروری اشیاء خریدیں اور سلمیٰ کے لئے تحفے اور ہدیے لے کر مدینہ کی جانب سفر کیا، لیکن راہ میں بیمار ہو گئے اور پھر گئے۔ دوسرے روز بیماری میں شدت ہوئی تو اپنے رفیقوں، غلاموں اور ملازموں سے فرمایا کہ مجھے موت کے آثار نظر آ رہے ہیں، اس بیماری سے مجھ کو نجات ملنا دشوار معلوم ہوتا ہے لہذا آپ لوگ مکہ کی جانب واپس جائیے اور جب مدینہ میں پہنچیں تو سلمیٰ کو میرا سلام کہہ دیں۔ اور تعزیت کریں۔ اور میرے فرزند کے بارے میں کہہ دیں کہ مجھے اس کی فکر کے سوا کوئی فکر و غم نہیں۔ پھر دو روز کے بعد جب کہ موت کے آثار ان پر ظاہر ہوئے فرمایا کہ قلم و دوات اور کاغذ لاؤ اور مجھے بٹھا دو۔ پھر خدا کے نام کے بعد لکھنا شروع کیا کہ یہ نامہ جس کو ایک بندہ ذلیل نے لکھا ہے جبکہ خدا کا فرمان اس کو پہنچا تھا کہ نشائے فانی دنیا سے دار بقائے آخرت کی جانب سفر کے لئے تیار ہو جا۔ لہذا ایسے وقت میں جبکہ موت کی کشمکش میں میری جان پھنسی، موتی ہے جس سے کسی کو مفر نہیں ہے۔ میں اپنے اموال تمہارے پاس بھیجتا ہوں جن کو آپس میں برابر تقسیم کر لینا اور اس عظیم کرم کو جو تم سے دوسرے اور تمہارا نور اور تمہاری عزت اس کے پاس ہے یعنی سلمیٰ کو فراموش نہ کرنا، اور میں تم کو اس کے فرزند کے احترام کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ اس کے حق کی رعایت کرنا اور میرے فرزندوں کو میرا سلام و پیام پہنچا دینا۔ اور سلمیٰ کو میرا سلام کہنا۔ اور کہہ دینا کہ افسوس میں تمہاری ملاقات و محبت سے سیر نہیں ہوا۔ اور افسوس صد افسوس کہ اپنے فرزند کے دیدار سے محروم رہا۔ اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں روز قیامت تک تم پر ہوں۔ پھر اس خط پر اپنی مہر کے ان کے سپرد کیا، اور کہا مجھے لگا دو۔ وہ جب لٹائے گئے تو آسمان کی جانب نظر کی اور کہا اے میرے پروردگار کے رسول اور قائد حق نور مصطفیٰ! جس کا میں حامل تھا میرے ساتھ نرمی کرو یہ فرمایا اور باسانی عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ پھر لوگوں نے ان کو غسل و کفن دے کر شام میں دفن کر دیا، اور نیک روانہ ہوئے۔ مدینہ میں داخل ہوتے تو نالہ و فریاد کی آوازیں بلند کیں، جن کو سنکر اہل مدینہ عورتیں اور مرد سب اپنے اپنے گھروں سے نکل پڑے۔ سلمیٰ، ان کے باپ اور عزیزوں نے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ سلمیٰ فریاد کرنے لگیں کہ اے میرے سرتاج! کرم و عزت تمہاری موت سے مٹ گئی۔ افسوس تمہارے مرنے کے بعد اس بچے کا کیا حال ہو گا جس کو تم نے دیکھا تھا کہ نہیں نہ اس کی لذت فرزندگی سے آشنا ہوئے اسی بیکاری و از خود رفتگی کے عالم میں سلمیٰ نے ہاشم کی تلوار کھینچ کر ان کے اوتھوں اور گھوڑوں کو پے کر دیا۔ اور سب کی قیمت اپنے مال سے ادا کر دی۔ اور ہاشم کے وصی سے کہا کہ مطلب کو میری طرف سے دعا کہنا اور کہنا کہ میں تمہارے بھائی کے عہد پر قائم ہوں ان کے بعد دوسرے مرد میرے اوپر حرام ہیں۔

جناب ہاشم کا مدینہ سے شام کی جانب روانہ ہونا اور سلتے اور اپنے چچا یوں سے وصیت کرنا اور پیدا ہونے والے فرزند کی مخالفت کی ایک خبر کرنا۔

جناب ہاشم کا مدینہ سے شام کی جانب روانہ ہونا اور سلتے اور اپنے چچا یوں سے وصیت کرنا اور پیدا ہونے والے فرزند کی مخالفت کی ایک خبر کرنا۔



وہاں سے رخصت ہو کر وہ قافلہ مکہ پہنچا، وہاں بھی ہاشم کی خبر وفات سن کر کہرام برپا ہوا۔ عورتوں نے بال کھول دیئے، گریبان چاک کر دیئے، در دیوار سے آواز گریہ بلند ہوئی جب ان کا وصیت نامہ کھول کر پڑھا گیا، لوگوں کے رنج و غم میں اور اضافہ ہوا۔ غرض اہل مکہ نے ہاشم کی وصیت کے مطابق جناب مطلب کو اپنا رئیس اور پیشوا بنا لیا، اور عظیم اکرم نزار اور سقایہ زمر در فائدہ حاجیان حرم اور کمان اسماعیل اور نعلین شیدہ اور پیراہن ابراہیم اور انگشتی نوح اور تمام تبرکات انبیاء علیہم السلام جو کچھ ان کے پاس تھا سب جناب مطلب کے سپرد کر دیا۔

سلسلے کے وضع حمل کا زمانہ آیا۔ جو تکلیفین عورتوں کو اس وقت ہوا کرتی ہیں سلسلے پر ان کا مطلق اثر نہ ہوا تھا۔ اس وقت ایک آواز ہاتف کی آئی کہ اے نبی مجاری عورتوں کی زینت اپنے فرزند کو پردہ میں رکھو اور لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ کرو کہ ان کی آنکھیں اس کے دیدار سے سعادتمند ہوں۔ جب سلسلے نے یہ آواز سنی دروازے بند کر دیئے اور پردے لٹکا دیئے اور اپنے حال کی کسی کو اطلاع نہ ہونے دی۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک نور کا پردہ زمین سے آسمان تک اس پر ڈال دیا گیا تاکہ شیاطین اس کے نزدیک نہ آنے پائیں۔ اس وقت شیبہ بنتہ الحمد پیدا ہوئے اور نور محمدی ان کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا۔ وہ پیدا ہوتے ہی مسکرائے سلسلے نے ان کو گود میں لیا تو ان کے سر میں سفید بال دیکھے اس لئے ان کا نام شیبہ الحمد رکھا۔ سلسلے نے ان کو ایک مہینہ تک پوشیدہ رکھا۔ کسی کو ان کی ولادت کی خبر نہ ہونے پائی۔ ایک مہینہ کے بعد عزیزوں اور قافلہ عورتوں کو معلوم ہوا تو مبارکباد کو آئیں، اور مولود کے تعجب خیز حالات سن کر سب کو حیرت ہوئی۔ وہ دو مہینے کے ہوئے تو چلنے لگے یہودیوں نے جب ان کو دیکھا، ان کی طرف سے کینہ اور ملال سے بقیاب ہوئے۔ اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ وہ نور جو ان سے ظاہر ہے نور پیغمبر آخر الزمان ہے جو ان یہودیوں کو قتل کریں گے اور ان کے دیوں کو باطل کریں گے۔ سات سال کی عمر میں وہ نہایت قوی و دلیر جوان معلوم ہونے لگے۔ بڑے سے بڑا بوجھ اٹھا لیتے۔ لڑکوں کو ہاتھوں پر بلند کر کے زمین پر پٹنگ دیتے تھے۔

ایک مرتبہ قبیلہ بنی حارث کا ایک شخص کسی ضرورت سے مکہ سے مدینہ آیا اس نے شیبہ الحمد کو دیکھا کہ مثل چاند کے نور ان کے چہرے سے چمک رہا ہے وہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ وہ کھڑا ہو گیا اور ان کے ظاہری و باطنی حسن و جمال کے دیکھنے میں محو ہو گیا۔ پھر لولا کہ کس قدر سعادتمند ہیں وہ لوگ جن کے شہر میں تم رہتے ہو۔ وہ کھیل رہے تھے اور کہتے جاتے تھے میں زمر دم صفا کا فرزند ہوں۔ میں ہاشم کا دلہند ہوں اور میرے شرف کے لئے یہی کافی ہے۔ یہ سن کر وہ مرقریب آیا اور کہنے لگا اے جوان تیرا کیا نام ہے؟ فرمایا میں ہاشم بن عبد مناف کا فرزند شیبہ ہوں میرے چچاؤں نے مجھ پر ظلم کر رکھا ہے کہ میں اپنی ماں اور خالوؤں کے ساتھ اس غربت میں پڑا ہوں۔ اے عم محرم آپ کہاں سے آ رہے ہیں؟ اس مرد نے کہا مکہ سے۔ فرمایا جب خبریت سے کہ پہنچے ہو فرزند ان عبد مناف سے ملاقات ہو تو میرا سلام ان کو پہنچا دیجئے۔ اور کہتے گا کہ میں ایک تمیم کا پیغامبر

میں اور ان کے پیغام کا نام

جناب شیبہ الحمد یعنی عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت۔

جناب عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے پہنچے چچاؤں کے پیغام

ہوں جس کا باپ مرگیا اور اس کے چچاؤں نے اس پر ظلم کر رکھا ہے۔ اے فرزند ان عبد مناف بہت جلد ہاشم کی وصیت کو کھول گئے اور ان کی نسل کو ضائع کر دیا۔ جو ہوا مکہ کی طرف سے آتی ہے۔ اس سے تمہاری خوشبو سونگھتا ہوں۔ اور تمہاری ملاقات کی آرزو میں راتیں تڑپ کر کاٹتا ہوں۔ یہ پیغام سن کر وہ مرد رونے لگا، اور جلد جلد مکہ کو چلا۔ جب اولاد عبد مناف کی مجلس میں پہنچا تحیت و سلام کے بعد بولا اے بزرگان قوم اور فرزند ان عبد مناف! اپنے وقار کو کھول گئے اور اپنے چراغ ہدایت کو دوسروں کے گھر روشن کر رکھا ہے۔ پھر شیبہ کے پیغامات پہنچائے۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم کو معلوم نہ تھا کہ وہ اس شعور تک پہنچ چکا ہے۔ اس مرد نے کہا خدا کی قسم فصاحت و بلاغت اس کے مقابل میں گنگ ہیں اور عقلا اس کے سامنے عاجز ہیں۔ وہ حسن و جمال کی بلندی کا آفتاب ہے اور اہل فضل و کمال کی آنکھوں کا نور ہے۔ یہ سن کر مطلب نے اسی جگہ سواری طلب کی اور سوار ہو کر تنہا مدینہ کی جانب روانہ ہوئے اور نہایت عجلت و سرعت کے ساتھ مدینہ میں پہنچے۔ دیکھا شیبہ الحمد لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ ان کو اس نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے پہچان لیا۔ دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑا پتھر اٹھا رہے ہوئے ہیں، اور کہہ رہے ہیں کہ میں ہوں ہاشم کا فرزند جو بزرگی و شرافت میں مشہور ہیں۔ مطلب نے یہ سنتے ہی ناقہ کو بٹھایا اور پکار کر کہا اے میرے بھائی کی یادگار میرے پاس آؤ۔ شیبہ ان کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور بولے کہ آپ کون ہیں کہ میرا دل آپ کی طرف کھینچا جا رہا ہے۔ شاید میرے چچاؤں میں سے آپ بھی ہیں۔ فرمایا میں تمہارا چچا مطلب ہوں۔ پھر ان کو گود میں لیا، پیار کیا اور روئے۔ اور پوچھا، کہ پارہ جگر کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھ کو تیرے آباء و اجداد کے وطن میں لے چلوں۔ جو تیرے عز و شرف کا مقام ہے۔ شیبہ نے کہا ہاں ضرور چلنا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر مطلب سوار ہوئے اور اپنے ہمراہ شیبہ کو بھی سوار کر لیا اور مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ شیبہ نے کہا چچا جان جلدی نکل چلتے ایسا نہ ہو کہ میری ماں کے اعزاء و اقربا آگاہ ہو جائیں ان کے ساتھ اوس و خزرج کے بہادر بھی موافق ہو کر مجھ کو روکنے کی کوشش کریں۔ مطلب نے کہا جان عم پروانہ کر۔ خدا ان کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

جب یہودیوں کو خبر ہوئی کہ شیبہ اپنے چچا کے ساتھ تنہا مکہ روانہ ہو گئے ہیں تو ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ یہودیوں کے سرداروں میں سے ایک شخص واپیہ نامی کا لڑکا لاطیہ ایک روز لڑکوں کے ساتھ کھیلنے کے لئے نکلا تو شیبہ نے اس کے سر پر اونٹ کی ایک ہڈی سے ایسا مارا کہ اس کا سر چھٹ گیا۔ اور کہا اے یہودی کے بچے تیری موت قریب آگئی ہے۔ بہت جلد تمہارے گھر برباد ہو جائیں گے۔ اس کے باپ نے جب یہ سنا تو بہت غضبناک ہوا اور یہ عداوت بھی پرانی عداوتوں کے ساتھ ان کے دل میں جا گزیں ہو گئی۔ جب ان یہودیوں نے سنا کہ وہ مکہ جا رہا ہے تو یہودیوں کو آواز دی کہ وہ لڑکا تنہا اپنے چچا کے ساتھ گیا ہے، چلو

شیبہ الحمد یعنی عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت۔

اس کو ہلاک کر دیں اور اس کے شر سے محفوظ و مطمئن ہو جائیں۔ یہ سنکر ستر یہودی مسلح ہو کر اُن کے تعاقب میں چلے۔ رات کا وقت تھا مطلب کے کانوں میں اُن کے گھوڑوں کی آواز آئی تو کہنے لگے کہ اے فرزند جن سے خوف تھا وہ آہنچے۔ شیبہ نے کہا راستہ بدلی دیجئے۔ فرمایا اے نور چشم تیری پیشانی کا نور اُن گمراہوں کو دکھا دے گا جس طرف بھی ہم جائیں گے۔ شیبہ نے کہا میرے چہرہ کو چھپا دیجئے شاید وہ نور چھپ جائے۔ مطلب نے کپڑے کی تین تہیں کر کے اُن کے چہرہ پر لٹکا دیا، لیکن اس نور کی ضیا باری میں کمی نہ ہوئی۔ مطلب نے کہا اے میرے بھائی کی جان تیرے نور شیدہ جمال کا یہ نور خدا کا نور ہے، پوشیدہ نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی اس کو جھٹکا سکتا ہے۔ خدا کے نزدیک تیری منزلت عظیم ہے۔ اور جس خدا نے تجھ کو یہ نور عطا فرمایا ہے وہی تجھ کو ہر خطرہ سے محفوظ رکھے گا۔ جب حضرت مطلب کے پاس پہنچے شیبہ نے کہا مجھ کو بچنے اُتار دیجئے تاکہ خدا کی قدرت کا تماشا آپ کو دکھاؤں حضرت نے اُن کو اُتار دیا۔ وہ سجدے میں پیشانی رکھ کے بولتی ہوئے کہ اے نور عظمت کے خالق اور ساتوں آسمانوں کو گردش میں لانے والے اور ہر گروہ کو روزی دینے والے میں تجھ سے بحق شفیع روز جزا سوال کرتا ہوں جس کو تو نے میرے سپرد فرمایا ہے، ہمارے دشمنوں سے ہم کو محفوظ رکھ۔ ابھی دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ یہودیوں کا گروہ ان کے نزدیک آگیا اور اُن کو گھیر لیا۔ لیکن بقدرت خدا شیبہ اور اُن کے بچا کا رعب اور خوف اُن پر غالب ہو گیا۔ تو چار پوسی اور مکہ کے ساتھ بولے کہ اے نیک کردار بزرگو ہم آپ کو کوئی تکلیف پہنچانے نہیں آتے ہیں بس یہ چاہتے ہیں کہ شیبہ کو اُن کی مال کے پاس پہنچا دیں کیونکہ وہ ہمارے شہر کی روشنی، ہمارے لئے برکت اور نعمت ہے۔ شیبہ نے کہا ہم تمہارے مکر و فریب سے بخوبی واقف ہیں۔ اب چونکہ خدا کی قدرت تم پر غالب آچکی ہے تو ایسی باتیں کرنے لگے ہو۔ یہ سنکر یہودی ناکام و نامراد ذلیل ہو کر واپس ہوتے۔ تھوڑی دیر کے بعد تمہارے لاطیہ سپردا ہمیر نے کہا شاید تم لوگوں کو نہیں معلوم کہ یہ لوگ جاوگہ ہیں انہوں نے ہم پر جادو کر دیا ہے۔ آؤ پیدل چلیں اور ان کو ختم کر دیں۔ پھر وہ تواریں کھینچ کر اُن کی طرف بڑھے مطلب نے دیکھا تو فرمایا اب تمہارا مطلب ظاہر ہوا۔ اور جہاد تمہارے ساتھ واجب ہو گیا۔ یہ کہہ کر آپ نے کمان لی اور چند تیروں سے کئی جوانوں کو واصل جہنم کیا۔ پھر سب نے اکبار کی حمد کر دیا۔ مطلب نے بھی خدا کا نام لے کر اُن سے مقابلہ کیا۔ شیبہ بارگاہ الہی میں گریہ و زاری کے ساتھ دعا کر رہے تھے کہ ناگاہ دُور سے ایک غبار پیدا ہوا اور گھوڑوں کے ہنہانے کی آواز اور اسلحوں کی جھنکار کان میں آئی۔ جب وہ لوگ نزدیک پہنچے مطلب نے دیکھا کہ سئلے اپنے والد اور بہادران اوس و خزرج کے چار ہزار افراد کے ساتھ شیبہ کو لینے آئی ہیں جب سئلے نے دیکھا کہ یہودی جناب مطلب سے مشغول جنگ ہیں لڑاکار کے کہا، کہ وائے ہو تم پر۔ یہ کیا ذلالت ہے۔ یہ سننے ہی لاطیہ بھاگا۔ سئلے نے کہا اے دشمن خدا کہاں جاتا ہے اور تلوار کی ایک ضرب سے

یہودیوں کا خلاف مطلب و شیبہ برعکس کرنا اور جناب سئلے کا مدد کو پہنچ کر ان سب کو قتل کرنا۔

اس کو دو ٹکڑے کر دیا اور اوس و خزرج کے بہادروں نے یہودیوں پر حملہ کیا اور ایک یہودی کو باقی نہ چھوڑا۔ پھر مطلب کی جانب رخ کیا۔ مطلب نے بھی تلوار کھینچ لی۔ سئلے کو اپنے فرزند شیبہ کے بارے میں خوف ہوا اور اپنے قبیلہ کو لڑائی سے روک دیا۔ اور مطلب سے پوچھا کہ آپ کون ہیں جو شیر کے بچے کو اس کی مال سے جدا کرنا چاہتے ہیں مطلب نے فرمایا میں وہ ہوں کہ چاہتا ہوں کہ اس کی عزت و منزلت پر اس کے شرف و عظمت کو اور اضافہ کروں اور تم لوگوں سے اس پر زیادہ مہربان ہوں مجھے اُمید ہے کہ خداوند عالم اس کو صاحبِ حرم اور پیشوائے اُمم قرار دے۔ میں اس کا چچا مطلب ہوں۔ یہ سنکر سئلے نے کہا مہرجا مہرجا! آپ خوب آئے۔ لیکن مجھ سے اس فرزند کے لے جانے کے لئے کیوں نہ فرمایا۔ میں نے تو اس کے باپ سے شرط کی تھی کہ اگر فرزند پیدا ہوگا تو مجھ سے جدا نہ کریں گے۔ پھر شیبہ سے کہا اے فرزند مجھے اختیار ہے اگر تو چاہے تو اپنے چچا کیساتھ جانا اور چاہے تو میرے ساتھ چل۔ شیبہ نے یہ سنکر سر جھکا لیا اور اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ عرض کی اے مادر مہربان آپ کی مخالفت سے دُرتا ہوں لیکن خانہ خدا کی عبادت ضرور چاہتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو جاؤں، ورنہ واپس چلوں۔ جناب سئلے یہ سنکر رونے لگیں اور فرمایا اے فرزند تیری خواہش مجھے منظور ہے۔ مجبوراً تیری مفارقت کا صدمہ برداشت کر دوں گی؛ لیکن مجھ کو بھول نہ جانا اور اپنی غیرت سے آگاہ کرتے رہنا۔ پھر گود میں لے کر پیار کیا اور رخصت کیا۔ پھر مطلب سے کہا اے فرزند بعد مناف جو امانت تمہارے بھائی نے مجھے سپرد کی تھی وہ میں نے تم کو سونپ دی۔ اب اس کی حفاظت کرنا تمہارے ذمہ ہے۔ جب وہ سن بلوغ کو پہنچے ایسی عورت سے اُس کا عقد کرنا جو اس کے لئے عزت و شرافت و نجابت میں اس کے مناسب ہو۔ مطلب نے کہا اے کریم بزرگوار آپ نے مجھ پر احسان کیا۔ جب تک زندہ رہا آپ کا حق نہ بھولوں گا پھر شیبہ کو لے کر مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب شیبہ کا آفتاب جمال مکہ کے دروازوں پر طالع ہوا اور آپ کے نور کی چھوٹ دہاں کے پہاڑوں پر پڑی، مکہ روشن ہو گیا جس کو دیکھ کر اہل مکہ کو حیرت ہوئی، اور وہ اپنے گھروں سے نکل کر دوڑے۔ مطلب کو دیکھا کہ ایک لڑکے کو لئے آ رہے ہیں۔ پوچھا یہ کون ہے؟ آپ نے صلحت فرمایا یہ میرا غلام ہے اسی سبب سے شیبہ کا نام عبدالمطلب ہو گیا۔ حضرت مطلب ان کو گھر لائے اور مدلول اُن کی قدر و منزلت کو پوشیدہ رکھا۔ لوگ نہیں جانتے تھے کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا ہوں گے۔ پھر قریش کے درمیان ان کی بڑی عزت ہو گئی، اور اُن کے ذریعہ ہر معاملہ میں ان کو برکت حاصل ہوتی تھی، ہر مصیبت و بلا میں ان کے سبب سے پناہ ملتی تھی۔ ہر قحط و سختی میں وہ نور جناب رسول خدا سے متصل ہوتے تھے اور خداوند عالم وہ سختیاں اُن سے دفع فرماتا تھا، اور اُس نور سے معجزات ظاہر ہوتے رہتے تھے۔

تیسری فصل

حضرت رسالتا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء و اجداد کرام کے حالات :-  
علمائے امامیہ کا اس پر اجماع ہے کہ آنحضرت کے آباء و اجداد دادی نانی وغیرہ آدم

تیسری فصل

سے لے کر آنحضرت کے والدین تک سب مسلمان تھے اور آنحضرت کا نور کسی مشرک کے صلب اور کسی مشرک کے رحم میں قرار نہیں پایا۔ آنحضرت کے اور آپ کے باپ دادا اور ماؤں کے نسب میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہے۔ اور خاصہ و عامہ کے طریقہ سے متواتر حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں بلکہ احادیث متواترہ سے ظاہر ہے کہ آنحضرت کے آباد اجداد سب کے سب انبیاء و اوصیاء اور عادلان دین خدا رہے ہیں۔ اور فرزند ان اسمعیلؑ جو آنحضرت کے اجداد تھے وہ سب حضرت ابراہیمؑ کے اوصیاء تھے۔ ہمیشہ مکہ کی بادشاہی، خانہ کعبہ کی پردہ پوشی اور اس کی تعمیر وغیرہ کی خدمت انہی لوگوں سے متعلق رہی ہے۔ وہ لوگ مزین انام رہے ہیں۔ قوم ابراہیمؑ انہی میں سے تھی۔ شریعت موسیٰؑ و عیسیٰ علیہما السلام اور شریعت ابراہیمؑ فرزند ان اسمعیلؑ کے لئے منسوخ نہیں ہوئی تھی۔ وہ لوگ شریعت کے محافظ تھے اور ایک دوسرے کو وصیت کرتے اور آثار انبیاء سپرد کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح یہ سلسلہ عبدالمطلب تک پہنچا۔ جناب عبدالمطلب نے ابوطالب کو اپنا وصی قرار دیا۔ اور ابوطالب نے بہت سی کتابیں آثار انبیاء اور ان کے تیرکات آنحضرت کی بعثت کے بعد ان کو سپرد فرمایا۔

حضرت عبدالمطلب کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ حضرت جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قیامت کے روز وہ ایک اُمت کے مانند تنہا محشور ہوں گے۔ کیونکہ وہ اپنی قوم میں تنہا (موجود) تھے۔ ان سے پیغمبروں کی علامت اور بادشاہوں کی ہیبت ظاہر ہوگی۔ اور دوسری معتبر و صحیح حدیث میں فرمایا کہ عبدالمطلب پہلے شخص ہیں جو بداء کے قائل ہوئے۔ وہ قیامت میں بادشاہوں کے حسن اور پیغمبر کی علامت سے محشور ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ عبدالمطلب نے ایک روز جناب رسول خدا کو اپنے اوتلوں کے پیچھے روانہ کیا۔ ان کو واپس آنے میں دیر ہوئی تو بنیاب ہو گئے اور ان کی تلاش میں آدمی بھیجے، اور کعبہ کی زنجیروں کو پکڑ کر خدا کی بارگاہ میں گریہ و زاری شروع کی کہ اے پالنے والے اپنے ماننے والوں کو جن کے متعلق تو نے وعدہ کیا ہے کہ ان کو تمام ادیان پر غالب کرے گا کیا ہلاک کر دے گا۔ اگر ایسا کرے گا تو پھر دوسرا امر اس کے بارے میں تیری مشیت میں واقع ہوا ہے۔ حضرت واپس آتے تو دیکھتے ہی حضرت کو گود میں لے کر ماریا کیا۔ اور فرمایا اے فرزند آئندہ تجھ کو کسی کام کے لئے کبھی نہ بھیجوں گا۔ ڈرتا ہوں کہ دشمن تجھ کو کہیں ہلاک نہ کر دیں۔

انہی حضرت سے دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت سرور عالم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ حضرت عبدالمطلب نے جاہلیت کے زمانہ میں پانچ سنہیں مقرر کیں جن کو خدا نے اسلام میں جاری و قائم رکھا۔ اول یہ کہ سوتیلی ماؤں کو لڑکوں پر حرام قرار دیا جس کے بارے میں خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ لَا تَجْعَلُوا مَنَاسِكُہُمْ اَبَادًا وَكُفُّوا مِّنَ الشَّيْءِ الَّذِیْ فُتِنَ بِہٖ سَورۃ النسا۔ (پھر ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے آباد اجداد نے نکاح کیا ہو) دوسرے یہ کہ انہوں نے خزانہ پایا تو اس میں سے پانچواں حصہ راہ خدا میں دے دیا جس کے متعلق خدا فرماتا ہے وَاعْلَمُوا أَنَّمَا

آنحضرت کے والدین و آباد اجداد سب کا مسلمان ہونا

جناب عبدالمطلب کے فضائل اور آنحضرت سے آپ کی والدہ عجلت

عَصَمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلّٰہِ خُمُسَهُ رِبَا، سورة انفال آیت ۱۳) زیاد رکھو کہ جب تمہیں مالی غنیمت حاصل ہو تو اس میں سے پانچواں حصہ خدا کے لئے صرف کرو) تیسرے یہ کہ جب چاہہاں زمزم کو گھودا تو اس کو حاجیوں کا ستایہ قرار دیا۔ تو خدا نے فرمایا اَجْعَلْنٰکُمْ سِقَیۃً اَلْحَیۃِ (آیت، سورہ توبہ، ۱۱۰)۔ چہارم یہ کہ آدمی کے مار ڈالنے کا خون نہا سنا اونٹ مقرر کیا۔ پانچویں یہ کہ قریش میں طواف کی کوئی تعداد مقرر نہ تھی، آپ نے سات مرتبہ طواف کرنا مقرر فرمایا۔ پھر فرمایا کہ عبدالمطلب نے نہ کبھی بڑا کھیلا، نہ بتوں کی پرستش کی، نہ ان جانوروں کو کھایا جو بتوں کے لئے کاٹے گئے تھے۔ اور فرمایا کہ تے تھے کہ میں اپنے پیدا ابراہیمؑ کے دین پر قائم ہوں۔

دوسری حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جبریلؑ جناب رسول خدا پر نازل ہوئے اور کہا خَلَقَ عَالَمَ آبٍ کُوسَلَامٍ کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے اُس پر آتش و فرخ کو حرام کر دیا جس کی صلب سے تم پیدا ہوئے اور جس کے شکم میں تم رہے یعنی عبد اللہ و آمنہ پر اور حرام کیا ہے اُس پر جس نے تمہاری کفالت و محافظت کی ہے یعنی ابوطالب پر۔

حدیث معتبر میں حضرت امیر المؤمنینؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ واللہ نہ میرے باپ نے بتوں کی پرستش کی، نہ میرے دادا عبدالمطلب نے نہ میرے جد بزرگ جناب ہاشمؑ نے۔ نہ عبد مناف نے۔ بلکہ وہ لوگ کعبہ کی جانب رخ کر کے نماز پڑھتے تھے، اور دین ابراہیمؑ پر قائم تھے اور آنحضرت کے دین سے متمسک رہے۔

دوسری روایت میں ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ کسی کے واسطے کعبہ مظہر کے سامنے مسند نہیں بچھائی گئی سوائے عبدالمطلب کے۔ ان کی مسند پر ان کے احترام و اکرام کے سبب سے کوئی شخص نہیں بیٹھتا تھا۔ لیکن جب سرور عالم تشریف لاتے تھے اور ان کی مسند پر بیٹھنا چاہتے اور ان کے چچا وغیرہ ان کو روکنا چاہتے تو عبدالمطلب فرماتے کہ چھوڑو میرے فرزند کو کہ اس کی شان بزرگ ہے۔ وہ غنیمت تمہارا سید و سرور ہوگا۔ میں اس کی پیشانی سے بزرگی و سرداری کا نور شاہد کرتا ہوں۔ وہ تمام خلق کا پیشوا ہوگا۔ پھر ان کو گود میں لیتے اور ان کی پشت پر ہاتھ پھیرتے اور بار بار پیار کرتے۔ اور فرماتے کہ میں نے کبھی اس کے رخسار سے نرم و پاکیزہ تراور اس کے جسم سے بہتر نہیں دیکھا۔ چونکہ عبد اللہؑ و ابوطالبؑ حقیقی بھائی تھے اس لئے ابوطالب سے فرمایا کرتے کہ اس فرزند کی عزت و شان بہت بلند ہے لہذا اس کی حفاظت کرنا، کیونکہ وہ بے مال باپ کا تنہا اور کھلا ہے اس پر مثل مال کے مہربان رہنا تاکہ کوئی تکلیف اور صدمہ اس کو نہ پہنچے۔ پھر اس کو اپنے کاندھے پر سوار کر کے سات مرتبہ کعبہ کا طواف کرتے تھے جب آنحضرت چھ سال کے ہوتے ایک ماں گرامی آمنہؑ نے ابوا میں جو مکہ و مدینہ کے درمیان ایک منزل ہے انتقال فرمایا جبکہ آنحضرت کو ان کے خالو کوئل کے پاس جو بنی عدی سے تھے لے گئے۔ جب آنحضرت باپ مال دونوں کی طرف سے یتیم ہو گئے تو حضرت عبدالمطلبؑ کی شفقت و مہربانی آنحضرت پر زیادہ بڑھ گئی۔ جب ان کی

عہ عرب غلاموں کو کہتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں بھی آیت سورہ نور میں خداوند عالم کا ارشاد ہے اَوْ یَبْتَیۡکُمۡ اَخُوۡا لَکُمۡ اَلۡحَمۡلُ لَیۡسَ لَہُمۡ اِلَٰہٌ اِلَّا اللّٰہُ فَاَنۡذَرُکُمۡ لَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ (پھر تمہارے بھائیوں کو بتاؤ کہ ان کے لئے کوئی اور خدا نہیں ہے سوائے اللہ کے لہذا تمہیں ان کے لئے عذاب عظیم کا ڈر ہے)۔



وفات کا وقت آیا تو حضرت سرور کائنات کو سینہ پر بٹھایا، ان کو پیار کرتے اور روتے تھے۔ پھر ابوطالب کی جانب رخ کر کے بولے اس لیگانہ روزگار کی حفاظت و نگہبانی کرنا جس نے باپ کی خوشبو نہیں سونگھی ہے نہ ماں کی شفقت کا لطف اٹھایا ہے۔ اس کو اپنے جگر کا ٹکڑا سمجھنا میں نے اپنے فرزندوں میں اس کی حفاظت کے لئے تم کو منتخب کیا ہے۔ اس سبب سے کہ اس کا باپ اور تم ایک باپ ماں سے ہو۔ اے ابوطالب اگر تمہارے سامنے اس کی جلالت و عظمت کا ظہور ہو جس کو میں خوب جانتا ہوں، تو جہاں تک ممکن ہو اس کی پیروی کرنا اور اپنے ہاتھ و زبان اور مال سے اس کی مدد کرنا۔ خدا کی قسم وہ بہت جلد تمہارا سردار ہوگا اور اس کو بادشاہی و عظمت حاصل ہوگی کہ ویسی رفعت و منزلت ہمارے باپ داداؤں میں سے کسی کو میسر نہیں ہوتی ہے۔ اے فرزند کیا تم نے میری وصیت قبول کی؟ ابوطالب نے کہا ہاں قبول و منظور کیا، اور میں نے خدا کو اپنے اس عہد پر گواہ کیا۔ یہ سبکہ عبدالمطلب نے ابوطالب کے ہاتھ پکڑ کر اقرار و پیمان کو مضبوط کیا اور کہا اب موت مجھ پر آسان ہوئی اور بار بار آنحضرت کو پیار کرتے رہے۔ اور کہتے جلتے تھے کہ میں نے ایسی پاکیزہ خوشبو اپنے فرزندوں میں سے کسی کی نہیں پائی۔ کاش میں تمہارے زمانہ (نبوت و رسالت) تک زندہ رہتا۔ یہ کہتے ہوئے آپ کی روح مقدس ملاء اعلیٰ کی جانب پرواز کر گئی۔ اُس وقت حضرت رسول خدا آٹھ سال کے تھے۔ پھر ابوطالب نے آپ کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھا، اور رات و دن میں کسی وقت ان سے جدا نہ ہوتے تھے۔ اور کسی کا اعتبار نہ کرتے تھے۔ حضرت کو اپنے پاس سلاتے تھے۔

بسنہ صحیح حضرت صادق سے منقول ہے کہ کعبہ کے نزدیک حضرت عبدالمطلب کے واسطے مسند بچھائی جاتی تھی آپ کے سوا اور کسی کے لئے نہیں بچھائی جاتی تھی۔ آپ کے لڑکے آپ کے سر ہانے کھڑے ہوتے تھے اور کسی کو آپ کے پاس نہ جانے دیتے۔ جب حضرت رسول خدا چلنے لگے تو ایک روز آئے اور حضرت عبدالمطلب کے دامن پر بیٹھ گئے۔ آپ کے فرزند نے چاہا کہ ان کو الگ کر دیں۔ عبدالمطلب نے کہا چھوڑ دو میرے بچے کو کیونکہ عنقریب اُس کو بادشاہی حاصل ہوگی یا فرشتہ اُس پر نازل ہوگا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر کہا ایک شخص کے ذمہ میرا کچھ مال ہے اور مجھے خوف ہے کہ وہ میرے ہاتھ نہ آئے گا۔ حضرت صادق نے فرمایا کہ جب مکہ میں تو پہنچے ایک طواف اور دو رکعت نماز حضرت عبدالمطلب کی نیابت میں ادا کرنا، اور ایک طواف اور دو رکعت حضرت ابوطالب کے لئے ادا کرنا، اسی طرح حضرت آمنہؓ اور فاطمہؓ بنت اسد مادرِ امیر المومنین کے لئے بجالانا۔ وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا، اور اُسی روز میرا مال مجھے حاصل ہو گیا۔

**یوحیٰ فصل** اصحابِ فیل کا تذکرہ :- حضرت رسول خدا کے نور کے معجزات میں سے ایک معجزہ اصحابِ فیل کا بھی ہے جو حضرت عبدالمطلب کے زمانہ میں ظاہر ہوا جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب بادشاہ حبشہ اُبرہہ بن الصبار نے خانہ کعبہ پر بار بار گرنے

ایک دفعہ آنحضرت کو حضرت ابوطالب کے گھر پر لایا

حضرت عبدالمطلب نے ابوطالب کے ہاتھ پر طواف کیا اور حضرت امیر المومنین کے لئے طواف کیا

کا ارادہ کیا اور مکہ معظمہ کے نواح میں پہنچا، تو اہل مکہ کے مال کوٹ لائے۔ جن میں حضرت عبدالمطلب کے اُونٹ بھی تھے۔ حضرت عبدالمطلب بادشاہ کے پاس گئے اور اجازت لے کر اُس کے دربار میں پہنچے۔ اس وقت اُبرہہ ایک ریشمی خیمہ میں تخت پر بیٹھا تھا۔ حضرت نے اُبرہہ کو سلام کیا اُس نے سلام کا جواب دیا۔ اور حضرت عبدالمطلب کے نور و جلال اور حسن و جمال اور ہیبت و وقار کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔ پوچھا کہ آپ کے آباؤ اجداد میں بھی یہ نور تھا؟ فرمایا ہاں۔ اُبرہہ نے کہا کہ آپ لوگ اس فخر و شرف کے سبب پھر تو تمام خلق پر فائق ہیں اور آپ کو اپنی قوم کا مٹرار و بزرگ ہونا ہی چاہیئے۔ پھر آنحضرت کو اپنے تخت پر بٹھایا۔ بادشاہ کا ایک سفید مانتھی بہت بڑا تھا جس کے دونوں دانت مختلف جواہرات سے مرصع کئے گئے تھے۔ بادشاہ اُس ہاتھی کے سبب دوسرے بادشاہوں پر فخر کیا کرتا تھا۔ اُس نے اُس ہاتھی کو دربار میں لانے کا حکم دیا تو اُس کو خوب آراستہ کر کے دربار میں لاتے جب وہ حضرت عبدالمطلب کے قریب پہنچا تو حضرت کے لئے سیوہ کیا حالانکہ اُس نے اپنے بادشاہ کو کبھی سجدہ نہیں کیا تھا۔ پھر بقدرت الہی اور نور حضرت رسالت پناہ کے اعجاز سے فصیح عربی زبان میں حضرت عبدالمطلب کو سلام کیا اور کہا اے نور بہترین خلایق اور اے صاحب خانہ کعبہ و زمزم اور جد بہترین پیغمبران، آپ پر سلام ہو اور اُس نور پر جو آپ کے صلب میں ہے۔ اے عبدالمطلب عزت و شرف آپ کے لئے ہے آپ ہرگز ذلیل و مغلوب نہیں ہو سکتے۔ اُبرہہ نے جو یہ عجیب کیفیت دیکھی تو ڈرنا۔ اور سمجھا کہ یہ جادو ہے اور ہاتھی کو واپس کر دیا۔ پھر حضرت عبدالمطلب سے پوچھا آپ کس غرض سے تشریف لاتے ہیں میں نے آپ کی سخاوت و شرف کا شہرہ سنا ہے اور اب آپ کے جمال و جلال اور عظمت و ہیبت کا مشاہدہ کر لیا آپ کی جو حاجت ہو میں اُس کے روا کرنے کو تیار ہوں لہذا آپ کی جو خواہش ہو بیان فرمائیئے اُس نے سمجھا تھا کہ خانہ کعبہ کے خراب و برباد کرنے سے منع کریں گے۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا کہ تیرے سپاہی میرے اُونٹ ہنکا لاتے ہیں وہ مجھے واپس دلا دے۔ اُبرہہ کو یہ شکر غصہ آ گیا وہ بولا کہ آپ کی قدر و منزلت میری نگاہوں سے گر گئی۔ میں تو آپ کے خانہ شرف و منزلت کو برباد کرنے آیا ہوں اور آپ کی قوم کو فنا کرنا چاہتا ہوں جو اس گھر کے سبب سے تمام عالم پر فخر کرتے ہیں اور ہر ایک سے ممتاز ہو رہے ہیں۔ اور وہ گھر وہ ہے جس کے حج کے لئے اطراف عالم سے لوگ آتے ہیں۔ آپ اُس کے بارے میں کچھ نہیں کہتے، اور اپنے اُونٹ مجھ سے واپس مانگتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا میں اُس گھر کا مالک نہیں ہوں میں اپنے اُونٹوں کا مالک ہوں میں اپنے مال کے بارے میں تجھ سے کہنے آیا ہوں۔ اس گھر کا مالک ہر ایک سے زیادہ قوت والا اور بلند ہے۔ وہ خود اپنے مکان کی حفاظت و حمایت کرنے کا دوسروں سے زیادہ حق دار ہے۔ یہ سبکہ اُبرہہ نے حضرت عبدالمطلب کے اُونٹ ان کو واپس دے دینے وہ ان کو لے کر مکہ واپس آئے پھر اُبرہہ لشکرِ جرار اور بلند ہاتھیوں کے ساتھ حرم خدا کی بربادی کی جانب متوجہ ہوا جب کعبہ کے

ایک دفعہ آنحضرت کو حضرت ابوطالب کے گھر پر لایا



قریب پہنچا ہاتھی اس میں داخل ہونے سے رُک گیا اور زمین پر لیٹ گیا۔ جب اُس کو چھوڑ دیتے تھے تو وہ واپس ہو جاتا جب اُس پر بھر و سختی کرتے تو زمین پر لیٹ جاتا تھا۔ حضرت عبدالمطلب نے غلاموں سے فرمایا کہ میرے فرزند کو بلا لاؤ۔ وہ عباس کو لے آئے۔ فرمایا اس کو نہیں میرے فرزند کو لاؤ۔ وہ ایک ایک لڑکے کو بلاتے رہے اور عبدالمطلب فرماتے رہے کہ اس کو نہیں میرے فرزند کو بلاؤ، یہاں تک کہ حضرت عبداللہ جناب رسول خدا کے والد کو حاضر کیا۔ عبدالمطلب نے اُن سے فرمایا کہ ابوقیس پہاڑ پر چڑھ کر دریا کے چاروں طرف دیکھو۔ اس طرف سے جو کچھ آتا ہوا دکھائی دے مجھے اگر بتاؤ۔ حضرت عبداللہ کو ابوقیس پر گئے۔ دیکھا کہ ابیل پرندے سیل دریا اور شب تار کے مانند چلے آ رہے ہیں۔ پھر وہ ابوقیس پر بیٹھے۔ پھر وہاں سے اُسے اور سات ہزار خانہ کعبہ کا طواف کیا، اور سات مرتبہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ یہ دیکھ کر حضرت عبداللہ ڈٹے ہوئے حضرت عبدالمطلب کے پاس آئے اور جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا اے فرزند دیکھو کہ وہ پرندے اس کے بعد کیا کرتے ہیں۔ پھر عبداللہ نے دیکھ کر بیان کیا کہ اب وہ حبشہ کے لشکر کی جانب روانہ ہوئے اُس وقت حضرت عبدالمطلب نے اہل مکہ سے فرمایا کہ اُن کے لشکر کی طرف جاؤ اور اپنے جھنڈ کا مال غنیمت لے آؤ۔ جب اہل مکہ وہاں پہنچے دیکھا کہ وہ سب سڑی ہوئی لکڑی کے مانند مڑے ہوئے ہیں۔ ان طائروں میں سے ہر ایک اپنی چونچ اور دونوں پنجوں میں ایک ایک پتھر لئے ہوئے ہیں اور ہر پتھر سے ایک ایک سیاہی کو مار ڈالتے ہیں۔ جب ان سب کو ہلاک کر چکے تو وہ پرندے واپس چلے گئے اس سے پہلے کسی نے ایسے طائر نہیں دیکھے تھے اور نہ بعد میں دیکھے۔ جب وہ سب ہلاک ہو چکے، عبدالمطلب خانہ کعبہ میں آئے اور اُس کے پردہ کو پکڑ کر چند اشعار پڑھے جن کے مضامین اس نعمت عظمیٰ کے شکر و حمد پر مشتمل تھے، اور واپس آئے۔ پھر چند اشعار پڑھے جو قریش کے خانہ کعبہ چھوڑ دینے کی ملامت، اور اپنی تنہائی کے اظہار اور اس بلا پر صبر کرنے اور خدا پر توکل جھوس کرنے پر مشتمل تھے۔

بسنہ صحیح ابھی حضرت سے منقول ہے کہ جب لشکر بادشاہ حبشہ جو خانہ کعبہ کو تباہ کرنے آیا تھا حضرت عبدالمطلب کے اونٹوں کو لے گیا تو آپ اس کے پاس گئے اور اجازت طلب کی بادشاہ نے پوچھا کس کام کے لئے آئے ہیں، معلوم ہوا کہ اپنے اونٹوں کی واپسی کے لئے کہنے آئے ہیں۔ بادشاہ نے کہا میرا پتی قوم کا بزرگ دسوار ہے اور میں اُن کی عبادت گاہ کو برباد کرنے کے لئے آیا ہوں۔ لیکن اُس کے بائے میں کچھ سفارش نہیں کرتے، صرف اپنے اونٹوں کی سفارش کے لئے آئے ہیں۔ اگر وہ مجھ سے سفارش کرتے کہ خانہ کعبہ کو تباہ نہ کروں تو میں یہ بھی منظور کر لیتا۔ پھر حکم دیا کہ ان کے اونٹ واپس دے دیتے جاؤ۔ عبدالمطلب نے وہی جواب دیا جو ذکر ہو چکا۔ پھر عبدالمطلب واپسی کے وقت اُن کے گڑے ہاتھی کے پاس سے گزرے جس کا نام محمود تھا۔ فرمایا اے محمود! اُس نے جواب میں سر ہلایا پھر اُس سے فرمایا کہ تو مجھانتا ہے کہ تجھ کو کس غرض سے لاتے ہیں اس نے اُدھر سر کو اٹھا کر حرکت ہی کی نہیں۔ فرمایا

یابیل کا بزرگ ہر کی چونچ پر حملہ اور اس کی بربادی

تجھ کو اس لئے لاتے ہیں کہ تو اپنے پروردگار کے گھر کو ضائع و برباد کرے؛ کیا تو ایسا کرے گا؟ ہاتھی نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں۔ وہاں سے عبدالمطلب اپنے گھر واپس آئے۔ دوسرے روز وہ لشکر صبح کو روانہ ہوا تاکہ حرم میں داخل ہو۔ وہ ہاتھی ماریع ہوا۔ اس وقت عبدالمطلب نے اپنے کسی غلام سے کہا کہ پہاڑ کے اوپر جا کر دیکھئے، جو نظر آئے اگر بیان کرے۔ وہ دیکھ کر آیا اور بیان کیا کہ دریا کی طرف سے ایک سیاہی آ رہی ہے جب وہ سیاہی نزدیک آئی تو اُس نے دیکھا کہ بے شمار پرندے ہیں ہر ایک کی چونچ میں ایک لکڑی ہے انگلیوں کے سرے کے برابر جو ایک دوسرے پر رکھنے سے ملتے ہیں یا اس سے بھی چھوٹی عبدالمطلب نے فرمایا بخدا یہ اُن لشکر والوں کو ہلاک کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہ پرندے اُن کے سروں پر پہنچے اور لکڑیاں گمراہ شدہ کیں۔ وہ لکڑی جس کے سر پر گرتی اُس کو ٹوڑتی ہوئی، جسم کو چاک کرتی ہوئی پیر کے تلوے سے نکل جاتی اور اس کو مار ڈالتی۔ اُن میں سے سوائے ایک شخص کے کوئی نہ بچا جو بھاگ کر اپنی قوم کے پاس پہنچا اور حالات بیان کئے۔ جب وہ بیان کر رہا تھا دیکھا کہ ابھی میں سے ایک چڑیا اس کے سر پر منڈلا رہی ہے۔ اُس نے کہا وہ طائر ایسے ہی تھے۔ اسی وقت اس نے اس کے سر پر لکڑی پھینکی، اور وہ بھی ہلاک ہو گیا۔

دوسری معتبر حدیث میں ابھی حضرت سے منقول ہے کہ جب حضرت عبدالمطلب مجلس اُمرہ میں داخل ہوئے تو اُمرہ تخت سے اُن کی تعظیم کے لئے خم ہو کر اُن کی طرف بڑھا۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ وہ چڑیاں چمکا ڈرے مانند تھیں؛ اور دوسری روایت کے مطابق اُن کے سر درندوں کے سروں کی طرح تھے اور اُن کی چونچیں چڑیوں کی چونچ کی طرح تھیں۔ ماحقوں کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا کہ وہ صرف ایک ہاتھی تھا جس کو محمود کہتے تھے بعض آٹھ ہاتھی بیان کرتے ہیں اور بعض بارہ۔

اُمرہ کے ارادہ تباہی کعبہ کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اُس نے کعبہ کے تباہ پر یمن میں ایک عبادت خانہ تیار کیا تھا اور لوگوں کو تاکید کرتا تھا کہ اُس گھر کا کاج اور اُس کے گرد طواف کیا کریں ایک مرتبہ قریش کا ایک شخص رات اُس عبادت خانہ میں ٹھہر گیا اور باخانہ کے اس کے در و دیوار پر مل دیا، اور بھاگ گیا۔ اس سبب سے وہ ملعون غضبناک ہوا اور قسم کھانی کہ کعبہ کو خراب و برباد کر دیکھا اور صاحب کتاب انوار نے روایت کی ہے کہ اہل مکہ میں سے کچھ لوگ تجارت کی غرض سے حبشہ گئے تھے اور نصاریٰ کے ایک گرجے میں ٹھہرے۔ وہاں کھانا پکانے کے لئے ان لوگوں نے آگ روشن کی اور یونہی اسکو جلتا ہوا چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ ہوا پھیلی اور اُس آگ نے عبادت خانہ کی ہر چیز جلا کر رکھ کر دی۔ جب نصاریٰ اُس عبادت خانہ میں آئے اور اس کو جلا ہوا دیکھا تو پوچھا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ تاجر ان مکہ کا ایک گروہ آیا تھا انہوں نے جلا دیا ہے۔ یہ خبر بادشاہ حبشہ کو پہنچی گئی، وہ بہت غضبناک ہوا اور اپنے وزیر اُمرہ بنی الصباح کو چار ہزار ماحقوں اور ایک لاکھ جنگی جوانوں کے ساتھ بھیجا اور کہا جا کر کعبہ کو برباد و ضائع کر دو، اور اس کے پتھر دریائے حذہ میں پھینک دو، اُن کے مردوں کو قتل

یابیل کے لشکر کا بزرگ ہر کی چونچ پر حملہ اور اس کی بربادی

کرد، اُن کے فرزندوں اور مالوں کو لوٹ لو، اُن میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑو۔ اُپر ہر اس ارادہ سے مکر کی جانب روانہ ہوا اور اسود بن مقصود کو ہراول لشکر قرار دے کر بیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ پہلے روانہ کیا۔ اور تاکید کر دی کہ ان کے راہگیروں میں سے مردوں اور عورتوں کسی کو قتل نہ کرنا جب تک میں نہ آ جاؤں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ اُن پر وہ عذاب کروں کہ دنیا میں کسی پر ایسا عذاب نہ کیا گیا ہوگا۔ جب وہ لوگ مکہ میں پہنچے اور مکہ والوں نے سنا، تو اپنے عزیزوں اور اولاد اور مال سب اکٹھا کر کے بھاگ جانے کا ارادہ کیا۔ عبدالمطلب نے ان کو نصیحت کی کہ یہ تمہارے لئے ننگ کی بات ہے کہ کعبہ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ ان لوگوں نے کہا ہم کو ان سے مقابلہ کی تاب نہیں۔ اگر وہ لوگ ہم پر غالب ہوں گے تو ہر ایک کو مار ڈالیں گے۔ عبدالمطلب نے کہا پروردگار کعبہ اپنے مکان پر ان کو غالب نہ ہونے دے گا۔ اگر تم بھی اس گھر کی جانب پناہ اختیار کرو گے، وہ تم پر بھی غالب نہ ہونے پائیں گے۔ لیکن اُن کی نصیحت اُن لوگوں نے قبول نہ کی اور کعبہ سے دُور چلے گئے۔ بعض پہاڑوں پر، بعض دروں میں پناہ گزین ہوئے، بعض دریا میں کشتی پر جا بیٹھے۔ عبدالمطلب نے کہا مجھے تو خدا سے شرم آتی ہے کہ اُس کے گھر سے جدا ہوں؛ میں تو اپنی جگہ سے حرکت نہ کروں گا یہاں تک کہ خدا میرے اور اُن کے درمیان فیصلہ کرے۔ الغرض اسود واپس جا کر پھرا، اُس کے پیچھے اُپر ہر پہلے عظیم اور لشکر گراں کے ساتھ جا پہنچا اور مکہ کی جانب رخ کیا اور اہل مکہ کے تمام چار پائیوں کو لوٹ لیا۔ اس کے آدمی عبدالمطلب کے بھی اتنی سرخ چشم اُونٹ بھگائے گئے۔ جب اس کی خبر عبدالمطلب کو معلوم ہوئی فرمایا الحمد للہ وہ مال خدا تھا، اس کے اہل خانہ اور اس کے حبیروں کی ضیافت کے لئے میں نے ہتیا کیا تھا۔ اگر واپس بھیجے گا تو اس کا شکر کروں گا، نہیں بھیجے گا تب بھی شکر کروں گا۔ پھر عبدالمطلب نے اپنے کپڑے پہنے اور لوی بن غالب کی چادر دوش پر رکھی بار بار اُٹھ خلیل کا کمر بند کمر میں باندھا، اور کمان حضرت اسمعیل کا ندھ پر لٹکانی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اُپر ہر کے پاس چلے۔ اُن کے اعزاء ہمراہ ان کے پاس آکر کہنے لگے کہ ہم آپ کو اس ظالم کے پاس نہ جانے دیں گے جو حرمتِ خانہ خدا و حرم خدا نہیں جانتا۔ عبدالمطلب نے فرمایا میں خدا کی قدرت او اُس کے لطف و کرم کو جس قدر جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ مجھے جانے دو انشاء اللہ بہت جلد تمہارے پاس واپس آتا ہوں۔ غرض حضرت روانہ ہوئے۔ جب لشکر کے سپاہیوں نے حضرت کو دیکھا، آپ کے حسن و تجلے سے تعجب ہوئے اور آپ کی ہیبت سے لرزے لگے۔ اور حضرت کے پاس آکر کہنے لگے کہ آپ اُس جبار کے پاس نہ جائیے۔ اُس نے قسم کھائی ہے کہ اہل مکہ میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑے گا۔ ہم کو آپ پر رحم آتا ہے کہ اس حسن و جمال کے باوجود اُس کی تلوار سے قتل ہو جائیں گے حضرت نے فرمایا تم مجھے اُس کے پاس لے چلو اور نصیحت کرنا چھوڑو۔ لوگوں نے اُپر ہر کو آپ کے لئے کی اطلاع دی او آپ کی شجاعت و جرات کا تذکرہ کیا۔ اُس نے ملازموں کو حکم دیا، سب تلواریں کھینچ کر کھڑے ہو گئے۔ اس نے سب سے بڑے ہاتھی کو دربار میں طلب کر لیا اور اپنے سر پر تاج رکھا۔ پھر حضرت عبدالمطلب کو بلایا اس ہاتھی کو مذموم کہتے تھے۔ اُس کے سر پر لوہے کی دو شاخیں بنا رکھی تھیں کہ اگر اُن سے

سپاہیوں پر مارتا، تو توڑ کر پھینک دیتا تھا۔ اُس کی سوند پر دو تلواریں باندھی گئی تھیں اور اس کو جنگ کی تعلیم دی گئی تھی۔ اُس نے حکم دے دیا تھا کہ جب عبدالمطلب مجلس میں آئیں تو اس ہاتھی سے اُن پر حملہ کر دینا۔ غرض عبدالمطلب اس کے دربار میں داخل ہوتے تو تمام حاضرین پر عظیم دہشت طاری ہوتی۔ جب ہاتھی کو اُن پر حملہ کے لئے لٹکا را تو وہ حضرت عبدالمطلب کے قریب آکر سر زمین پر گر گئے لگا، اور اُن کے لئے ذلیل و مطیع ہو گیا۔ اُپر ہر کو یہ حال دیکھ کر بہت حیرت ہوئی اور دہشت سے کانپنے لگا اور حضرت کی بہت زیادہ تعظیم و تکریم کی اور اپنے پہلو میں جگہ دی۔ اور پوچھا آپ کا کیا نام ہے آپ زیادہ حسین اور پاکیزہ صورت کوئی میری نظر سے نہیں گزرا۔ آپ کی جو حاجت ہو پوری کروں گا۔ اگر آپ کہیں تو واپس چلا جاؤں۔ عبدالمطلب نے فرمایا مجھے ان باتوں سے غرض نہیں تیرے سپاہی میرے چند اُونٹ ہٹا لائے ہیں جن کو میں خدا کے گھر کے حاجیوں کی ضیافت کے لئے ہتیا کیا تھا۔ حکم دے کہ وہ مجھے واپس دے دیں۔ اُپر ہر نے کہا اُونٹ دے دیتے جائیں۔ پھر پوچھا اور کوئی حاجت ہے، فرمایا نہیں۔ اُس نے پوچھا کہ کیوں اپنے شہر والوں کی سفارش آپ نے نہ کی۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ کعبہ کو خراب کروں گا اور تمہارے مردوں کو قتل کروں گا۔ لیکن آپ کی منزلت چونکہ میں نے بہت بلند پائی اگر آپ اُن لوگوں کی شفاعت کرتے تو میں قبول کرتا۔ عبدالمطلب نے فرمایا مجھے اس سے واسطہ نہیں کیونکہ اس گھر کا ایک مالک ہے جس کو میری سفارش کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر وہ چاہے گا تو اپنے گھر سے دفع ضرر کر سکتا ہے۔ اُپر ہر نے کہا ابھی تمہارے پیچھے لشکر و فیل کے ساتھ آتا ہوں اور کعبہ اور اس کے گرد و نواح سب کو تباہ و برباد کر دوں گا، اور وہاں کے رہنے والوں کو قتل کر ڈالوں گا۔ عبدالمطلب نے فرمایا اگر تجھ سے ممکن ہو، کر۔ پھر مکہ کی جانب واپس آگئے۔ جب بڑے ہاتھی کے پاس پہنچے، اُس نے آپ کے لئے سجدہ کیا۔ اُپر ہر کے وزیروں اور مصاحبوں نے اُپر ہر کو ملامت کی کہ کیوں عبدالمطلب کو زندہ چھوڑ دیا۔ اُس نے کہا مجھ کو ملامت مت کرو۔ کیونکہ جب میری نگاہ اُن کے چہرہ پر پڑی انتہائی ہیبت میرے دل پر طاری ہوئی۔ کیا تم لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ہاتھی نے ان کو سجدہ کیا۔ اب اس کے بارے میں کہو جس کا میں نے ارادہ کیا ہے کیا مصلحت سمجھتے ہو۔ اُن لوگوں نے کہا بادشاہ نے جو کچھ حکم دیا ہے اس پر ضرور عمل کرنا چاہیے۔ غرض لشکر مکہ کی بربادی کا ارادہ کر کے روانہ ہوا۔ جب حضرت عبدالمطلب مکہ پہنچے اپنی قوم سے کہا ابو قیس پر جا کر دیکھیں۔ اور خود کعبہ سے لپٹ کر نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے خدا کی بارگاہ میں تضرع و زاری کے ساتھ عرض کی کہ خداوند! وہ گھرتیرا گھر ہے اور ہم سب تیرے عیال اور تیرے حرم کے رہنے والے ہیں۔ ہر ایک اپنے گھر اور گھر والوں کی حمایت کرتا ہے۔ اور اسی طرح کے کلمات عرض کرتے تھے۔ ناگاہ ایک ہاتھ کی آواز سنی کہ تمہاری دُعا نور محمدی کی برکت سے جو تمہاری بیہن میں ہے، قبول ہوئی۔ یہ سنکر حضرت نے اپنی قوم سے کہا کہ تم کو خوشخبری ہو کہ میں نے اپنی پیشانی کے نور کو دیکھا کہ وہ بلند ہوا اور اُس کی برکت سے تم نے نجات پائی۔ اسی اثنا میں لوگوں نے لشکرِ مخالف سے غبار بلند ہوتے ہوئے دیکھا۔ جب غبار برطرف ہوا،

اُپر ہر نے فرمایا کہ اُن لوگوں کی ضیافت کے لئے میں نے ہتیا کیا تھا۔ اگر واپس بھیجے گا تو اس کا شکر کروں گا، نہیں بھیجے گا تب بھی شکر کروں گا۔

ہاتھیوں کو دیکھا کہ سر سے پیر تک لوہے میں چھپے ہوئے ہیں اور پہاڑوں کی طرح اپنے لشکر کے سامنے کھڑے ہیں۔ اور ہر چند فیلبان ان پر جبر و سختی کرتے ہیں، لیکن وہ اپنے قدم کعبہ کی طرف نہیں بڑھاتے۔ جب ان کا رخ پھر دیتے ہیں تو بہت تیزی کے ساتھ بھاگتے ہیں۔ اس وقت اسود نے کہا کہ ان ہاتھیوں پر ان لوگوں نے جاؤ کر دیا ہے اور اُپر ہر کو اِطلاق دی کہ ایسا واقعہ رونما ہوا ہے۔ اُپر ہر نے سنا، تو اس کا خوف اور زیادہ بڑھ گیا۔ اسود کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم نے مکرر تجربہ کیا اب تجربہ کے خلاف عمل کرنا عقلمندی نہیں۔ ان لوگوں کے پاس کئی قاصد پیغام صلح دے کر بھیجو۔ اور ہاتھیوں کا تذکرہ نہ کرنا ورنہ ان کی جرات و ہمت اور بڑھ جائے گی۔ اور کہلاؤ کہ ہمارے جتنے آدمی ضائع ہوئے ہیں، اتنے ہی اپنی قوم کے افراد ہمارے حوالے کرو اور ہمارے عبادت خانہ کو جس قدر نقصان پہنچا یا ہے اس کا توازن ادا کرو تو ہم واپس چلے جائیں۔ اُپر ہر کے قاصد نے اسود کے پاس آ کر یہ پیغام دیا۔ قاصد نہایت دلیر و شجاع آدمی تھا۔ اس کا نام حناطہ تھا۔ اپنی شجاعت پر بہت مغرور تھا۔ تنہا لشکروں کا مقابلہ کرتا تھا۔ اس کی شکل و صورت نہایت مہیب تھی۔ اسود نے کہا تو ہی اس قوم کے پاس جا کر یہ پیغام دے شاید تیرے سبب سے ہمارے اور ان کے درمیان صلح ہو جائے۔ حناطہ نے کہا جاتا ہوں۔ اگر انہوں نے صلح منظور نہ کی، تو ان سب کا سر کاٹ کر تیرے پاس لاتا ہوں۔ جب وہ مکہ میں پہنچا، اور اس کی نظر حضرت عبدالطلب کے چہرہ پر پڑی، عظیم و ہشت اس پر غالب ہوئی اور وہ کانپنے لگا۔ جناب عبدالطلب نے پوچھا تو کس غرض سے آیا ہے اس نے کہا میرے مولا اُپر ہر پر آپ کا فضل و شرف ثابت ہو گیا ہے۔ اب اس نے آپ کا حرم آپ کو بخشا، اور چاہتا ہے کہ جس قدر ہمارے آدمی ضائع ہوئے ہیں آپ ان کا خون بہا دے دیجئے یا اتنی ہی تعداد میں اپنی قوم کے آدمی دیجئے اور ہمارے عبادت خانہ کا سامان جو کچھ ضائع ہوا ہے اس کی قیمت ادا کر دیجئے۔ بس ہم اپنے لشکر کو لے کر واپس چلے جائیں گے۔ عبدالطلب نے فرمایا کہ ہم کبھی کسی بے گناہ سے کسی مجرم کے عوض میں نہیں مؤاخذہ کرتے۔ عدالت و امانت ہماری عادت ہے۔ ظلم کرنے سے ہمیشہ ہم لوگ پرہیز کرتے ہیں اور حکم خدا کے خلاف کبھی نہیں کرتے۔ اور کعبہ کے بارے میں جو کچھ تو نے کہا، تو میں کہہ چکا ہوں کہ وہ اپنا پروردگار رکھتا ہے جو اس پر قادر ہے کہ اس سے دفع ضرر کرے۔ خدا کی قسم مجھے نہ اس کی پروا ہے نہ اس کے لشکر و حشم و خدم کی کوئی حقیقت سمجھتا ہوں۔ حناطہ نے جب ایسی باتیں سنیں غضبناک ہوا۔ اور چاہا کہ عبدالطلب کو ہلاک کرے۔ حضرت نے اس کا گریبان پکڑ کر اٹھالیا اور بلند کر کے زمین پر پٹکا۔ اور فرمایا کہ اگر تو اپنی نہ ہوتا تو ابھی تجھ کو ختم کر دیتا۔ غرض حناطہ اسود کے پاس واپس آیا کہ ان لوگوں سے گفتگو کرنا بیکار ہے۔ مکہ خالی ہے اس پر حملہ کرنا چاہیے۔ غرض وہ لوگ حرم کے نزدیک پہنچے انہوں نے دیکھا کہ آسمان پر کچھ طیور بادل کی طرح ان کے سروں پر چھائے ہوئے ہیں جو پرگاڑے کے مانند ہیں۔ ہر ایک تین کنکریاں (دو دونوں پنجوں میں اور ایک اپنی جوتی میں) لئے ہوئے ہیں جو مسور سے کچھ بڑے اور چنے سے کچھ چھوٹے ہیں۔ لشکر نے جب طائروں کو دیکھا تو ڈرے اور لوگے

یہ کیسے طیور ہیں کہ جن کے ایسے ہم نے کبھی نہیں دیکھے۔ اسود نے کہا خوف کی کوئی بات نہیں ہے، یہ چڑیاں سال میں ایک مرتبہ نکلتی ہیں۔ اور اپنی کمان سے ایک تیر ہوا میں ان کی جانب پھینکا۔ بس چڑیاں شور و غل مچانے لگیں اور ایک منادی نے نذادی کہ اسے فرمانبردار پرندو اپنے پروردگار کی اطاعت کرو جس پر مامور ہوئے ہو۔ کیونکہ ان کا فروں پر خدا کا قہر و غضب شدید ہو چکا ہے۔ پھر تو ان چڑیوں نے کنکریاں مارنا شروع کیں؛ اور سب سے پہلی کنکری حناطہ کے سر پر پڑی جو اس کی شہر مگاہ سے نکل گئی اور زمین میں پیوست ہو گئی۔ حناطہ خاک پر گر کر جہنم واصل ہو گیا؛ اور وہ لشکر دہستے اور بائیں جانب منتشر ہونے لگا۔ پرندے ان کے پیچھے دوڑتے اور ان کے سروں پر کنکریاں مارتے یہاں تک کہ تمام لشکر کو ہلاک کر دیا۔ اسود بھی واصل جہنم ہوا۔ اُپر ہر بھاگ کر چلا تھا راستہ میں اس کا داہنا ہاتھ ٹوٹ کر گر پڑا پھر بائیں ہاتھ گرا پھر دونوں پیر ٹوٹ کر گرے۔ اور جب اس نے یہ قصہ اپنی منزل پر پہنچ کر بیان کیا تو اس کا سر بھی علیحدہ ہو گیا۔ حضرت موت کا ایک شخص بھی اس لشکر میں تھا اس نے اپنے بھائی کو شریک ہونے کے لئے کہا تھا، لیکن اس نے انکار کیا اور کہا کہ میں ہرگز خانہ خدا کی بربادی کے لئے نہیں جاسکتا۔ اس شخص نے جب لشکر کی یہ حالت دیکھی اپنے بھائی کے پاس بھاگ کر حضرت موت پہنچا اور تمام حالات اس سے بیان کئے۔ پھر آسمان کی طرف سر اٹھا یا تو دیکھا کہ ان پرندوں میں سے ایک اس کے سر پر منڈلا رہا ہے۔ اور اس نے ایک کنکری اس کے سر پر ماری جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ حضرت عبدالطلب اس نذرت میں تضرع و زاری کے ساتھ مشغول مناجات تھے اور نور حضرت رسالت پناہ کے توسل سے دعا کرتے رہے کہ اے معبود اس نور کی برکت سے جو تو نے مجھے عطا فرمایا ہے مجھے اس اندوہ و تکلیف سے نجات دے اور اپنے دشمنوں پر فوج غایت فسرما۔ جب حضرت نے ہاتھیوں کو بھاگتے ہوئے اور دشمنوں کو مردہ دیکھا، شکر الہی بجالائے اور ان کے اموال غنیمت پر قبضہ کیا اور تصرف میں لائے۔

### باب نچویں فصل

ایچاہ زمرم کا کھودنا، جناب عبداللہ کی قربانی، اور حضرت عبدالطلب کے اور آپ کے فرزندوں کے تمام حالات :-

شیخ کلینی رحمہ اللہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ کعبہ میں سونے کے دوہرن اور پانچ تلواریں تھیں۔ جب قبیلہ جرہم پر قبیلہ خزاعہ والے غالب ہوئے اور انہوں نے چاہا کہ حرم خدا اپنے قبضہ میں کر لیں، تو جرہم کے لوگوں نے وہ تلواریں اور سونے کے دونوں ہرن چاہ زمرم میں ڈال دیئے اور اس کنویں کو پتھروں اور مٹی سے پاٹ دیا اس طرح کہ اس کا نشان تک باقی نہ رکھا تاکہ وہ لوگ نکال نہ سکیں۔ جب قصی حضرت عبدالطلب کے دادا قبیلہ خزاعہ پر غالب ہوئے اور مکہ کو ان کے قبضہ سے نکال لیا تو چاہ زمرم ان پر مشتبہ رہا اور اس کا پتہ ان کو نہ چل سکا۔ یہاں تک کہ حضرت عبدالطلب کا زمانہ آیا اور وہ ریاست مکہ معظمہ کے مالک ہوئے۔ ان کے لئے کعبہ کے سامنے مسند بچھائی جاتی تھی جو کسی دوسرے کے لئے کبھی نہیں بچھائی گئی۔ وہ ایک رات کعبہ کے نزدیک سو رہے تھے خواب میں



ایک شخص کو دیکھا جو ان سے کہہ رہا تھا کہ برہ کو کھودو۔ بیدار ہوئے تو برہ کو نہ سمجھ سکے۔ دوسری رات اُسی مقام پر سوئے پھر اُسی شخص کو خواب میں دیکھا اُس نے کہا طیبہ کو کھودو۔ تیسری رات اُس نے کہا کہ مضمونہ کو کھودو۔ آخر چوتھی رات اس نے خواب میں بتایا کہ نہزم کو کھودو جس کا پانی کبھی ختم نہ ہوگا حاجیوں کو جس قدر چاہو بلاؤ۔ وہاں کھودو جہاں سفید کو آچونیوں کے سوراخ کے پاس بیٹھا ہے چاہ نہزم کے برابر ایک سوراخ تھا جس سے چوئیاں نکلتی تھیں اور ایک سفید کو آروزانہ وہاں آکر بیٹھتا اور چوئیاں کو کھایا کرتا۔ جب عبدالمطلب نے یہ خواب دیکھا تو اپنے خوابوں کی تعبیر سمجھے اور نہزم کی جگہ ان کو معلوم ہو گئی۔ قریش سے بیان کیا کہ میں نے چاہ نہزم کو کھودنے کے بارے میں چار شب خواب دیکھے اور وہ ہماری عزت و شرف کا سرمایہ ہے اُس کو کھودیں۔ ان لوگوں نے منظور نہ کیا تو خود اس کے کھودنے میں مشغول ہوئے۔ اس وقت آپ کے ایک ہی فرزند حارث تھے وہی اُن کا ہاتھ بچا رہے۔ جب اُس کے کھودنے میں دشواری ہوئی، کعبہ کے دروازہ پر آکر دعا کی اور نذر کی کہ خدا ان کو دس لڑکے عطا فرمائے تو ان میں سے ایک لڑکے کو اس کی راہ میں قربان کریں گے جس سے سب سے زیادہ محبت ہوگی۔ پھر اس کنویں کے کھودنے میں مشغول ہوتے یہاں تک کہ حضرت اسماعیلؑ کی بنیاد اس میں ظاہر ہوئی تو سمجھے کہ پانی تک پہنچ چکے ہیں اور اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ آپ کی صدائے تکبیر سنگد قریش نے بھی تکبیر کہی۔ اور بولے کہ اس سرمایہ فخر و کرامت میں ہمارا بھی حصہ ہے۔ آپ کے واسطے سب مخصوص نہیں ہو سکتا۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا کہ تم نے اس کے کھودنے میں تو میری مدد نہ کی۔ لہذا یہ میرے اور میرے فرزندوں کے لئے قیامت تک مخصوص ہے۔

بند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفر صلوات اللہ علیہما سے منقول ہے کہ جب عبدالمطلب چاہ نہزم کھود چکے اور اس کی تہ میں پہنچے، کنویں کی ایک جانب سے سخت بدبو ظاہر ہوئی جس سے ان کو خوف ہوا۔ اور اُن کے فرزند حارث اس کے سبب سے باہر نکل آئے۔ حضرت تنہا اُسی میں ثابت قدمی کے ساتھ موجود رہے۔ پھر اور کھودا یہاں تک کہ ایک چشمہ ظاہر ہوا اور اُس سے بڑے مشک آنے لگی۔ پھر ایک ہاتھ اور کھودا، تو اُن پر غنودگی طاری ہوئی۔ اور وہ سو گئے خواب میں دیکھتے ہیں کہ ایک شخص نہایت خوبصورت پاکیزہ لباس پہنے ہوئے بلند بالا خوشبو سے معطر اُن سے کہہ رہا ہے کہ اور کھودو تم کو مال غنیمت حاصل ہوگا۔ اس کو جمع کر کے مت رکھنا کہ بعد میں تمہارے وارثوں کے کام آئے، بلکہ خود صرف کرنا۔ سونا وغیرہ تو تمہارا حصہ ہے لیکن تلواریں تمہارے علاوہ اور لوگوں کے لئے ہیں۔ تمہاری قدر و منزلت تمام عرب سے بلند ہے کیونکہ پیغمبر عرب اور اس امت کا ولی اور اُس پیغمبر کا وصی بھی تمہاری نسل سے پیدا ہونے والے ہیں۔ اور اسباط و نجباء و حکما اور صاحب عقل و حکمت بھی تمہاری ہی نسل سے ہوں گے۔ تلواریں اُن کے حصہ کی ہیں۔ اُس پیغمبر کی نبوت ایک قرن تمہارے بعد ظاہر ہوگی۔ خدا اُسی کے نور سے زمین کو روشن کرے گا اور شیاطین کو اقطار زمین سے باہر نکال دے گا اور ان کو عزت کے بعد ذلیل کرے گا اور قوی کرنے کے بعد ہلاک کرے گا۔ بتوں کو ذلیل و خوار کریگا، اور

حضرت عبدالمطلب کا چاہا نہزم کھونا

بتوں کی پرستش کرنے والوں کو وہ جہاں بھی ہوں گے۔ قتل کرے گا۔ ان کے بعد پھر تمہاری اولاد سے اُس پیغمبر کے بعد اُس کا بھائی اور وزیر باقی رہے گا۔ اس کی عمر اس سے کم ہوگی۔ وہ بتوں کو توڑے گا اور تمام امور میں اُس کا مطیع و فرمانبردار رہے گا۔ وہ پیغمبر کوئی امر اُس سے پوشیدہ نہ رکھے گا جو امر اہم بھی واضح ہوگا اُس میں وہ اس سے مشورہ کرے گا۔ یہ خواب دیکھ کر جب حضرت عبدالمطلب بیدار ہوئے تو اپنے پہلو کے پاس چھ تلواریں دیکھیں۔ اُن کو لے کر باہر نکلتا چاہا تو خیال آیا کہ ابھی کنویں کی کھدائی پوری نہیں ہوئی ہے۔ یہ سوچ کر پھر اُس کے کھودنے میں مشغول ہوئے۔ اور ایک بالشت کھودا ہوگا کہ طلائی ہرنوں کے سینک اور سرخا ہر ہوا۔ جب اس کو باہر نکالا تو اس پر نقش کیا ہوا تھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ عَلَىٰ وَرَثَةِ اللَّهِ فَلَا يَخْلُفُهُ اللَّهُ۔ فقرہ آخر سے مراد یہ ہے کہ صاحب الامر علیہ السلام غلیفہ خدا ہیں حضرت عبدالمطلب اُس کو لے کر کنویں سے باہر نکلتا چاہتے تھے کہ شیطان سانپ کی شکل میں ظاہر ہوا اور آپ سے پہلے کنویں سے نکلنے لگا۔ حضرت عبدالمطلب نے اُس کو تلوار سے مارا کہ اُس کی دم کٹ گئی اور وہ غائب ہو گیا۔ اب حضرت قائم غل اللہ فرجہ اُس کو قتل کریں گے عبدالمطلب نے چاہا کہ اس خواب کے خلاف تلواروں کو خانہ کعبہ کے دروازہ پر نصب کریں، پھر جب رات کو سوئے تو اُسی شخص کو خواب میں دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ اے شیبۃ الحمد! اپنے پروردگار کا شکر کرو کہ بہت جلد وہ تم کو نقصان زمین کا بدل قرار دے گا۔ اور تم کو تمام دنیا میں نیک نام اور تمام قریش کو تمہارا مطیع قرار دے گا جن میں سے بعض خوف سے اور بعض لالچ سے تمہاری اطاعت کریں گے تلواروں کو اپنے مقام پر رکھو۔ حضرت جب خواب سے بیدار ہوئے تو سمجھے کہ اگر خوش شخص خواب میں مجھ کو ہدایت کرتا ہے خدا کی جانب سے ہے، تو یہ حکم خدا کا ہے۔ اور اگر وہ شیطان ہے، تو وہی ہوگا جس کی دُشمنی میں نے کاٹ ڈالی ہے۔ رات کو پھر جب سوئے تو خواب میں دیکھا کہ بہت سے مرد اور اطفال اُن کے پاس آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم آپ کے فرزندوں کے پیرو ہیں اور چھ آسمان پر رہتے ہیں۔ وہ تلواریں آپ کی نہیں ہیں آپ قبیلہ بنی مخزوم کی کسی عورت سے شادی کیجئے، اس کے بعد تمام قبائل عرب کی لڑکیوں سے نکاح کیجئے۔ آپ کے پاس اگر مال نہیں ہے تو حسبِ تو بلند ہے۔ آپ کو کوئی قبیلہ اپنی لڑکیاں دینے میں عذر نہ کرے گا۔ اور یہ تیرہ تلواریں اُن فرزندوں کو دیجئے گا جو بنی مخزوم کی لڑکی سے پیدا ہوں گے۔ اس سے زیادہ آپ سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اُن تلواروں میں سے ایک غائب ہو کر فلاں پہاڑ میں پوشیدہ ہو جائے گی۔ اُس کا ظاہر ہونا علامت ظہور قائم آل محمد صلوات اللہ علیہ سے ہوگا۔ حضرت یہ خواب دیکھ کر بیدار ہوئے تو تلواریں اپنی گردن میں حائل کر کے کمر کے نواح میں ڈانڈے ہوئے۔ اسی اثناء میں ایک تلوار جو سب سے بہتر اور نازک تر تھی غائب ہو گئی جو اُسی مقام پر ظہور قائم آل محمد کے لئے ظاہر ہوگی۔ پھر حضرت عبدالمطلب عمرہ کے لئے احرام باندھا اور مکہ میں داخل ہوئے اور ان تلواروں اور ہرنوں کو لے کر تھے اکیس بار طواف کیا۔ اثنائے طواف میں کہتے جاتے تھے کہ پالنے والے اپنے وعدہ کو چھ کر دکھا، میرے قول کو صحیح ثابت کر، میرے ذکر عالم میں پھیلا دے، میرے بازو کو قوی کر۔۔۔



عرض اُن تلواروں کو مخمور و میر کے لڑکوں کو عطا فرمایا اور وہ بالہ تلواریں حضرت رسالتاًؐ و گیارہ اماموں میں سے ہر ایک کو ایک ایک تلوار حضرت امام حسن عسکریؑ کی حکمت بنیچیں اور بارہویں امام کی شمشیر زمین میں پوشیدہ ہو گئی جس کو زمین حضرت کی خدمت میں پیش کرے گی۔

حدیث موقوف میں منقول ہے کہ ابن فضال نے حضرت امام رضاؑ سے حضرت رسالتاًؐ کے اُس قول کے بارے میں کہ ”میں دو ذبیح کا فرزند ہوں“ دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ دو ذبیح اسمعیل بن ابراہیم اور عبد اللہ بن عبد المطلب علیہم السلام ہیں۔ حضرت اسمعیلؑ وہ فرزند سلیم تھے جسکی بشارت خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو دی۔ اور جب وہ اسمعیلؑ کے ہمراہ حج میں مشغول تھے اسمعیلؑ سے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تم کو ذبح کر رہا ہوں۔ لہذا غور و فکر کرو کہ اس میں تمہاری کیا رائے ہے۔ انہوں نے عرض کی بابا جان آپ وہ امر عمل میں لائیے جس پر مامور ہوتے ہیں۔ انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ یہ نہیں کہا کہ جو خواب میں آپ نے دیکھا ہے اُس پر عمل کیجئے۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے اُن کو ذبح کرنا چاہا خدا نے اُن کا فدیہ ایک سببہ و سفید راجلی کو سفند سے کیا جو تاریکی میں راستہ چلتا، گھاس چرتا اور پانی پیتا تھا۔ اندھیرے میں دیکھتا، پیشاب کرتا اور مینگی کرتا تھا۔ اور اس سے چالیس سال پہلے بہشت میں چتر ہا تھا۔ وہ مال کے شکم سے پیدا نہیں ہوا تھا۔ خدا نے فرمایا ہو جاس ہو گیا تاکہ اسمعیلؑ کا فدیہ ہو۔ لہذا ہر وہ گو سفند جو منی میں ذبح کیا جاتا ہے قیامت تک وہ حضرت اسمعیلؑ کا فدیہ ہے۔ دوسرے ذبیح کا قصہ یوں ہے کہ حضرت عبد المطلب نے کعبہ کے دروازہ سے ایک چربہ لٹ کر یہ دُعا مانگی کہ خداوند تعالیٰ دس فرزند عطا فرمائے تو نذر کی کہ اگر یہ نعمت ان کو حاصل ہو جائے گی تو ان میں سے ایک لڑکے کو راہ خدا میں قربان کریں گے۔ خدا نے ان کو دس لڑکے عنایت فرمائے تو حضرت نے فرمایا کہ خدا نے میری التجا پوری کر دی مجھے بھی چاہیئے کہ اپنی نذر پوری کروں۔ اس لئے اپنے فرزندوں کو جمع کیا اور خانہ کعبہ میں جا کر تین مرتبہ قرعہ ڈالا۔ ہر مرتبہ جناب عبد اللہ پدر جناب رسول خداؐ کے نام قرعہ نکلا جو ان کے نزدیک سب سے زیادہ عزیز اور پیارے تھے۔ پھر تو ان کو لٹا کر ذبح کا ارادہ کیا۔ یہ خبر جب اکابر قریش کو پہنچی، سب آپ کے پاس جمع ہوئے اور عبد المطلب کو ان کے اس ارادہ سے روکنے کی کوشش کی۔ حضرت عبد المطلب کی عورتیں بھی روتی پیتی پہنچ گئیں۔ اور جناب عبد المطلب کی بیٹی عاتکہ نے کہا بابا اپنے اور خدا کے درمیان اپنے فرزند کے ذبح کے بارے میں عذر قائم کیجئے فرمایا وہ کس طرح؟ عاتکہ نے کہا یہ آپ کے اُونٹ جو حرم میں چرتے ہیں ان کے اور اپنے فرزند کے درمیان قرعہ ڈالئے اور ہر مرتبہ زیادہ کرتے جاتے یہاں تک کہ خدا راضی ہو۔ حضرت عبد المطلب نے دس اُونٹوں اور جناب عبد اللہ کے درمیان قرعہ ڈالا۔ قرعہ عبد اللہ کے نام نکلا پھر دس اُونٹوں کا اضافہ کر کے قرعہ ڈالا۔ اور جناب عبد اللہ کے نام نکلا۔ یہاں تک کہ سوا اُونٹوں تک اضافہ کیا تو قرعہ اُونٹوں کے نام نکلا۔ یہ دیکھ کر تمام قریش نے تکبیر کی صد بلند کی۔ اس طرح کہ مکہ کی پہاڑیاں لرز گئیں۔ حضرت عبد المطلب نے کہا جب تک تین مرتبہ اُونٹوں کے نام قرعہ نہیں آئے گا، ہرگز عبد اللہ سے دست بردار نہ ہوں گا۔ پھر دو

جناب عبد المطلب نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے اُن کو دس لڑکے عنایت فرمائے تو نذر کی کہ اگر یہ نعمت ان کو حاصل ہو جائے گی تو ان میں سے ایک لڑکے کو راہ خدا میں قربان کریں گے۔ خدا نے ان کو دس لڑکے عنایت فرمائے تو حضرت نے فرمایا کہ خدا نے میری التجا پوری کر دی مجھے بھی چاہیئے کہ اپنی نذر پوری کروں۔ اس لئے اپنے فرزندوں کو جمع کیا اور خانہ کعبہ میں جا کر تین مرتبہ قرعہ ڈالا۔ ہر مرتبہ جناب عبد اللہ پدر جناب رسول خداؐ کے نام قرعہ نکلا جو ان کے نزدیک سب سے زیادہ عزیز اور پیارے تھے۔ پھر تو ان کو لٹا کر ذبح کا ارادہ کیا۔ یہ خبر جب اکابر قریش کو پہنچی، سب آپ کے پاس جمع ہوئے اور عبد المطلب کو ان کے اس ارادہ سے روکنے کی کوشش کی۔ حضرت عبد المطلب کی عورتیں بھی روتی پیتی پہنچ گئیں۔ اور جناب عبد المطلب کی بیٹی عاتکہ نے کہا بابا اپنے اور خدا کے درمیان اپنے فرزند کے ذبح کے بارے میں عذر قائم کیجئے فرمایا وہ کس طرح؟ عاتکہ نے کہا یہ آپ کے اُونٹ جو حرم میں چرتے ہیں ان کے اور اپنے فرزند کے درمیان قرعہ ڈالئے اور ہر مرتبہ زیادہ کرتے جاتے یہاں تک کہ خدا راضی ہو۔ حضرت عبد المطلب نے دس اُونٹوں اور جناب عبد اللہ کے درمیان قرعہ ڈالا۔ قرعہ عبد اللہ کے نام نکلا پھر دس اُونٹوں کا اضافہ کر کے قرعہ ڈالا۔ اور جناب عبد اللہ کے نام نکلا۔ یہاں تک کہ سوا اُونٹوں تک اضافہ کیا تو قرعہ اُونٹوں کے نام نکلا۔ یہ دیکھ کر تمام قریش نے تکبیر کی صد بلند کی۔ اس طرح کہ مکہ کی پہاڑیاں لرز گئیں۔ حضرت عبد المطلب نے کہا جب تک تین مرتبہ اُونٹوں کے نام قرعہ نہیں آئے گا، ہرگز عبد اللہ سے دست بردار نہ ہوں گا۔ پھر دو

مرتبہ قرعہ ڈالا تو اُونٹوں ہی کے نام نکلا۔ پھر تو زیر اور ابو طالب اور ان کی بہنوں نے عبد اللہ کو حضرت عبد المطلب کے ہاتھ کے نیچے سے چھین لیا۔ ان کے نورانی جسم کی کھال زمین پر پھیلنے سے چھل گئی تھی۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے سے عبد اللہ کو چھین کر سینے سے لگاتا اور پیار کرتا، اور ان کی سلامتی پر سجدہ شکر بجا لاتا اور عبد اللہ کے چہرے کی خاک و غبار پاک کرتا تھا۔ پھر حضرت عبد المطلب نے خورہ میں جو صفا و مروہ کے درمیان واقع ہے ٹھہر کر کہا اور ہر ایک کو اُن کا گوشت دیا، کسی کو لینے سے روکا نہیں۔ یہ بھی حضرت عبد المطلب کی سنتوں میں سے ایک سنت تھی جس کو خدا نے اسلام میں جاری کیا کہ ہر مسلمان کا خون نہا سوا اُونٹ ہوگا۔

دوسری حدیث موقوف میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ عباسؑ کے علاوہ حضرت عبد المطلب کے دس فرزند تھے۔ ابن بابویہ نے ان کے نام یہ بیان کیے ہیں: عبد اللہ، ابو طالب، زبیر، حمزہ، عمارت، عیداق، مقوم، جمل، اور عبد العزیٰ جس کو ابولہب کہتے تھے، اور صرار و عباسؑ۔ عمارت سب سے بڑے تھے۔ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ مقوم اور جمل ایک ہی تھے۔ حضرت عبد المطلب کے دس نام تھے۔ بادشاہان وقت ان کو انہی ناموں سے پہچانتے تھے۔ عامر، شیبہ، الجہ، سید البطحا، ساقی الجح، غیث الوری فی العام الحدب، ابوالاشادہ العشرہ عبد المطلب، حافر زمزم۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ سب سے پہلے جس کے لئے قرعہ ڈالا گیا وہ حضرت مریم دختر عمران تھیں، پھر حضرت یونسؑ کے لئے۔ اور جب عبد المطلب کے نو فرزند پیدا ہوئے تو انہوں نے نذر کی کہ اگر ایک لڑکا اور ہوگا تو خدا کے نام پر اس کی قربانی کر دوں گا جب حضرت عبد اللہ پیدا ہوئے تو ان کو ذبح نہ کر سکے کیونکہ جناب رسول خداؐ ان کے صلب میں تھے تو دس اُونٹ لائے اور قرعہ ڈالا۔ عبد اللہ کے نام نکلا۔ پھر دس اُونٹوں کا اضافہ کیا۔ اسی طرح دس دس اُونٹ ہر مرتبہ بڑھاتے گئے یہاں تک کہ سوا اُونٹوں کی تعداد ہو گئی تو قرعہ اُونٹوں کے نام نکلا۔ عبد المطلب نے فرمایا کہ یہ انصاف نہیں ہے کہ اتنی مرتبہ تو عبد اللہ کے نام قرعہ نکلا ایک مرتبہ اُونٹوں کے نام نکلا اور میں اُس پر عمل کروں۔ پھر دوسرے قرعہ ڈالا۔ جب تین مرتبہ مسلسل اُونٹوں ہی کے نام قرعہ آیا تو فرمایا کہ اب میں نے سمجھا کہ میرا خدا راضی ہوا، اور اُونٹوں کو بچر کیا ہے۔

ابن ابی الحدید اور صاحب کتاب انوار وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت عبد المطلب نے چاہا زمزم کو تلاش کر لیا، تو قریش کے سینہ میں حسد کی آگ روشن ہو گئی۔ کہنے لگے اے عبد المطلب یہ کنواں ہماری جد اسمعیلؑ کا ہے اس لئے ہمارا بھی حق ہے۔ لہذا اس میں ہم کو بھی شریک کرو۔ عبد المطلب نے فرمایا یہ

ملہ مؤلف فرماتے ہیں کہ عبد المطلب کے طریقہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ فرزند کی قربانی کی نذر کرنا مکمل ہے نہ شریعت ابراہیمؑ میں سنت رہا ہوگا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ امر حضرت عبد المطلب کے لئے مخصوص رہا ہو اور ان حضرت پر الہام ہوا ہو۔ ۱۲۰

کرامت خدا نے میرے لئے مخصوص فرمائی ہے اس میں تمہارا کچھ حصہ نہیں ہے۔ بہت بحث و تکرار کے بعد ایک زن کا ہنہ سے فیصلہ کرنے پر راضی ہوئے جو بنی سعد کے قبیلہ سے تھی اور شام میں رہتی تھی حضرت عبدالطلب بنی عبد مناف کے ایک گروہ کو لے کر قریش کے ساتھ شام کی جانب روانہ ہوئے، اثنائے راہ میں ایک مقام پر جہاں پانی ناپید تھا، حضرت عبدالطلب کے ساتھیوں کا پانی ختم ہو گیا اور قریش کے تمام لوگوں نے ان کو پانی دینے سے انکار کر دیا۔ جب پیاس کا شدت سے غلبہ ہوا تو عبدالطلب نے فرمایا کہ آؤ ہم سب اپنے اپنے واسطے قبریں تیار کر لیں تاکہ ہم میں سے جو مرنا جائے اس کو دفن کرتے جائیں آخر میں ہم میں سے ایک اس جنگل میں دفن ہونے سے رہ جاتا کہ وہ بہتر ہے اس سے کہ ہم سب سب بے دفن پڑے رہیں۔ سب نے قبریں کھود کر تیار کر لیں اور موت کا انتظار کرنے لگے۔ عبدالطلب نے فرمایا کہ مرنے کے وقت تک اس طرح بیٹھنا اور پانی کی جستجو و کوشش نہ کرنا اور عاجز ہو جانا خدا کی رحمت سے ناامید ہونا ہے۔ اٹھو تلاش کریں شاید خدا پانی عطا فرمائے۔ لہذا ان لوگوں نے سامان بار کیا اور قریش بھی ساتھ چلے۔ عبدالطلب سوار ہوئے تو ان کے ناقہ کے پیروں کے نیچے ایک صاف و شفاف چشمہ جاری ہوا۔ عبدالطلب نے کہا اللہ اکبر! آپ کے ہمراہیوں نے بھی تیرے پیروں کی طرح پانی لے لے کر بیاہ اور اپنی اپنی مشکیں بھی بھر لیں۔ پھر قریش کے قبیلوں کو بلا کر کہا آؤ اور دیکھو خدا نے ہم کو پانی عطا فرمایا جس قدر چاہو تم بھی پیو۔ جب قریش نے عبدالطلب کی یہ عظیم کرامت مشاہدہ کی کہنے لگے خدا نے ہمارے اور آپ کے درمیان فیصلہ کر دیا۔ اب زن کا ہنہ سے فیصلہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہم آئندہ آپ سے چاہہ زمزم کے بارے میں کچھ تنازعہ نہ کریں گے۔ جس خدا نے آپ کو اس جنگل میں پانی عطا فرمایا اسی نے آپ کو زمزم بھی بخشا ہے۔ دواں سے واپس ہوئے اور زمزم آنحضرت کے لئے مخصوص کر دیا۔

انوار ہدایت کے مؤلف نے ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عبدالطلب چاہہ زمزم کی تہ میں پہنچے سوئے کے دو ہرن، بہت سی تلواریں اور چند زرہیں آپ نے پائیں تو پھر قریش نے ان میں اپنے کو بھی حصہ دار قرار دیا۔ عبدالطلب نے قرعہ پر فیصلہ مقرر کیا اور دو زرہ تیر کعبہ کے نام سے دو تیر سیاہ اپنے نام سے اور دو سفید تیر قریش کے نام سے لے کر ان چھ تیروں کو ایک شخص کو دیا اور کعبہ میں اس کو داخل کیا اور قرعہ ڈالا۔ تو دو تیر کعبہ کے نام کے ہرن کے لئے نکلے، دو سیاہ تیر عبدالطلب کے نام تلواروں اور زرہ ہوں کے لئے برآمد ہوئے اور دو تیر قریش کے نام کے کسی شے کے واسطے نہیں نکلے، تو عبدالطلب ان تلواروں اور زرہ ہوں کو اپنے تصرف میں لائے اور دونوں بڑے ہرن کو کعبہ کے دروازہ پر زینت کے لئے آویزاں کر دیا۔ اور ریاست مکہ و سقایت حجازیں عبدالطلب کے لئے مسلم ہو گئی پھر آپ کے ساتھ کسی نے ان معاملات میں ہدی بن نوفل کے سوا نزاع نہیں کی۔ وہ حضرت عبدالطلب سے پہلے رئیس مکہ تھا۔ اس لئے اس نے آپ پر حسد کیا۔ ایک روز مقابلہ پر آکر کہنے لگا کہ تم اپنی قوم کے لڑکوں میں سے ایک لڑکے کو بیٹھنا دے کوئی فرزند ہے نہ تمہارا کوئی مدگار ہے، مدینہ سے تم تہا آئے تو کس یا میں تم کو ہم پر فوقیت ہے حضرت کو غصہ آیا اور فرمایا کہ تو فرزندوں کی کمی سے مجھ کو طعنہ دیتا ہے پھر

قریش کا قبیلہ جس کو ان کا چاہہ زمزم میں بار بار لگتی ہے۔

عبدالطلب قریش کا سونے کی ہرن کی تلواریں اور چند زرہیں آپ نے پائیں تو پھر قریش نے ان میں اپنے کو بھی حصہ دار قرار دیا۔ عبدالطلب نے قرعہ پر فیصلہ مقرر کیا اور دو زرہ تیر کعبہ کے نام سے دو تیر سیاہ اپنے نام سے اور دو سفید تیر قریش کے نام سے لے کر ان چھ تیروں کو ایک شخص کو دیا اور کعبہ میں اس کو داخل کیا اور قرعہ ڈالا۔ تو دو تیر کعبہ کے نام کے ہرن کے لئے نکلے، دو سیاہ تیر عبدالطلب کے نام تلواروں اور زرہ ہوں کے لئے برآمد ہوئے اور دو تیر قریش کے نام کے کسی شے کے واسطے نہیں نکلے، تو عبدالطلب ان تلواروں اور زرہ ہوں کو اپنے تصرف میں لائے اور دونوں بڑے ہرن کو کعبہ کے دروازہ پر زینت کے لئے آویزاں کر دیا۔ اور ریاست مکہ و سقایت حجازیں عبدالطلب کے لئے مسلم ہو گئی پھر آپ کے ساتھ کسی نے ان معاملات میں ہدی بن نوفل کے سوا نزاع نہیں کی۔ وہ حضرت عبدالطلب سے پہلے رئیس مکہ تھا۔ اس لئے اس نے آپ پر حسد کیا۔ ایک روز مقابلہ پر آکر کہنے لگا کہ تم اپنی قوم کے لڑکوں میں سے ایک لڑکے کو بیٹھنا دے کوئی فرزند ہے نہ تمہارا کوئی مدگار ہے، مدینہ سے تم تہا آئے تو کس یا میں تم کو ہم پر فوقیت ہے حضرت کو غصہ آیا اور فرمایا کہ تو فرزندوں کی کمی سے مجھ کو طعنہ دیتا ہے پھر

خدا سے عہد کیا کہ اگر دس سال فرزند عطا فرمائے گا یا زیادہ، تو ان میں سے ایک کو خدا کے اکرام و اجلال کے لئے نحر کر دوں گا۔ خداوند مجھ کو کثرت سے عیال عطا فرما اور میرے دشمنوں کو مجھ پر خوش نہ ہونے دے۔ بیشک تو ہی بے نیاز اور مکتا ہے۔ اس کے بعد عورتوں سے نکاح کرنا شروع کیا اور چھ عورتوں سے شادی کی۔ اور ان سے دس لڑکے پیدا ہوئے۔ ان میں سے ہر ایک عورت حسن و جمال سے آراستہ اور اپنی قوم میں باعزت تھی۔ ایک منعہ دختر حارث کلابیہ تھیں، دوسری سمراتی بنت حنیقہ، تیسری باجرہ خواجہ، چوتھی سعد دختر حبیب کلابیہ، پانچویں مالہ بنت وہب اور چھٹی فاطمہ دختر عمرو بن حنیقہ۔ فاطمہ سے ابوطالب اور حضرت رملہ ابیہ کے والد عبداللہ پیدا ہوئے تھے بعض کا قول ہے کہ زہیر بھی فاطمہ کے لطن سے تھے؛ باقی دوسری اولادیں، دوسری عورتوں سے تھیں حضرت عبدالطلب کعبہ کی خدمت میں بے حد کوشش و اہتمام فرماتے تھے۔ ایک رات کعبہ کے نزدیک سوئے ہوئے تھے کہ ایک خواب دیکھا۔ صبح کو بیدار ہوئے تو بہت پریشان تھے۔ اٹھے اور اپنی چادر زمین پر گھسیٹے ہوئے کا پختہ ہوئے کا ہنوں کے ایک گروہ کے پاس پہنچے۔ انہوں نے پوچھا اے ابوالحارث تم کو کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک سفید نورانی زنجیر میری پشت سے نکلی جس سے آنکھیں خیرہ ہو رہی تھیں۔ اس زنجیر کے چار گوشے تھے ایک گوشہ مشرق میں تھا اور ایک مغرب میں پہنچا ہوا تھا۔ اور ایک سر زمین پر تھا اور ایک سر آسمان پر۔ پھر میں نے دو شخصوں کو دیکھا جو نہایت خوش و شرو تھے اور ان سے جلالت ظاہر تھی۔ وہ اس زنجیر کے نیچے کھڑے ہیں۔ میں نے ایک صاحب سے پوچھا آپ کون ہیں انہوں نے کہا میں نوح پیغمبر ہوں۔ دوسرے صاحب نے فرمایا میں ابراہیم خلیل اللہ ہوں۔ ہم اس لئے آئے ہیں کہ اس شجر طیبہ کے سایہ میں رہیں۔ خوشحال اس کا جو اس کے شاخ میں ہو اور افسوس ہے اس کے حال پر جو اس سے دور ہے۔ کا ہنوں نے کہا کہ اے ابوالحارث یہ تمہارے لئے خوشخبری ہے۔ اور ایک ایسی چیز ہے کہ جو تمہیں حاصل ہوگی جس میں کسی اور کا حصہ نہیں ہے۔ اگر تمہارا خواب صحیح ہے تو تمہاری صلب سے ایک شخص پیدا ہوگا جو اہل مشرق و مغرب کو خدا کے دین کی طرف بلائے گا۔ اور ایک گروہ کے لئے رحمت اور ایک کے لئے عذاب ہوگا یہ سنکر عبدالطلب نہایت خوش ہوئے اور فرمایا میرے نور پیشانی کا کون لینے والا ہے۔

ایک روز حضرت عبدالطلب شکاک کے لئے تہما گئے اور پیاس کی شدت ہوئی۔ اسی حال میں ان کی نظر ایک صاف و شیریں چشمہ پر پڑی جو ایک پاکیزہ پتھر کے درمیان رکھا ہوا ہے۔ حضرت نے اس میں سے پانی پیا جو برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ سمجھے کہ وہ پانی بہشت کا ہے جو ان کے لئے نازل ہوا ہے۔ دواں سے واپس ہوئے تو اپنی زوجہ فاطمہ مخزومیہ سے مقابرت کی جو تمام عورتوں میں سب سے زیادہ نجیب سے زیادہ صالح اور نیک تھیں تو جناب عبداللہ بدر جناب رسول خدا کا لطف قرار پایا، اور وہ نور جو عبدالطلب کی پیشانی میں جلوہ گر تھا فاطمہ کی جانب منتقل ہوا اور جب حضرت عبداللہ پیدا ہوئے وہ نور روشن ان کی چین اقدس سے ساطع ہوا اس حد تک کہ تمام آسمانوں کے

عبدالطلب قریش کا سونے کی ہرن کی تلواریں اور چند زرہیں آپ نے پائیں تو پھر قریش نے ان میں اپنے کو بھی حصہ دار قرار دیا۔ عبدالطلب نے قرعہ پر فیصلہ مقرر کیا اور دو زرہ تیر کعبہ کے نام سے دو تیر سیاہ اپنے نام سے اور دو سفید تیر قریش کے نام سے لے کر ان چھ تیروں کو ایک شخص کو دیا اور کعبہ میں اس کو داخل کیا اور قرعہ ڈالا۔ تو دو تیر کعبہ کے نام کے ہرن کے لئے نکلے، دو سیاہ تیر عبدالطلب کے نام تلواروں اور زرہ ہوں کے لئے برآمد ہوئے اور دو تیر قریش کے نام کے کسی شے کے واسطے نہیں نکلے، تو عبدالطلب ان تلواروں اور زرہ ہوں کو اپنے تصرف میں لائے اور دونوں بڑے ہرن کو کعبہ کے دروازہ پر زینت کے لئے آویزاں کر دیا۔ اور ریاست مکہ و سقایت حجازیں عبدالطلب کے لئے مسلم ہو گئی پھر آپ کے ساتھ کسی نے ان معاملات میں ہدی بن نوفل کے سوا نزاع نہیں کی۔ وہ حضرت عبدالطلب سے پہلے رئیس مکہ تھا۔ اس لئے اس نے آپ پر حسد کیا۔ ایک روز مقابلہ پر آکر کہنے لگا کہ تم اپنی قوم کے لڑکوں میں سے ایک لڑکے کو بیٹھنا دے کوئی فرزند ہے نہ تمہارا کوئی مدگار ہے، مدینہ سے تم تہا آئے تو کس یا میں تم کو ہم پر فوقیت ہے حضرت کو غصہ آیا اور فرمایا کہ تو فرزندوں کی کمی سے مجھ کو طعنہ دیتا ہے پھر



گوشے روشن ہو گئے۔ حضرت عبدالملک اُس نوکے اُس زن عقیقہ کی جانب منتقل ہونے سے بہت خوش ہوئے۔ اور کاہن اور اہل کتاب سبھی حرکت میں آئے۔ اور محزون و مغموم ہوئے۔ یہودیوں کے علماء کے پاس ایک جبتہ تھا جس کو وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا جبتہ کہتے کہ وہ حضرت اپنی شہادت کے وقت پہنے ہوئے تھے اور آنحضرت کے خون سے آلودہ تھا۔ یہودیوں نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کہ جب اُس جبتہ سے خون کا ایک قطرہ ٹپکے گا تو اُس پیغمبر کے ظاہر ہونے کا وقت قریب ہوگا جو راہ خدا میں توار کھینچ کر جہاد کرے گا۔ اُن لوگوں نے اُس جبتہ کے پاس آکر دیکھا تو اس سے خون ٹپکا ہوا ہے تو سمجھ گئے کہ پیغمبر آخر الزمان کے ظاہر ہونے کا وقت قریب آگیا اس سبب سے بہت رنجیدہ ہوئے اور ایک جماعت کو مکہ روانہ کیا کہ حضرت سرور کائنات کے پیدا ہونے کا حال معلوم کریں۔

اس وقت جناب عبداللہ پیدا ہو چکے تھے اور ایک روز میں اس قدر بڑھتے اور بڑے ہوتے کہ دوسرے لڑکے جس قدر دو ماہ میں بڑے ہوتے ہیں۔ اُن کو دیکھنے لوگ جوق جوق آیا کرتے، اور اُن کے حسن و جمال اور نور کو دیکھ کر تعجب کیا کرتے۔ حضرت عبداللہ کے ساتھ یہودیوں کا وہی برتاؤ ہوتا تھا جو براء دہان یوسف کا یوسف کے ساتھ تھا۔ جب حضرت عبدالملک کے گیارہ فرزند ہو گئے تو اپنی نذر کا ان کو خیال آیا اور تمام فرزندوں کو اپنے پاس جمع کیا اور اُن کے لئے کھانے کا انتظام کیا۔ جب وہ لوگ کھانے سے فارغ ہو چکے تو فرمایا کہ اے میرے بچو اور جگر کے ٹکڑے تم کو معلوم ہے کہ تم سب میرے نزدیک عزیز اور میری آنکھوں کا نور ہو۔ تم میں سے کسی کے پیروں میں کانٹے کا پھنسا مجھے گوارا نہیں۔ لیکن خدا کا حق مجھ پر تمہارے حق سے زیادہ ہے۔ میں نے اپنے معبود سے نذر کی تھی کہ اگر مجھے دستل یا زیادہ لڑکے عطا فرمائے گا تو ایک لڑکے کو اسکی راہ میں قربان کروں گا۔ اب خدا نے مجھ کو تمہارے ایسے فرزند کرامت فرمائے ہیں۔ لہذا میری نذر کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ یہ سنکر سب خاموش ہو گئے اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ آخر جناب عبداللہ نے کہا جو سب سے چھوٹے تھے کہ بابا جان آپ ہمارے حاکم بھی ہیں ہم آپ کے لڑکے ہیں۔ جو کچھ آپ کا حکم ہوگا ہم اس کی اطاعت کریں گے۔ اور ہمارے حق سے آپ کے اوپر خدا کا حق واجب تر ہے اور اس کا معاملہ ہمارے معاملہ سے زیادہ بلند و برتر ہے۔ ہم خدا کے حکم کے مطیع اور اس پر صبر کرنے والے ہیں اور آپ کے فرمانبردار ہیں اور اس کے امر پر راضی ہیں، اور خدا سے آپ کی مخالفت پر پناہ چاہتے ہیں۔ اس وقت حضرت عبداللہ کا سن گیارہ سال کا تھا۔ حضرت عبدالملک نے اس فرزند رشید کے یہ کلام سنے تو بہت روئے اور اُن کا شکریہ ادا کر کے دوسرے لڑکوں کی طرف رخ کیا۔ اور فرمایا اے فرزندو تم کیا کہتے ہو۔ انہوں نے بھی کہا کہ ہم نے سنا، اور اطاعت کیلئے حاضر ہیں۔ ہم سب کو قربان کرنا چاہیں تو ہم راضی ہیں۔ حضرت عبدالملک نے سب کو دعائیں دیں اور فرمایا کہ اپنی ماؤں کے پاس جاؤ اور اس سے اُن کو آگاہ کرو جو میں نے تم سے کہا ہے۔ اور کہو کہ تمہارے ہاتھ منہ دھوؤں، آنکھوں میں سرمہ لگاؤں، اور پاکیزہ لباس پہن کر تم کو، وداع کریں۔

بائبل حضرت عبدالملک چاہ نغمہ کھوتا جناب اللہ کی قربانی

اس طرح کہ تم پھر واپس نہ آؤ گے۔ جب اُن لڑکوں نے اپنی ماؤں کو یہ غم انگیز خبر سنائی، رونے چلائے کی آوازیں اُن کے گھروں سے بلند ہوئیں اور صبح تک گریہ و زاری میں بسر کی۔ صبح کو حضرت عبدالملک نے روتے آئے آدم دوش پر رکھی، نعلین شیش پاؤں میں پہنی، نوح کی انگوٹھی انگلی میں ڈالی اور تیز خنجر ہاتھ میں لے کر نکلتے۔ اور ایک ایک لڑکے کو انکی ماؤں کے گھروں سے بلایا۔ سب لڑکے طرح طرح کی زمینوں سے آراستہ ہو کر باپ کی خدمت میں حاضر ہوئے سوائے عبداللہ کے جن کی ماں کا دل گواہی دے رہا تھا کہ وہی گوہر یکتا بارگاہ حق تعالیٰ کے قابل ہے اور قرعہ اسی کے نام نکلے گا، اس لئے اس کو جدا نہیں کرتی تھیں۔ حضرت عبدالملک خانہ فاطمہ مادر عبداللہ میں آئے اور عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کر انکو باہر لائے۔ فاطمہ اُن سے لپٹ گئیں، اور عبداللہ اپنے باپ کے دامن سے چمٹ گئے۔ عبدالملک انکو اپنی طرف کھینچتے تھے اور ان کی ماں انکو روک رہی تھیں۔ اور فریاد و زاری کر رہی تھیں۔ عبداللہ سمجھا رہے تھے کہ مادر گرامی مجھ سے ہاتھ اٹھا لیجئے اور پردہ بزرگوار کے ساتھ مجھے جانے دیجئے۔ وہ میرے ساتھ چوچا ہیں کریں۔ آخر فاطمہ اپنی جان سے بیزار ہو گئیں، گریبان بھاڑ ڈالا۔ کہتی تھیں اے ابوالحارث یہ کام آپ کا ایسا ہے کہ کسی نے دنیا میں ایسا نہ کیا ہوگا۔ کیونکہ گوارا ہوگا کہ اپنے ہاتھ سے آپ اپنے فرزند کو ذبح کریں۔ اور اگر یوں ہی کر لیں تو عبداللہ کو چھوڑ دیجئے کہ وہ سب سے چھوٹا ہے اُس کے بچپن پر رحم کیجئے اور اس نور کا احترام کیجئے جو اس کی پیشانی میں علوہ گر ہے۔ جب دیکھا کہ عبدالملک پر ان باتوں کا طعلق اثر نہیں ہوتا ہے تو اپنے سینہ ٹھکلیں سے عبداللہ کو لپٹا کر کہا کہ خدا نہ کرے کہ تیری پیشانی کا نور گل ہو۔ میں کیا کروں کچھ بن نہیں پڑتا۔ کیا تدبیر کروں۔ کاش میری آنکھیں اس سے پہلے ہی کور ہو گئی ہوتیں اور میں خاک میں پوشیدہ ہو چکی ہوتی۔ مجبور ہو کر تم کو اپنی گود سے جدا کرتی ہوں، اور تمہاری واپسی کی امید نہیں ہے۔ یہ سنکر جناب عبدالملک بیتاب ہو گئے اور آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا جاری ہوا، چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا، پاؤں چلنے سے رک گئے۔ پھر عبداللہ نے کہا اے مادر مہربان مجھے بابا جان کے ساتھ جانے دیجئے۔ اگر مجھے خداوند عالم نے اپنی بارگاہ کے لئے قربانی میں قبول فرمایا تو میری قیمت کا کیا کہنا۔ ہزار جان سے اُس پر قدا ہوں گا۔ اور اگر ہم میں سے کسی اور کو اختیار فرمائے گا۔ تو نہایت اندوہ و حرمال کے ساتھ آپ کے پاس آجاؤں گا۔ غرض جناب عبدالملک سب کو لے کر کعبہ میں آئے۔ اور تمام زنان و مردان قریش مسجد میں جمع ہو کر گریہ و زاری کرنے لگے۔ یہودیوں اور کاہنوں کو نہایت خوشی ہوئی کہ شاید وہ نور نبوت گل ہو جائے۔ اور نہ سمجھے کہ نور خدا ہے تعالیٰ کو کوئی خاموش نہیں کر سکتا۔ عبدالملک برہنہ خنجر ہاتھ میں لیے ہوئے جس کی باڈھ سے موت بھی بھاگتی تھی، اپنی اولاد کے ناموں پر قرعہ ڈالنے لگے۔ اور فرمایا ہے تھے کہ اے خدا کے عہد حرم اور پروردگار ملائکہ و خلائق انام اپنے نور کے صدقہ میں ہم سے ہر تیری عظمت کو دودھ کے حق کے ساتھ جس پر قلم تقدیر جاری ہو چکا ہے۔ لیکن جسے تو چاہے گا اُس سے کوئی مانع نہیں ہو سکتا۔ کمزوروں کے لئے سوائے تیرے کوئی پناہ نہیں۔ تو صاحب قوت و قدرت ہے اور فقروں کی حاجتیں پوری نہیں



ہو سکتیں، مگر تجھ بے نیازی ذات سے۔ خداوند اوجہا منتہی ہے کہ میں نے تجھ سے کیا عہد و نذر کیا ہے۔ اب اپنے تمام فرزندوں کو تیری بارگاہ میں لایا ہوں۔ ان میں سے جس کو تو چاہے اختیار فرمائے۔ اگر تو مصلحت سمجھے، بزرگوں کو سکون و قرار عطا فرما۔ کیونکہ بلاؤں پر ان کا صبر زیادہ ہے اور چھوٹے زیادہ تر قابلِ رحم ہیں۔ اے خداوند کعبہ درکن و مقام دیور درکار زمین و دریا و کوہ اور اے ابرو بارانِ رحمت بھیجنے والے، لڑکوں سے بلا و شدت کو دور کر۔ پھر ہر ایک کا نام ایک ایک تیر پر لکھ کر کعبہ میں رکھو دیا او اپنے فرزندوں کو بھی کعبہ میں بھیج دیا۔ لڑکوں کی ماؤں نے گریہ و زاری شروع کی، اور حاضرین کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا جاری ہوا۔ عبدالملک صغیر بشری کے سبب گر جاتے تھے اور ایمانی قوت کے سبب اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور کہتے تھے پالنے والے اپنا حکم جلد ظاہر فرما۔ لوگ اپنے سر اٹھا اٹھا کر دیکھ رہے تھے اور رو رہے تھے، اور انتظار کر رہے تھے کہ دیکھیں قرعہ کس کے نام نکلتا ہے ناگاہ دیکھا کہ صاحب قرعہ باہر آیا اور عبداللہ کو جگنی چادر گردن میں لپیٹی ہوئی تھی کعبہ کے اندر سے کھینچتے ہوئے لایا۔ ان کا رنگ مثل آفتاب زرد ہو رہا تھا اور چراغِ صبح کے مانند وہ لائق قربانی درگاہِ رب العزت کا نپ رہا تھا۔ عبدالملک سے کہا کہ اس فرزندِ ارجمند کے نام قرعہ باہر آیا ہے۔ اگر آپ چاہیں انکو قربان کریں، چاہیں چھوڑ دیں۔ عبدالملک یہ سنتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اور انکے سب بھائی ذبح و زاری کرتے ہوئے کعبہ سے باہر آئے۔ ابوطالب سب سے زیادہ فریاد کر رہے تھے اور اپنے بھائی کی منور پیشانی کا بوسہ لے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کاش میں اُس وقت تک زندہ رہتا اور تمہارے فرزندِ ارجمند کو دیکھتا جو اس نور کا وارث ہے۔ جس کو خدا نے تمام مخلوق پر فضیلت بخشی ہے جس کے ذریعہ سے زمین کو کفر و بُت پرستی کی کثافت سے پاک کرے گا جو کاہنوں کی کہانت کو زائل کرے گا۔ جب عبدالملک کو ہوش آیا آپ نے مردوں اور عورتوں کی نالہ و فریاد کی آوازیں سُنیں۔ فاطمہؓ مادرِ عبداللہ کو دیکھا کہ اپنے سر پر خاک ڈال رہی تھیں اور اپنا سینہ پیٹ رہی تھیں۔ یہ حال دیکھ کر اور شورِ نالہ و فریاد سن کر بھی اُنکے کامل ارادہ میں مطلق خلل واقع نہ ہوا۔ عبداللہ کا بازو پکڑ کر چاہا کہ ذبح کے لئے لٹائیں، اکابر قریش اور اولادِ عبد مناف اُن سے لیٹ گئی۔ حضرت عبدالملک نے اُن سے پکار کر کہا کہ واسے ہو تم پر میرے فرزند پر تم لوگ مجھ سے زیادہ مہربان نہیں ہو۔ میں جب تک اپنے پروردگار کا حکم اس پر جاری نہ کروں گا اُس سے دست بردار نہیں ہو سکتا۔ ابوطالب عبداللہ سے پلٹے ہوئے کہہ رہے تھے کہ بابا جان اس کے عوض میں مجھے قربان کر دیجئے، لیکن اس کو چھوڑ دیجئے۔ عبدالملک نے فرمایا کہ میں اپنے پروردگار کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ قرعہ جس کے نام نکلا ہے اسی کو قربان کر دوں گا۔ اس وقت قریش کے بزرگوں نے کہا کہ دوبارہ قرعہ ڈالتے شاید کچھ اور ظاہر ہو۔ جب لوگوں نے بہت اصرار کیا تو دوبارہ قرعہ ڈالا گیا، پھر عبداللہ ہی کے نام نکلا۔ عبدالملک نے فرمایا اب تو حکم کی تعمیل لازم ہوگئی اور سفارش کا سوال ختم ہو چکا، اور عبداللہ کو قربان کا یہ پرلائے۔ اکابر عرب اُن کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ عبدالملک نے

عبداللہ کے نام قرآن کا قرعہ نکلتا۔

عبداللہ کے ہاتھ پیروں کو باندھ کر لٹایا؛ مادرِ عبداللہ نے جب دیکھا کہ حالت اس حد تک پہنچ گئی تو روتی پینتی اپنے عزیزوں کے پاس پہنچیں۔ وہ لوگ یہ خبر سن کر عبدالملک کے پاس دوڑتے ہوئے آئے جبکہ عبداللہ کے گلے کے قریب خنجر پہنچ چکا تھا۔ اس وقت آسمانوں کے فرشتوں نے شور مچایا اور اپنے پیروں کو پھیلا دیا۔ جبریلؑ و اسرافیلؑ نے نالہ و فریاد کے ساتھ بارگاہِ رب العزت میں استغاثہ کیا۔ اس وقت ان کو وحی ہوئی کہ اے میرے فرشتوں میں ہر معاملہ کا جاننے والا اور سمجھنے والا ہوں میں نے اپنے بندہ کا امتحان لیا ہے تاکہ اُس کے صبر کو تمام عالم پر ظاہر کروں۔ اسی اثنا میں فاطمہ کے عزیزوں میں سے دس اشخاص سر دیا برہنہ تلواریں کھینچے ہوئے عبدالملک کے ہاتھوں سے لیٹ گئے۔ اور لوے ہرگز اپنی بہن کے فرزند کو ذبح نہ ہونے دیں گے۔ ہاں آپ ہم سب کو قتل کر دیں اس کے بعد اختیار ہے۔ اس وقت عبدالملک نے سر آسمان کی جانب بلند کیا اور کہا پروردگار! تو دیکھ رہا ہے کہ یہ لوگ مجھے تیرا حکم جاری کرنے نہیں دیتے اور مجھے اپنی نذر پوری کرنے سے مانع ہو رہے ہیں۔ لہذا میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کر تو بہترین حکم کرنے والا ہے۔ اسی وقت اکابر قوم میں سے ایک شخص عکرمہ بن عامر نے حاضر ہو کر ایک تدبیر بتائی کہ اونٹوں اور عبداللہ کے ریان قرعہ ڈالو۔ غرض یہ طے کر کے واپس ہوئے۔ دوسرے روز عبدالملک نے فرمایا کہ تمام اونٹ حاضر کئے جائیں، اور عبداللہ کو فخرہ لباس پہنایا، خوشبو سے معطر کیا اور ہر طرح آراستہ ویراستہ کر کے کعبہ کے نزدیک لائے اور دُعا کی پروردگار! تیرا حکم نافذ ہے اور تیرا ہی فرمان جاری ہے، پھر قرعہ ڈالا قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ پھر دس اونٹ کا اضافہ کیا۔ اور التجا کی پالنے والے اگر گناہوں کے سبب میری دُعا تیری بارگاہ سے واپس ہو رہی ہے تو تو گناہوں کا معاف کرنے والا ہے اور تکلیفوں کا دور کرنے والا ہے اپنے احسان سے فضل و کرم فرما۔ پھر قرعہ ڈالا، قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ پھر دس اونٹوں کا اضافہ کیا اور قرعہ ڈالا اور کہا کہ تو پوشیدہ اور پوشیدہ تر ازوں کا جاننے والا ہے اور تمام دنیا کے حالات سے باخبر ہے ہم سے یہ بلا دور کر دے جس طرح جناب ابراہیمؑ سے زد کردی تھی پھر بھی قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ پھر دس اونٹوں کا اضافہ کیا اور کہا اے کعبہ اور تمام بندوں کے پروردگار یہ میرا فرزند مجھے تمام اولاد سے عزیز ہے۔ اور عبداللہ کی ماں فریاد کر رہی تھیں۔ پھر قرعہ عبداللہ ہی کے نام نکلا۔ پھر دوبارہ قرعہ ڈالا اور کہا اے میرے معبود بخشش و رکاوٹ تیری ہی طرف سے ہے اور تیرا ہی حکم تمام مخلوق میں نافذ ہے۔ تیری بارگاہ میں نادانی کے سبب مجھ سے خطا ہوگئی ہے تیری رحمت کا امید وار ہوں مجھے ناامید نہ کر۔ پھر قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ جب اونٹوں کی تعداد نوے تک پہنچ گئی اور ہر مرتبہ قرعہ عبداللہ ہی کے نام نکلا تو عبدالملک نے اُس کو ہر سعادت کو ذبح کرنے کے واسطے اپنی طرف کھینچا اور ہر طرف سے مردوں اور عورتوں کے رونے چلانے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اُس وقت عبداللہ نے کہا پیر بزرگوار خدا سے شرم کیجئے۔ اُس کے حکم کو رد نہ کیجئے اور اب میرے ذبح کرنے سے ذرا بھی توقف و تاخیر مت فرمایئے اور جلد مجھ کو قربان کر دیجئے تاکہ

میں قصائے الہی پر صبر کر دیں۔ میرے ہاتھ پر مضبوط باندھ دیجئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں تڑپوں اور میرے چہرے کو چھپا دیجئے تاکہ آپ پر رحم غالب نہ ہو۔ اور فرمانِ خدا کی تعمیل ہو سکے۔ اور اپنے کپڑوں کو سمیٹ لیجئے تاکہ میرے خون سے آلودہ نہ ہوں کہ جب آپ کی نظر ان پر پڑے تو رنج و اندوہ آپ کا زیادہ ہو۔ اسے بدر مہربان میرے بعد میری والدہ سے غافل نہ ہو جائیے گا اور انکی دلجوئی و تسلی میں کوتاہی نہ فرمائیے گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ میرے بعد زیادہ نہ جیتیں گی۔ اور میری وصیت آپ سے بھی ہے کہ حکم الہی پر راضی رہیں گے گا۔ اور زیادہ رنج و ملال نہ کیجئے گا۔ عبداللہ کی ان باتوں سے عبدالطلب کے دل میں غم کی آگ بھڑک اٹھی۔ غرض جناب عبداللہ کو لٹایا اور ان کے روتے نورانی کو زمین سے ملا دیا۔ اور پھری ان کے گوتے مبارک تک پہنچائی تو پھر دوسری مرتبہ اکابر قریش نے ان کے قدم مبارک کو بوسہ دیا اور کہا ایک بار پھر قرعہ ڈالیں۔ اور یہ اقرار کیا کہ اگر اس مرتبہ قرعہ عبداللہ کے نام نکلے گا، تو پھر سفارش نہ کریں گے۔ غرض پھر سو اونٹ اور عبداللہ کے نام قرعہ ڈالا گیا۔ اس مرتبہ قرعہ اونٹوں کے نام نکلا تو تمام لوگ خوشی و شادمانی سے چلتے لگے اور عبدالطلب کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور عبداللہ کو ان کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور مبارکباد دی۔ فاطمہ نے دوڑ کر عبداللہ کو گود میں لے لیا اور رو رو کر خدا کا شکر کرنے لگیں۔ اُس وقت عبدالطلب نے فرمایا کہ یہ انصاف نہیں ہے کہ نو مرتبہ قرعہ عبداللہ کے نام نکلتے اور ایک مرتبہ اونٹوں کے نام آئے تو میں عبداللہ کو چھوڑ دوں۔ اس لئے دو مرتبہ اور قرعہ ڈالا تو ہر مرتبہ اونٹوں ہی کے نام نکلا۔ اور ایک ہاتھ نے کعبہ کے درمیان سے ندا دی کہ خدائے تمہاری قربانی قبول فرمائی، اور عنقریب اس کی نسل سے سید ابراہیم و نبی مختار پیدا ہوگا۔ قریش نے کہا اے عبدالطلب آپ کو یہ عطا و بخشش خالقِ مبارک ہو کہ ہاتھانِ غیبی آپ کو آپ کے فرزند کی خوشخبری دے رہے ہیں۔ پھر جناب فاطمہ اپنے فرزند کو گھر لے گئیں۔ قبائل عرب اطرافِ عالم سے اُس سید اوصیلے زمان کی تہنیت کو مکہ آئے۔ اسی سبب سے ہر فرد کی دیت سنو اونٹ قرار پائی۔

جب یہودیوں اور کابنوں کو نائیدی ہوئی اور عبداللہ کو صبح و سلامت دیکھ لیا تو حضرت کے روکنے کی تدبیروں میں مشغول ہوئے۔ ان میں ایک تدبیر یہ تھی کہ ان میں ایک رئیس نے جس کو زبان کہتے تھے دعوت کی اور کھانے میں زہر ملا دیا۔ اور چند عورتوں کو دے کر عبدالطلب کے گھر فاطمہ کے لئے ہدیہ کے طور پر بھیجا۔ فاطمہ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے رشتہ دار اولادِ عبد مناف سے ہیں۔ عبداللہ کی سلامتی سے ہم لوگوں کو بہت مسرت ہوئی اور یہ کھانا ہم نے اُسی خوشی میں تیار کیا ہے اور آپ لوگوں کا حصہ لائے ہیں۔ وہ طعامِ جناب عبدالطلب کے سامنے لایا گیا آپ نے پوچھا کہاں سے آیا ہے فاطمہ نے کہا آپ کے عزیزوں نے ہمارے فرزند کی سلامتی کی خوشی میں پکا یا ہے اور ہمارا حصہ دے گئے ہیں۔ حضرت عبدالطلب نے کھانا چاہا تو حضرت رسالتِ آپ کے نورِ اقدس کے اعجاز سے وہ گویا ہوا کہ مجھے نہ کھاؤ مجھ میں زہر ملا دیا گیا ہے۔ اس وقت ان لوگوں نے سمجھا کہ یہ دشمنوں

یہودیوں کا عبداللہ کیلئے زہر ملا دیا گیا تھا اور اس حال میں کہ

کا فریب تھا اور کھانے کو زمین میں دفن کر دیا۔ حضرت عبداللہ جب بالغ ہوئے تو نور نبوت انکی پیشانی میں جلوہ گر ہوا ہر طرف کے بڑے بڑے شرف و امرانے آرزو کی کہ اپنی اپنی لڑکیوں کا آپ سے عقد کر دیں اور آپ کے نور سے فیض یاب ہوں کیونکہ وہ حسن و جمال میں یکتا تھے روزگار تھے۔ دن میں جس طرف سے گزر جاتے تھے لوگ آپ کے جسم اقدس سے مشک و عنبر کی خوشبو سونگھتے تھے اور اگر رات کے وقت نکلتے تو آپ کے چہرے کے نور سے در و دیوار روشن ہو جاتے تھے۔ اہل مکہ ان کو مصباحِ حرم و کعبہ کا چراغ کہتے تھے۔ مختصر یہ کہ گھر نور رسالت پناہ صدفِ آمنہ بنت وہب کی قیمت میں تھا اور جناب عبداللہ کا نکاح ان سے ہوا۔

اس ترویجِ مبارک کا سبب یہ ہوا کہ جب علمائے اہل کتاب نے اس فخرِ عقلا سے روزگار کے ظہور کے آثار مشاہدہ کئے، سب کے سب شام میں جمع ہوئے اور پیغمبرِ آخر الزمان کے ظہور کے بارے میں گفتگو کی، اور اپنے ایک عالم کے پاس اردن میں گئے جو سب سے زیادہ بزرگ و دیندار تھا۔ اس نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تمہارے آنے کا کیا سبب ہے اور تم لوگ اس قدر پریشان و مضطرب کیوں ہو؟ انہوں نے کہا ہم نے اپنی کتابوں کو دیکھا اور اس میں اس پیغمبرِ جلیل کے اوصاف پڑھے جس کی فرشتے مدد کریں گے اور ہم اور ہمارا دین اس کے ہاتھوں زائل و برباد ہوگا۔ آپ سے اس کے بارے میں مشورہ کرنے آئے ہیں ممکن ہے اس کے روکنے کی کوئی تدبیر کیجی سمجھ میں آئے۔ اُس عالم نے کہا جو شخص اس امر کو مٹانا چاہے جس کو قائم کرنے کا ارادہ خدائے کیا ہو تو وہ شخص جاہل و مغرور ہے جو کچھ تم لوگوں نے دیکھا اور پڑھا ہے وہ واقع ہو کر رہے گا، اس کا روکنا ممکن نہیں۔ اس کے عزیزوں میں سے اس کا ایک وزیر ہوگا جو ہر امر میں اس کا معین و مددگار ہوگا۔ ان لوگوں نے اس عالم کی گفتگو سنی تو حیران رہ گئے۔ ان میں سے ایک عالم یہو یانامی اٹھا جو بڑا کافر، سرکش و شجاع تھا۔ اور بلالیہ شخص بڑھا ہو گیا ہے اور پیری کے سبب اس کی عقل زائل ہو گئی ہے۔ اس کی باتیں مت سنو میں کہتا ہوں کہ جس درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جاتا ہے پھر کبھی وہ سرسبز نہیں ہوا کرتا۔ مناسب ہے کہ اس شخص کو ہلاک کر دو جس سے وہ پیغمبر پیدا ہونے والا ہے اور اس کی طرف سے بیخوف ہو جاؤ اس کی تدبیر یہ ہے کہ کچھ مال خریدو اور تجارت کے بہانے سے مکہ جاؤ وہاں تمہارا مقصد حاصل ہو جائے گا اور میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اپنی تلواروں کو زہر میں بچھا لو اور سفر کا انتظام کرو۔ ان ملعونوں نے اس کا فریب بخت کی رائے پسند کی اور مکہ معظمہ کیلئے مناسب مال خرید گئے اور روانہ ہوئے جب مکہ کے قریب پہنچے ایک ہاتھ کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا کہ اے بدترین انسانو! بہترین شہر میں جا رہا ہو اور بہترین خلقِ خدا کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہو۔ جو شخص خدائے جبار کی تقدیر پر غالب ہوتا چاہتا ہے اس کی بازگشت آتشِ جہنم کی طرف ہوتی ہے اور وہ دنیا و عقبہ میں خائف و نقصان اٹھاتا والا ہوتا ہے۔ یہ وحشت خیز آواز اور ایسی باتیں سن کر وہ دوڑے۔ اور چاہتے تھے کہ واپس چلے جائیں پھر یہو یانامی شیطان کے دوسروں کے ساتھ ان کو اس سفر پر قائم رکھا۔ راستہ میں جو لوگ ملتے تھے وہ



لامعین جناب عبداللہ کا حال پوچھتے وہ عبداللہ کے حسن و جمال اور کمال کی تعریف کرتے جس سے ان کا حسد اور بڑھ جاتا۔ غرض وہ سب مکہ میں داخل ہوئے اور تاجروں کو اپنے مال دکھاتے اور قیمت بہت زیادہ طلب کی تاکہ وہ نہ خریدیں، اور مکہ میں قیام کا عذر وہاں ان کے لئے موجود رہے اور موقع کے منتظر تھے۔ ایک رات جناب عبداللہ نے خواب میں دیکھا اور اپنے پدر عبدالملک سے بیان کیا کہ چند بندر برہنہ تلواریں ہاتھوں میں لئے انکو حرکت دے رہے ہیں اور مجھ پر حملہ کر رہے ہیں یہاں تک کہ میں ہوا میں بلند ہو گیا۔ اور آسمان کی جانب سے ایک آگ نازل ہوئی جس نے ان تمام بندروں کو جلا کر خاک کر دیا۔ عبدالملک نے فرمایا اے فرزند خداوند عالم تجھ کو تمام بلاؤں سے محفوظ رکھے گا۔ تجھ سے حسد کرنے والے بہت ہیں اس زور کے سبب جو تیری پیشانی میں ہے۔ لیکن اگر تمام اہل زمین اتفاق کر لیں تب بھی تجھ کو ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ کیونکہ یہ نور امانت پیغمبر آخر الزماں ہے اور خدا اس کا محافظ ہے۔

اکثر جناب عبدالملک و عبداللہ شکار کو جایا کرتے تھے لیکن وہ کفار عبدالملک کے خوف سے عبداللہ سے کچھ تعرض نہ کر سکتے تھے۔ ایک روز جناب عبداللہ تنہا شکار کے لئے گئے۔ ہوا اپنے ہمارے ہوں کے پاس آکر بولا اب کیا انتظار کر رہے ہو۔ عبداللہ اکیلے شکار کو گئے ہیں موقع غنیمت ہے۔ یہ سننے ہی ان میں سے اکثر برہنہ تلواریں اپنے کپڑوں میں چھپا کر عبداللہ کے قتل کے ارادہ سے چلے اور اس وقت پہنچے جب عبداللہ پہاڑ کے دروں میں داخل ہو کر ایک شکار کو ذبح کر رہے تھے۔ یہودیوں نے ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا اور تمام راستے بند کر لئے۔ عبداللہ نے جو دیکھا کہ وہ قتل کا ارادہ رکھتے ہیں، اپنا سر آسمان کی جانب بلند کیا اور ظاہر و باطن جاننے والے خدا کی بارگاہ میں تضرع و زاری کی۔ پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر بولے کہ کس سبب سے مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ خدا کی قسم میں نے تم میں سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں دی ہے نہ کسی کا مال چھینا ہے نہ تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے لیکن ان ملعونوں نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ یکبارگی حملہ کر دیا۔ عبداللہ نے خدا کا نام لے کر چار تیر ان کی طرف پھینکے، ہر تیر سے ایک ایک لعین کو واصل جہنم کیا۔ تو ان کافروں نے جملہ دیہان شروع کیا۔ کہنے لگے آپ ہم کو کیوں قتل کر رہے ہیں ہم کو آپ سے کوئی غرض نہیں۔ ہمارا ایک غلام جھاگ گیا ہے ہم اس کی تلاش میں آئے اور آپ کو غلطی سے دہی غلام سمجھ لیا۔ عبداللہ ان کے اس فریب آمیز عذر پر ہنسے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر کمان اٹھائی اور چاہا کہ ان کے درمیان سے نکل جائیں ان لوگوں نے پھر حملہ کیا۔ بعض پتھر مارنے لگے اور بعض تلواروں سے وار کرنے لگے۔ عبداللہ بھی شہر کی طرح ان پر بھیڑے اور بہتوں کو مار کر زمین پر گر دیا۔ لیکن ان کی شدت و سستی جب زیادہ ہوئی تو گھوڑے سے کود پڑے اور پشت پہاڑ کے سہارے سے لگائی تو ان ظالموں نے پتھر مارنا شروع کیا۔ خوف سے نزدیک نہ آتے تھے۔ اسی حال میں جبکہ ان اشقیانے عبداللہ کو گھیر رکھا تھا، وہبؓ ابن عبد مناف اس درہ میں پہنچ گئے۔ ان یہودیوں کی کثرت دیکھ کر ڈرے اور دوڑے ہوئے مکہ میں

جناب عبداللہ کا تنہا شکار اور کفار عبدالملک کے خوف سے عبداللہ سے کچھ تعرض نہ کر سکتے تھے۔

آئے اور بنی ہاشم کو آواز دی کہ عبداللہ کی خبر لو دشمنوں نے فلاں درے میں انکو گھیر رکھا ہے۔ یہ سننے ہی تمام بنی ہاشم ہاتھوں میں تلواریں لئے برہنہ گھوڑوں پر سوار ہو کر تیزی کے ساتھ اس درہ میں پہنچے عبداللہ نے دیکھا کہ عبدالملک، ابوطالب، حمزہ اور عباسؓ اور دوسرے بنی ہاشم درہ میں داخل ہوئے تو عبدالملک نے فرمایا اے فرزند یہ تھی اس خواب کی تعبیر جو تم نے دیکھا تھا۔ یہودیوں نے ان لوگوں کو دیکھ کر سمجھ لیا کہ اب ہماری جانیں نہیں بچ سکتیں، اور بھاگنے لگے۔ بعض تنگ درہ میں جا کر چھپے جن پر بقدرت الہی پہاڑ سے پتھر گرا اور وہ جہنم واصل ہوئے۔ ان میں سے اکثر گرفتار ہوئے۔ ان لوگوں نے چاہا کہ ان سب کو قتل کر دیں تو وہ کہنے لگے کہ ہم کو اتنی ٹہکت دیجئے کہ اپنے حسابات اہل مکہ سے صاف کر لیں پھر آپ کو اختیار ہے جو چاہیں کریں۔ تو ان لوگوں کی مشکلیں باندھ کر مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ مکہ والے ان پر پتھر برساتے اور لعنت کرتے تھے۔ پھر عبدالملک نے چند لوگوں کو برائے شکریہ و ہب کے پاس بھیجا۔

وہب جب اپنی زوجہ برہ کے پاس پہنچے تو بیان کیا کہ آج عبداللہ پسر عبدالملک سے چند ایسے امور میں نے دیکھے کہ عرب کے تمام بہادروں سے کبھی نہ دیکھے تھے۔ خدا نے اس کو حسن و جمال اور نور و ضیاء سے مخصوص فرمایا ہے جس کے مانند دنیا میں نہ دیکھا نہ سنا۔ جب یہودیوں نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو میں نے دیکھا کہ فرشتے اس کی مدد کے لئے آسمان سے اتر رہے ہیں۔ بھر بولے عبدالملک کے پاس جا کر استدعا کرو شاید ہماری لڑکی آمنہؓ کو انکے عقد میں قبول کر لیں اور ہم کو اس شرف سے سرفراز فرمائیں۔ برہ نے کہا اے وہب تمام رؤسائے مکہ اور اطراف و جوانب کے بادشاہوں نے ان کی طرف رغبت کی کہ اپنی لڑکی ان کو دیں لیکن انہوں نے قبول نہ کیا، ہماری لڑکی کی جانب کب رغبت کریں گے۔ وہب نے کہا آج میں نے ان پر اپنا ایک حق قائم کیا ہے کہ عبداللہ کے معاملہ سے ان کو آگاہ کیا۔ شاید اس سبب سے میری دختر کے لئے راضی ہو جائیں۔

برہ عبدالملک کے گھر آئیں۔ آپ نے فرمایا خوب آئیں آج تمہارے شوہر نے ہم پر ایک احسان کیا ہے۔ تمہاری جو حاجت ہو بیان کرو ہم پوری کریں گے۔ برہ نے کہا اے عبدالملک انہوں نے مجھ کو آپ کے پاس بھیجا ہے، چاہتے ہیں کہ نور عبداللہ انکی بیٹی آمنہؓ کی طرف منتقل ہو۔ اس کے علاوہ ہماری کوئی خواہش نہیں۔ آمنہؓ آپ کے لئے ہدیہ قرار دیتی ہوں۔ عبدالملک نے عبداللہ کو دیکھا اور فرمایا اے فرزند اگرچہ بادشاہوں کی بیٹیوں کو تم نے قبول نہیں کیا، لیکن یہ لڑکی تمہارے خاندان کی ہے عقل و مہارت، عفت و دیانت، صلاح و کمال اور حسن و جمال میں مکہ میں کوئی لڑکی اس کی مثال نہیں ہے عبداللہ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور کراہت کا اظہار نہ کیا۔ تو عبدالملک نے برہ سے فرمایا تمہاری خواہش ہم کو منظور ہے اور ہم نے تمہاری دختر کو عبداللہ کے لئے قبول کیا۔ پھر رات کے وقت عبدالملک جناب عبداللہ کو وہب کے گھر لے گئے اور اس سلسلہ میں گفتگو شروع کی۔ دفعہ وہ یہودی جو وہب کے گھر میں قید تھے اس موقع کو غنیمت سمجھے اور رسیاں اور زنجیریں توڑ کر اپنے گھر والوں کی جانب بھاگ کھڑے ہوئے۔ چونکہ ہتھیار انکے پاس نہ تھے اس لئے بنی ہاشم کو پتھر دے مارنا شروع کیا لیکن

اس کا عبداللہ کے ساتھ جانے کے لئے عبداللہ کے پاس دوسرے کا بیٹا بھیجا۔



یا اعجاز نور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ پھر خود انہی کے سینہ دوسرے واپس پڑنے لگے ادھر ان شیرانِ بیشہ شجاعت نے نیام سے تلواریں کھینچیں اور نورِ سیدہ انام سے توسل کر کے ان کا فروں پر حملہ کیا اور ان سب کو جہنم میں پہنچا دیا۔ اس قصیدہ داہمیہ کے بعد عبدالمطلب نے وہب سے فرمایا کہ کل صبح انشاء اللہ تم قوم کی موجودگی میں اس تقریب نکاح کو سرانجام دینگے۔

دوسرے روز صبح کو عبدالمطلب نے اپنی اولاد اور اعزا کو ساتھ لیا۔ وہب نے بھی اپنے عزیزوں کو جمع کیا۔ جب دونوں طرف کے لوگ جمع ہو گئے عبدالمطلب نے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ خطبہ پڑھا اور فرمایا میں خدا کی حمد کرتا ہوں شکر کرنے والوں کی سی حمد۔ ایسی حمد جس کا وہ سزاوار ہے۔ ان نعمتوں پر جو اُس نے ہمیں بخشی ہیں اور ہم کو اپنے حرم کا ہمسایہ قرار دیا ہے۔ اور اپنے حرم میں جگہ دی ہے۔ اور اپنے بندوں کے دلوں میں ہماری محبت ڈال دی ہے اور ہم کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے اور ہماری تمام بلاؤں اور آفتوں سے حفاظت کی ہے۔ اور میں حمد کرتا ہوں اس خدا کی جس نے ہمارے لئے نکاح کو حلال اور زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ واضح ہو کہ ہمارا فرزند عبد اللہ تمہاری بیٹی آمنہ کی اتنے مہر پر خواستگاری کرتا ہے کیا تم کو منظور ہے؟ وہب نے کہا ہاں ہم راضی ہیں اور ہم نے قبول کیا۔

عبدالمطلب نے قوم سے فرمایا آپ لوگ گواہ ہیں۔ اس کے بعد عبدالمطلب نے چار روز تک تمام مکہ والوں اور قریب و جوار کے لوگوں کی دعوتِ دلیمہ کی۔ غرض عبد اللہ و آمنہ کی مزاجت کو ایک ات گری اور طلوع آفتاب کا وقت قریب آیا تو خلاقِ عالم نے جبریل کو حکم دیا انہوں نے جنتِ المادی میں ندا کی کہ پیغمبر بشیر و نذیر و سراجِ منیر کے ظہور کے اسباب تقدیر تمام ہوئے۔ وہ پیغمبر جو نبیوں کا حکم کرے گا اور برائیوں سے روکے گا اور لوگوں کو حق کی دعوت دے گا اور میرے بندوں پر میری رحمت اور صاحبِ امانت و صیانت ہوگا۔ اُس کا نورِ ہدایت اطرافِ عالم میں ظاہر ہوگا۔ جو شخص اس کو دوست رکھے گا اس کو شرف و عطا کی خوشخبری ہے۔ اور جو اُس کو دشمن رکھے گا اُس کے لئے بدترین عذاب ہوگا۔ وہ وہی ہے جس کی پاکیزہ طینت کو آدم کی خلقت سے پہلے میں نے تمہارے سامنے پیش کی تھی۔ اُس کا نام آسمان میں اَحْمَد اور زمین میں مُحَمَّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے اور بہشت میں ابوالقاسم۔ یہ سکر فرشتوں نے تسبیح و تقدیس و تکبیر کی آوازیں بلند کیں۔ بہشت کے دروازوں کو کھول دیا اور جہنم کے دروازوں کو بند کر دیا۔ خود روں نے بہشت کے بالاخانوں سے سر نکالا، بہشت کے طائر وں نے طرح طرح کے نعوں میں بہشت کے درختوں پر خالقِ زمین و زمان کی تسبیح کرنا شروع کیں۔ پھر جبریل ہزار فرشتوں کے ساتھ زمین پر آئے اور اطرافِ عالم میں حبیبِ کردگار کے انفاذِ لطف کی خوشخبری پہنچائی اور دریاؤں، پہاڑوں اور بادلوں کے خازنوں اور تمام مخلوقاتِ زمین کو مژدہ سرور دیا یہاں تک کہ زمین بہشت کے ساکنین تک کو یہ خوشخبری پہنچائی۔ ان میں سے جس جس نے اُس برگزیدہ خدا کی محبت اختیار کی خدا کی رحمت سے سرفراز ہوا، اور جس نے عداوت کو دل میں جگہ دی وہ الطافِ الہی سے محروم ہو گیا اور شیاطین کو یا بزنخ کیا اور آسمانوں کی خبریں سننے سے روک دیا۔ ان کو شہاب کے تیروں سے مار کر

آسمان کے ہر دروازہ سے بھگا دیا۔ دوسرے روز جمعہ کو جو عرفہ کا دن تھا عبد اللہ اپنے باپ بھائیوں کے ساتھ بیابانِ عرفات میں گشت میں مصروف تھے۔ وہ لوگ بہت پیاسے تھے۔ اس بیابان میں پانی نہ تھا۔ ناگاہ نہایت صاف پانی کی نہر دکھائی دی جس کو دیکھ کر وہ بہت متعجب ہوئے۔ دفعہ ایک منادی کی آواز سنی کہ اے عبد اللہ اُس پانی کو پیو۔ اس وقت عبد اللہ نے سمجھا کہ وہ آسمانی نہر اُس برگزیدہ معبود کے انفاذِ لطف کے لئے زمین پر ظاہر ہوئی ہے۔ وہ اسی وقت اپنے خیمہ میں بجلت تمام واپس آئے اور آمنہ سے فرمایا کہ اٹھو۔ غسل کرو، پاکیزہ کپڑے پہنو، اور خوشبو لگاؤ۔ و عقیقہ اُس نور ربانی کا حزن ہوا چاہتی ہو۔ غرض وہ اُس وقت سید المرسلین سے حاملہ ہوئیں اور وہ نور عبد اللہ کی صلب سے آمنہ کے رحمِ مطہرہ میں منتقل ہوا۔ آمنہ کہتی ہیں کہ جب عبد اللہ مجھ سے مقاربت کر رہے تھے ایک نور اُن سے صادر ہوا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو روشن کر دیا تھا۔ پھر وہی شعاع جبین آمنہ سے آیتہ میں عکس آفتاب کے مانند نمایاں ہوئی۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک عورت فاطمہؓ مرہ کی بیٹی تھی جس نے انبیاء و علمائے گزشتہ کی بہت سی کتابیں پڑھی تھیں۔ ایک روز حضرت عبد اللہ اُس کی طرف گزرے۔ اُس عورت نے پوچھا آپ ہی ہیں جن کا فدیہ توتاؤنٹ آپ کے والد صاحب نے دیلے؟ فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کیا اچھا ہو کہ آپ مجھ سے عقد کر لیں اور صرف ایک مرتبہ مجھ سے قربت فرمائیں۔ میں توتاؤنٹ اس کے عوض آپ کو دوں گی حضرت عبد اللہ نے توجہ نہ کی۔ جب لفظِ طلقہ حضرت رسالت پناہ صلعم رحم آمنہ میں منعقد ہو گیا پھر حضرت عبد اللہ ایک روز اُسی عورت کی طرف سے گزرے لیکن اس کی وہ پہلی خواہش نہ پائی، اس کا سبب دریافت کیا۔ اُس نے کہا جس امر کے واسطے میں آپ کو چاہتی تھی وہ تقدیر الہی کے سبب دوسرے کے نصیب میں تھا۔ وہ اس نور خداوندی سے بہرہ ور ہوئی۔

روایت ہے کہ جب عبد اللہ کا عقد آمنہ سے ہو گیا دوسو عورتیں اُن کی حسرت میں ہلاک ہو گئیں اور جب وقت آیا کہ وہ نور عبد اللہ کی جانب سے منتقل ہوا اس قدر روشن و درخشاں ہوا کہ کسی کی فطرت نہ تھی کہ رات کے وقت ان کے رونے تاباں پر نظر کرے کہ وہ جس پتھر یا درخت کی جانب سے گزرتے تھے، وہ سب آپ کی طرف سجدہ میں گر پڑتے تھے اور حضرت کو سلام کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب حضرت عبد اللہ نے سوئے بہشت رحلت فرمائی جناب رسالت مآب صلعم کی عمر مبارک دو ماہ کی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت سات مہینے کے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضور ابھی پیدا نہ ہوئے تھے اور جب حضرت آمنہ کی وفات ہوئی حضرت کا سن مبارک چار سال کا تھا۔ ایک روایت ہے کہ حضرت چھ سال کے تھے اور ایک روایت کے مطابق دو سال چار مہینے کے تھے۔ اُن کا انتقال ابوا میں ہوا جو مکہ و مدینہ کے درمیان ایک منزل ہے۔ اور جب حضرت عبدالمطلب نے وفات پائی آپ کی عمر آٹھ سال دو مہینے دس روز کی تھی۔

روایت خاصہ و عامہ میں وارد ہوا ہے کہ ایک رات جناب سرورِ عالم اپنے پدر بزرگوار جناب

جناب عبدالمطلب کی قبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا اے نبی خداوندی! میں نے تجھے اپنے باپ کی قبر پر دفن کیا ہے۔

جناب عبدالمطلب کا صحن و کمال اور خداوندی سے بہرہ ور ہوئی۔

جناب عبدالمطلب کی قبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا اے نبی خداوندی! میں نے تجھے اپنے باپ کی قبر پر دفن کیا ہے۔

اور پریشان حالی کو بھول گیا اور حضرت کو جانے سے منع نہ کر سکا جب عبدالمطلبؑ اس بوستان میں داخل ہوئے۔ دیکھا کہ قصر عدنان باغ کے وسط میں واقع ہے۔ اور طرح طرح کے پھول اس قصر کے چاروں طرف لگے ہوئے ہیں اور ایک صاف نہر اس قصر کے گرد بہہ رہی ہے اور سیف شمشیر بران کے مانند اس قصر کے ایوان میں تکیہ لگائے پھولوں کی کیاریوں کی جانب دیکھ رہا ہے جب اس نے عبدالمطلبؑ کو دیکھا غضب میں آکر اپنے غلاموں سے بولا کہ کون مرد ہے جو بغیر میری اجازت کے اس باغ میں آیا ہے جلد میرے پاس اس کو حاضر کرو۔ غلام تیزی کے ساتھ گئے اور ان حضرت کو بادشاہ کے پاس لاتے۔ حضرت عبدالمطلبؑ قصر میں داخل ہوئے تو دیکھا وہ قصر سونے چاندی اور طرح طرح کے جواہرات سے آراستہ ہے اور ہر طرف نہایت حسین و جمیل کینزیں صف باندھے کھڑی ہیں۔ بادشاہ کے نزدیک ایک ستون عقیقہ مرخ کا نصب ہے اس پر ایک جام یا قوت کا ہے جس میں شراب کی مشک بھری ہوئی ہے۔ اس کے بائیں جانب ملائے مرخ کا ایک پیالہ رکھا ہوا ہے۔ بادشاہ اپنی تلوار نیام سے پھینکے ہوئے اپنے زانو پر رکھے ہوئے تھا اس نے عبدالمطلبؑ سے پوچھا تم کون ہو؟ فرمایا میں عبدالمطلبؑ بن ہاشم بن عبدمناف ہوں اور جناب آدمؑ تک اپنے نسب کو بیان فرمایا۔ بادشاہ نے کہا اے عبدالمطلبؑ تم ہماری بہن کے فرزند ہو؟ فرمایا ہاں۔ اس لئے کہ سیف آل قحطان سے تھا اور آل قحطان بھائی کی اولاد اور آل اسمعیل بہن کی اولاد تھی۔ پھر تو سیف نے عبدالمطلبؑ کی بہت تعظیم و تکریم کی اور کہا خوش آمدید اور مجھ کو عزت بخشی اور حضرت سے مصافحہ کیا۔ اور اپنے پہلو میں بٹھایا اور پوچھا کہ کس کام سے آئے ہیں؟ حضرت نے فرمایا ہم جو ارخانہ خدا کے رہتے والے اور اس کی خدمت کرنے والے ہیں۔ آپ کے پاس آپ کو دشمنوں پر فتح و ظفر حاصل ہونے کی مبارکباد دینے آئے ہیں اور بادشاہ کو دعائیں دیں۔ بادشاہ حضرت کے کلام سے بہت خوش ہوا اور آپ کو تمام ہمراہیوں کے ساتھ دارالضیافت میں بٹھرایا اور اپنا مہمان کیا اور آپ کی عزت و تعظیم میں بہت مبالغہ کیا۔ ہر روز درہم ضیافت میں خرچ کے لئے مقرر کیا۔ ایک رات عبدالمطلبؑ کو خلوت میں طلب کیا اپنے خواص کو علیحدہ کر دیا تاکہ کوئی ان کی باتوں پر مطلع نہ ہو سکے اور کہا اے عبدالمطلبؑ میں چاہتا ہوں کہ اپنے رازوں میں سے ایک راز تم سے کہوں جس کو اب تک کسی سے نہیں بیان کیا ہے کیونکہ تم کو اس کا اہل سمجھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس کو پوشیدہ رکھنا جب تک کہ اس کے ظاہر ہونے کا وقت نہ آئے۔ پھر سیف نے کہا تمہارے شہر میں ایک طفل ہے خوبصورت جس کے اعضا موزوں مناسب ہیں۔ وہ حسن و جمال اور قد و قامت میں لیگانہ روزگار ہے۔ اس کے دونوں شانلوں کے درمیان ایک علامت ہے۔ وہ زمین تہام میں مبعوث ہوگا، خدا اس کے سر پر تاج پیغمبری رکھے گا، ابراہیم کے سر پر سایہ فلک ہوگا، وہی قیامت کے روز شیخ اُمّ ہوگا۔ اس کے دونوں شانلوں کے درمیان پیغمبری کی دو مہر ہیں جن میں دو سطروں میں لکھا ہوا ہے ایک ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ دوسری سطر پر

عبدالله کی قبر پر آئے۔ دو رکعت نماز پڑھی اور آپ کو ندا کی۔ قبر شگافہ ہوئی، دیکھا کہ عبدالمطلبؑ قبر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت کو دیکھ کر بولے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَ اَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَ رَسُوْلُهُ حضرت نے پوچھا آپ کا ولی کون ہے؟ انہوں نے پوچھا اے فرزند تمہارا ولی کون ہے؟ پیغمبر نے فرمایا یہ علیؑ آپ کے ولی ہیں۔ تو عبدالمطلبؑ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ میرا ولی ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا اے پدر اپنے باغ میں واپس جاتے جہاں آپ تھے۔ پھر حضرت وہاں سے اپنی مادر گرامی کی قبر پر آئے اور اُسی طرح عمل کیا۔ قبر شگافہ ہوئی۔ آپ نے دیکھا کہ جناب آمنہؑ اپنی قبر میں بیٹھی ہیں اور کہتی ہیں اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَ اَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَ رَسُوْلُهُ۔ فرمایا آپ کا ولی کون ہے؟ انہوں نے پوچھا اے فرزند تمہارا ولی کون ہے؟ فرمایا یہ علیؑ ابن ابی طالب آپ کے ولی ہیں جناب آمنہؑ نے بھی کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ علیؑ میرے ولی ہیں حضرت نے فرمایا اپنے باغ کی طرف واپس جاتے جس میں آپ تھیں۔

شاذان بن جبریل قمی و ابن بایویہ و شیخ طبرسی رضی اللہ عنہم وغیرہم نے روایت کی ہے جن میں بہت معمولی اختلاف ہے اور زیادہ موافقت۔ شاذان کی روایت سے ہے کہ حضرت عبدالمطلبؑ کے زمانہ میں میں میں ایک بادشاہ تھا جس کو سیف بن ذی یمن کہتے تھے وہ مکر و مکر پر قابض ہو گیا تھا اور اپنے لڑکے کو وہاں کا حاکم مقرر کر رکھا تھا۔ جناب عبدالمطلبؑ نے اور اس کے بنی ہاشم کو ساتھ لیا اور یمن کی جانب متوجہ ہوئے تاکہ اس سے ملاقات کریں اور اس کو اہل مکہ پر لطف و مہربانی کی ترغیب دیں۔ جب یمن میں پہنچے معلوم ہوا کہ بادشاہ ضرور دی میں قیام پذیر ہے۔ یہ اس کی عادت ہے کہ جب بہار کا زمانہ ہوتا ہے وہ قصر عدنان میں رہتا ہے اور چالیس روز سے زیادہ عیش و عشرت میں مشغول رہتا ہے۔ اس اثناء میں کسی کو وہاں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی۔ وہ باغ جو قصر عدنان میں واقع تھا اس کا ایک دروازہ صحرا کی جانب بھی تھا۔ اور دروازہ پر دربان تعینات تھے۔ ایک روز جناب عبدالمطلبؑ اُسی دروازہ پر پہنچے جو صحرا کی جانب تھا۔ آپ نے دربان سے اندرجانے کی اجازت چاہی۔ دربان نے کہا بادشاہ ان ایام میں اپنے مصاحبین اور عورتوں کے ساتھ خلوت میں رہتا ہے اور کسی اور کو وہاں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر وہ آپ کو دیکھے گا تو آپ کے ساتھ مجھے بھی قتل کر دے گا۔ عبدالمطلبؑ نے اشرفیوں کی ایک تختی اس کو دے کر فرمایا تم مجھے جانے سے مت روکو۔ اور میرے قتل کا معاملہ میرے اوپر چھوڑ دو اور تمہارے متعلق میں بادشاہ سے عذر کر لوں گا کہ تم کو کوئی گوند نہ پہنچنے پائے۔ دربان کی نگاہیں زرخ پر پڑیں تو اپنے سیاہ نوٹن

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ ان روایتوں سے ظاہر ہوا کہ آنحضرتؐ کے والدین خدا کی وحدانیت اور آنحضرتؐ کی رسالت پر ایمان رکھتے تھے۔ ان کا قبریں بلانا اس لئے تھا کہ ان کا ایمان علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت کے اقرار سے کامل تر ہو جائے ۱۳







سردار سمجھنا اور اس کے حق کی رعایت اور اس کی تنظیم میں کمی نہ کرنا۔ سب لوگوں نے کہا ہم نے سنا اور جان و دل سے قبول کیا۔ پھر جان کنی کا عالم حضرت پرطاری ہوا، حضرت سرور کائنات کو گود میں لیا اور فرمایا اے فرزند سعادتمند میرے پاس سے الگ مت ہو جب تک تم میرے پاس ہو مجھے راحت و آرام ہے۔ یہ کہہ رہے تھے کہ آپ کی روح اقدس جو ارجمت پروردگار کی طرف پرواز کر گئی۔

بسنڈ مائے معتبر امام جعفر صادق و امام رضا علیہما السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو یتیم اس لئے کر دیا تھا اور کم سنی میں آپ کے باپ ماں کو دنیا سے اٹھا لیا تھا تاکہ خدا کی اطاعت کے سوا کسی کی اطاعت ان پر لازم نہ ہو اور کسی کا کوئی حق سوائے خدا کے آنحضرت پر نہ رہے۔

## چھٹی فصل

آنحضرت کی بعثت سے پہلے تمام عرب اور اہل مکہ کے حالات :-  
حدیث موقوف بلکہ صحیح میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ کعبہ کی تولیت ہمیشہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں رہی۔ وہ لوگ ہمیشہ امر حج اور ان کے دین کے معاملات کی حفاظت کرتے رہے۔ اور بزرگی بزرگوں سے میراث میں انکو ملتی رہی یہاں تک کہ عدنان بن اود کا زمانہ آیا۔ پھر تو ان کے قلوب سخت ہو گئے اور ان میں فساد پیدا ہوا اور وہ دین خدا میں بدعتیں کرنے لگے۔ بعضوں کو حرم سے نکال دیا۔ ان میں سے اکثر برائے تحصیل معاش اور اکثر جنگ و جدال سے بچنے کے لئے متفرق ہو گئے۔ ان میں سے زیادہ تر ملت حنیفہ ابراہیمؑ پر باقی رہے جیسے ماں بہن اور بیٹیوں کا حرام ہونا جیسا کہ خدا نے قرآن میں حرام قرار دیا ہے۔ لیکن سوتیلی ماؤں کو اور بہن کی بیٹیوں اور دو بہنوں کے ساتھ ایک وقت میں نکاح حلال سمجھتے تھے اور حج و تبلیہ اور غسل جنابت کا اعتقاد رکھتے تھے، لیکن حج و تبلیہ میں بدعتیں پیدا کر رکھی تھیں اور بت پرستی اور شرک بھی کرنے لگے تھے اسی حال میں حضرت موسیٰ اسماعیلؑ و عدنان کے زمانہ کے درمیان مبعوث ہوئے۔

روایت ہے کہ جب معد بن عدنان کو خوف ہوا کہ حرم پرانا ہو کر مشتبہ ہو جائے گا تو انہوں نے اس کے لئے میل و نشانات قائم کیے جب قبیلہ جرہم مکہ پر غالب ہوئے اور کعبہ کی تولیت ان کے قبضہ میں آئی تو وہ اپنے بعد میراث میں دوسروں کو دیتے چلے گئے یہاں تک کہ ان میں خود فساد و ظلم شروع ہوا۔ انہوں نے کعبہ کی حرمت ضائع کر دی اور کعبہ کے اموال پر متصرف ہو گئے اور جو مکہ میں آجاتا تھا اس پر ظلم کرتے اور بہت زیادہ فساد و سرکشی کرنے لگے۔ اس زمانہ میں ایسا ہوتا تھا کہ جو شخص مکہ میں فساد و سرکشی کرتا اور کعبہ کی ہتک حرمت کرتا وہ بہت جلد ہلاک ہو جاتا تھا اسی سبب سے اس کو مکہ کہتے ہیں کہ ظالموں کی گردنیں توڑ دیتا تھا۔ اور اس کو بیاسہ بھی اسی لئے کہتے ہیں کہ جو شخص اس میں ظلم و ستم کرتا ہے اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اور ائمہ رحم بھی کہتے ہیں کہ جو اس کی حرمت و خدمت کرتا ہے خدا کی رحمت اس کے لئے لازم ہو جاتی ہے۔ غرض جب جرہم کے لوگوں نے طغیان و سرکشی کی تو خدا نے انکو مرض نکسیر اور طاعون میں مبتلا کیا جس سے بہت سے ہلاک ہو گئے۔ پھر قبیلہ خزاعہ جمع ہوئے تاکہ جرہم کے باقی ماندہ لوگوں کو حرم سے نکال دیں۔ خزاعہ کا

ریش و سردار عمرو بن ربیعہ بن عارضہ تھا اور جرہم کا سردار عمرو بن الحارث بن جرہم تھا ان میں باہم جنگ ہوئی اور خزاعہ جرہم پر غالب آئے۔ تھوڑے سے جرہم کے لوگ جو حج رہے تھے جہینہ کے مقام پر چلے گئے اور آباد ہو گئے۔ وہاں سیناب آیا اور سب کے سب فنا ہو گئے۔ ان کے بعد خزاعہ والیان مکہ ہوئے یہاں تک کہ قسطنطین بن کلاب حضرت رسول اللہ کے جد بزرگ کا زمانہ آیا۔ انہوں نے خزاعہ کو مکہ سے نکال باہر کیا اور خود کعبہ کی متولی ہوئے۔ انکی اولاد میں تولیت کعبہ پیغمبر خدا کے زمانہ تک باقی رہی۔

بسنڈ صحیح حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اہل عرب ہمیشہ کچھ نہ کچھ دین ابراہیمؑ کی متابعت کرتے رہے اور صلہ رحم میں ملتے رہے۔ بہانوں کی خاطر بدعات کیا کرتے اور کعبہ کا حج کیا کرتے تھے انکا قول تھا کہ مال یتیم سے پرہیز کر، کیونکہ وہ رسی کے مانند ہے جو انسان کو باندھ دیتی ہے۔ وہ بہت سی حرام چیزوں سے عذاب کے خوف سے پرہیز کرتے تھے کیونکہ وہ جب کبھی کوئی فعل حرام عمل میں لاتے بہت جلد کسی نہ کسی بلا میں مبتلا ہو جاتے تھے۔ حرم کے درختوں کی پھال اپنے اونٹوں کی گردنوں میں لٹکا دیتے اور پھوڑ دیتے تھے۔ پھر ان اونٹوں کو کوئی شخص چرائیے اور لے لینے کی جرأت نہیں کرتا تھا اور نہ کسی دوسرے درخت کی پھال انکی گردنوں میں لٹکا سکتا تھا۔ اگر کوئی ایسا کرتا بہت جلد اس کو سزا مل جایا کرتی تھی۔ لیکن آج ان کو ہمت دے دی گئی ہے اور خداوند عالم جلدان کی گرفت نہیں کرتا اور عذاب میں مبتلا نہیں فرماتا بلکہ آخرت پر اٹھا رکھتا ہے۔ ایک مرتبہ اہل شام نے کعبہ پر چڑھائی کی اور کوہ ابو قیس پر کعبہ کو برباد کرنے کے لئے مخفی نضب کی تو خدا نے ان پر چڑیوں کے پروں کے مانند ایک ابر بھیجا جس میں سے بجلی گری جس نے ستر آدمیوں کو جلا کر خاک کر دیا جو مخفی کے گرد موجود تھے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک شخص حضرت رسالت مآبؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیان کیا کہ میرے یہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی میں نے اس کی پرورش کی جب وہ بالغ ہوئی میں نے اس کو اچھے پٹے اور زیور پہنائے اور ایک کنویں پر لے گیا اور اس میں ڈال دیا۔ اس کا آخری کلمہ جو میں نے سنا "مائے بابا جان" تھا۔ اب فرمائیے اس کا کیا کفارہ ہے۔ آنحضرتؐ نے پوچھا تیری ماں ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پوچھا کوئی خالہ ہے؟ وہ بولا ہاں خالہ ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اپنی خالہ کے ساتھ نہ کی کر کہ وہ بمنزلہ ماں ہے۔ شاید اس کا کفارہ ہو جائے۔ راوی نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ کس زمانہ میں یہ فعل شنیع ہوتا تھا؟ فرمایا بعثت سرور کائنات سے پہلے زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے تاکہ دشمن کبھی ان کو قید کر کے لے جائیں اور ان سے اولاد حاصل کریں جو ہمارے واسطے تنگ و عار کا سبب ہے۔

## دوسرا باب

اُن بشارتوں کا بیان جو انبیاء و اوصیاء علیہم السلام وغیرہ نے آنحضرت کی بعثت اور ولادت کے بارے میں دی ہیں اور بعض مومنوں کے حالات جو زمانہ فطرت میں تھے

احادیث معتبرہ آیات کریمہ کے مطابق وارد ہوتی ہیں کہ خداوند عالم نے پیغمبران گذشتہ سے عہد پیمان لیا کہ اپنی امتوں کو حضرت پیغمبر آخر الزمان کی بعثت اور اُنکے اوصیاء سے آگاہ کر دیں اور اُنکو حکم دیں کہ انکی پیغمبری اور امامت کے حق ہونے کی تصدیق کریں۔ اور منقول ہے کہ بعد اللہ بن سلام کہا کرتا تھا کہ اللہ تم پیغمبر خدا محمد کو اس سے زیادہ پہچانتے ہیں جتنا کہ اپنے لڑکوں کو پہچانتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں اُن کی تعریف پڑھی ہے اور اس میں ہم کو مطلق شک نہیں؛ لیکن اپنے لڑکوں کے بارے میں ممکن ہے کہ اُن کے متعلق شک ہو۔ اور سید ابن طاووس نے حسان بن ثابت سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مجھے یاد ہے جبکہ میں سات سال کا تھا یہودیوں کے ایک عالم کو میں نے سنا جو ایک ٹیلہ پر کھڑا شور مچا رہا تھا اور یہودیوں کو پکار رہا تھا۔ جب وہ سب جمع ہوئے تو کہنے لگا کہ آج رات ایک ستارہ طالع ہوا ہے جو پیغمبر آخر الزمان حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور پر دلالت کرتا ہے۔

حدیث طولانی میں جناب امام حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ پیغمبر خدا کی خدمت میں آیا اور اُن میں جو سب سے زیادہ جاننے والا تھا اس نے چند سوالات کئے حضرت نے سب کے جوابات دیئے اور وہ مسلمان ہوا اور ایک سفید کاغذ لگا جس میں وہ تمام جوابات مہی لکھے ہوئے تھے جو آنحضرت نے اس سے بیان فرمائے تھے پھر اُس نے کہا یا رسول اللہ اسی خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے ان سوالات و جوابات کو اُن الواح میں سے نقل کیا ہے جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی تھیں۔ اور توریت میں آپ کے اوصاف اس قدر لکھے ہوئے دیکھے کہ مجھے توریت ہی کے کتاب خدا ہونے میں شک ہونے لگا تھا۔ اور چالیس سال ہوئے کہ آپ کا نام میں نے توریت سے سنا دیا تھا، پھر دیکھا تو لکھا ہوا تھا۔ اور میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ ان مسائل کے جوابات آپ کے سوا کوئی نہ دے سکے گا۔ اور توریت میں لکھا ہوا ہے کہ جس وقت آپ ان کے جوابات دے رہے ہوں گے آپ کی داہنی جانب جبریلؑ بائیں طرف میکائیلؑ اور آپ کے سامنے آپ کے وحی کھڑے

آنحضرت کے بارے میں بشارتیں

اور شرف اسلام ہونا اور سالانہ کرنا جواب آپ کا یہودیوں کا یہودیوں کے لئے توریت سے نقل کیا گیا

ہوں گے۔ حضرت نے فرمایا تو نے سچ کہا یہ میرے داہنے و بائیں جبریلؑ و میکائیلؑ اور میرے وحی علی بن ابی طالبؑ میرے سامنے موجود ہیں۔ اور اس سے پہلے مذکور ہو چکا کہ آپ کی ولادت سے پہلے جماعتوں میں سے ایک جماعت جو آپ پر ایمان لائی تھی وہ تبع کی تھی۔

حدیث حسن میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ تبع اوس و خزرج دو قبیلوں کو میں سے ساتھ لایا تھا اور ان کو مدینہ میں آباد کیا تھا اور اُن سے کہا تھا کہ انتظار کرو عنقریب ایک پیغمبر ظاہر ہوگا جس کے اوصاف میں نے سنے ہیں۔ وہ مکہ میں مبعوث ہوگا اور مدینہ میں ہجرت کر کے آئے گا۔ اگر میں اسکے زمانہ تک زندہ رہا تو اُس پر ایمان لاؤں گا اور اس کے ساتھ دشمنوں سے لڑوں گا۔ اور حدیث موثق میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ یہودیوں نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت عیرو اُحد کے درمیان ہوگی۔ لہذا اُن کی تلاش میں نکلے اور ایک پہاڑ پر پہنچے جس کو حداد کہتے تھے اور حداد اور اُحد ایک ہی ہے وہ اس کے چاروں طرف متفرق ہو گئے کچھ فدک میں آباد ہوئے کچھ خیبر میں جا بیٹے اور بعض نیما میں مقیم ہو گئے۔ اور جو لوگ نیما میں رہتے تھے ایک مدت کے بعد اپنے دوستوں سے ملنے کے مشتاق ہوئے اور قبیلہ قیس کے ایک اعرابی سے چند اونٹ کرایہ پر لیے۔ اعرابی نے کہا میں آپ لوگوں کو عیرو اُحد کے درمیان سے لے چلتا ہوں۔ انہوں نے کہا جب اُس مقام پر پہنچنا ہم کو بھی آگاہ کرنا۔ غرض وہ جب مدینہ کے درمیان پہنچا اُنکو بتایا کہ یہ کوہ عیرو ہے اور وہ کوہ اُحد ہے۔ یہ سُنکر وہ لوگ اُنہوں سے اُترے اور بولے کہ ہم منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ اب تمہارے اونٹوں کی ہم کو ضرورت نہیں ہے۔ جہاں چاہو چلے جاؤ اور اپنے دوستوں کو لکھا جو فدک اور خیبر میں تھے کہ ہم جس جگہ کی تلاش میں تھے وہاں پہنچ گئے تم لوگ بھی چلے آؤ۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ ہم سرحدت اس مقام پر آباد ہو گئے ہیں اور اپنے مکانات بڑائیے اور سامان اکٹھا کر چکے ہیں۔ ہمارا یہاں سے منتقل ہونا دشوار ہے۔ ہم تم سے دور نہیں ہیں۔ جب وہ پیغمبر منظر ظاہر ہوگا جلد سے جلد ہم اس کی خدمت میں پہنچ جائیں گے غرض وہ لوگ مدینہ میں قیام پذیر ہوئے، مکانات بنائے اور مال و اسباب دیولشی وغیرہ حاصل کئے جب تبع کو معلوم ہوا کہ وہ بہت مالدار ہو گئے ہیں تو ان کی طرف روانہ ہوا تاکہ اُن سے جنگ کر کے اُن کے تمام مال و اسباب چھین لے۔ وہ لوگ ایک قلعہ میں پناہ گزیں ہو گئے۔ تبع لشکر جو آئے کر آیا اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ یہودی کمزوروں پر رحم کیا کرتے تھے۔ رات کے وقت تبع کے لشکر والے خرما اور جو اُن اہل قلعہ کے لئے پھینکتے یا کرتے تھے۔ تبع کو معلوم ہوا تو اس نے بھی ان پر رحم کیا اور امان دی تو وہ لوگ قلعہ سے باہر نکلے تبع نے ان سے کہا مجھ کو تمہارے شہر بہت پسند آتے ہیں۔ چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ رہوں۔ انہوں نے کہا آپ کے واسطے یہ شہر مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ محل ہجرت پیغمبر آخر الزمان ہے۔ اور جب تک وہ ظاہر نہ ہوگا کوئی بادشاہ اس جگہ پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ اس نے کہا میں اپنے عزیزوں میں سے کچھ لوگوں کو یہاں چھوڑنا چاہتا ہوں کہ جب وہ پیغمبر ظاہر ہو اس کی مدد کریں۔ غرض اُن لوگوں کے ساتھ اُس نے دو قبیلوں اوس و خزرج کو واپس آباد کیا۔ رفتہ رفتہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی آخر وہ لوگ یہودیوں

تبع اوس و خزرج

تبع اوس و خزرج کا یہودیوں کے لئے توریت سے نقل کیا گیا

غالب ہوئے اور انکے سامان و اسباب اور مال و دولت چھین لئے۔ یہودیوں نے اُنے کہا کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہونگے ہم بھی تم کو اپنے گھروں سے بن پر تم قاض ہو گئے ہونگے یا ہر کریں گے۔ لیکن جب آنحضرت مبعوث ہوئے تو انصار تو ایمان لائے مگر یہودی کا فر ہو گئے اسی مطلب کی طرف خداوند عالم نے اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے۔ وَكَذَٰلِكَ آمَنَ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا وَقَدْ يَجْعَلُ اللَّهُ لَهُمْ مَتَاعًا زَكَاةً وَلَٰكِنَّا فَلَّحْنَهُ اللَّهُ عَلَىٰ الْكَافِرِينَ۔ (آیت ۸۹۔ سورۃ بقرہ) پہلے کافروں پر فتح یاب ہونے کی دعائیں مانگتے تھے۔ پھر جب اُن کے پاس وہ چیز جس کو پہچانتے تھے آگئی، تو انکار کرنے لگے لہذا کافروں پر خدا کی لعنت ہے۔

دوسری حدیث موثقہ میں ہے کہ اسی آیت کی تفسیر میں انہی حضرت سے لوگوں نے پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ محمد اور عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان ایک گروہ تھا جو بت پرستوں کو دھمکی دیا کرتا تھا کہ عقیقہ ایک پیغمبر آنے والا ہے جو تمہارے بتوں کو توڑے گا اور تمہارے ساتھ ایسا اور ایسا برتاؤ کرے گا لیکن جب آنحضرت مبعوث ہوئے تو خود وہی لوگ کافر ہو گئے۔

قطب راوندی علیہ الرحمۃ نے روایت کی ہے کہ جب بتع مدینہ میں آئے تین سو پچاس یہودیوں کو قتل کیا اور چار ہا کہ مدینہ کو خراب و برباد کر دیں۔ ایک بوڑھے یہودی نے کہا جس کی عمر دو سو پچاس سال کی تھی کہ اے بادشاہ تیرے ایسے انسان کو زیب نہیں دیتا ہے کہ لوگوں کو محض غصہ میں قتل کر ڈالے اور اس شہر کو خراب و برباد کرنا تیرے بس کی بات نہیں۔ بتع نے کہا کیوں؟ اس نے کہا اس لئے کہ فرزندانِ امیہل سے ایک پیغمبر مکہ میں ظاہر ہوگا اور اس شہر کی طرف ہجرت کرے گا یہ مسکرتع ان کے قتل سے باز آئے اور مکہ کی جانب گئے وہاں پہنچ کر کعبہ پر غلاف چڑھایا اور وہاں کے لوگوں کو کھانا کھلایا۔ اور چند اشعار نظم کیے جبکہ مضمون یہ ہے: ”میں شہادت دیتا ہوں کہ احمد اس خدا کے رسول ہیں جو تمام خلافت کا پیدا کرنے والا ہے۔ اگر میری عمر نے وفا کی اور میں زندہ رہا تو بیشک اس کا وزیر اور اُس کا پسر ہم ہوں گا۔ کہتے ہیں کہ بتع کوتاہ قد کے تھے۔ بعض کا قول ہے درمیانی قد کے تھے۔ اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ بتع نے پہلے ارادہ کیا کہ کعبہ کو خراب کرے تو ایک بلالیں گرفتار ہو گیا جس کے علاج سے اطباء عاجز رہے تو اس کے ایک وزیر نے اس کو تنبیہ کی کہ اس بلا و مرض کا سبب تیرا وہ ارادہ ہے جو تُو نے کعبہ کی بربادی کا کیا ہے تو اس نے اس ارادہ کو ترک کر دیا اور شفا پائی۔ پھر کعبہ کو غلاف پہنایا اور اس کی تعظیم و تکریم کرنے لگا۔ پھر مدینہ آیا اور آنحضرت پر ایمان لایا، اور اپنے اصحاب میں سے چار سو اشخاص کو وہاں آباد کیا کہ وہ حضرت کے ظہور کا انتظار کریں۔ اور آنحضرت کی نصرت کریں جبکہ وہ ظاہر ہوں اور ایک خط آنحضرت کیلئے لکھ کر اپنے وزیر کو دیا جس میں اپنے ایمان لانے کا ذکر کیا کہ وہ بھی آنحضرت کی امت میں ہے اور التجا کی ہے کہ حضور اس کی بھی شفاعت فرمائیں اس خط کا عنوان یوں تحریر کیا تھا کہ یہ نام ہے بتع کی طرف سے پیغمبر آخر الزمان محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب۔ اس کے انتقال کے ہزار سال بعد آنحضرت پیدا ہوئے۔ اور جب مبعوث ہوئے اور مدینہ کے بہت لوگ ایمان لائے اس کا وہ خط ابولہی کے ہاتھ آنحضرت

فتح ہزار سال پہلے آنحضرت پر ایمان لانا اور حضرت کے نام ایک خط لکھ کر اپنے وزیر کو دینا۔

کی خدمت میں بھیجا۔ جس وقت آنحضرت قبیلہ بنی سلیم کے پاس گئے تھے وہ خط لے کر ابولہی حاضر ہوا۔ حضرت نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا تم ہی ابولہی ہو اور بتع کا خط لاتے ہو؟ ابولہی کو سخت حیرت ہوئی حضرت نے فرمایا مجھے دو، اور لے کر حضرت امیر المومنینؓ کو دیا کہ پڑھیں۔ انہوں نے پڑھ کر مٹایا۔ حضرت نے تین مرتبہ فرمایا مگر اسے برادر شائستہ۔ پھر ابولہی کو مدینہ واپس بھیج دیا۔

آنحضرت پر پہلے سے ایمان لانے والوں میں قیس بن ساعدہ ایادی بھی تھے۔ چنانچہ بسند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جب حضرت رسالت پناہ نے مکہ کو فتح کیا ایک روز کعبہ معظمہ کے نزدیک بیٹھے تھے کہ ایک گروہ آنحضرت کی خدمت میں آیا۔ حضرت نے پوچھا تم لوگ کس قوم سے ہو؟ حضرت کی بکر بن دائل سے۔ پوچھا تم کو کچھ قیس بن ساعدہ ایادی کا حال بھی معلوم ہے؟ عرض کی ہاں یا رسول اللہ دریافت فرمایا کہ وہ کہاں ہے؟ عرض کی ان کا انتقال ہو گیا۔ فرمایا ہر طرح کی تعریف سزاوار ہے موت و زندگی کے پروردگار کے لئے جو ہر نفس کو موت کا مزہ چکھانے والا ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ قیس بازار عکاظ میں ایک سرخ اونٹ پر سوار لوگوں کو خطبہ سنا رہے ہیں کہ لوگو جمع ہو اور جب جمع ہو تو خاموش ہو جاؤ۔ جب خاموش ہو جاؤ تو غور سے سنو۔ اور سنو تو یاد رکھو۔ اور یاد رکھو تو عمل کرو۔ اور عمل کرو تو لوگوں کو بھی بتاؤ بے شبہ جو پیدا ہوا وہ مرے گا اور جو مر گیا پھر اس دنیا میں واپس آئے گا۔ یقیناً آسمان پر نعمتیں ہیں اور زمین پر عجز ہیں۔ خدا نے تمہارے واسطے آسمان کی بلند حجت اور زمین کا فرش تیار کیا ہے، ستاروں کو متحرک کیا، اور رات و دن کو ایک دوسرے کے بعد جاری کیا، اطراف زمین میں دریا پیدا کیے جنکی گہرائی معلوم نہیں۔ سچ کہتا ہوں کہ یہ سب کھیل تماشا نہیں ان کے پیچھے عجیب امور آخرت ہیں۔ جو لوگ دنیا سے جاتے ہیں کیوں واپس نہیں آتے۔ کیا وہاں رہنے پر راضی ہو جاتے ہیں یا سو رہتے ہیں اور نیند ہی میں قائم رکھے گئے ہیں بقسم کہتا ہوں کہ خدا کا ایک دین ہے جو تمہارے دین سے بہتر ہے۔ حضرت رسالتؐ نے فرمایا کہ خدا قیس پر رحمت نازل کرے کہ وہ قیامت میں تمہارا مبعوث ہوں گے کیونکہ وہ اپنے قبیلہ میں اکیلے صاحب ایمان تھے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ تم میں کسی کو اس کے انصار یاد ہوں تو سناؤ۔ ان میں سے ایک صاحب نے اُنکے چند اشعار سنائے جو قیامت اور حشر پر ایمان سے متعلق تھے۔ اور اس قدر بلند اور حکمت سے بھرے ہوئے تھے کہ اس کے قبیلہ کا عجیب کوئی آدمی آتا تھا تو حضرت اس سے اس کے اشعار سنانے کی فرمائش کیا کرتے تھے اور نہایت غور سے سنتے تھے۔ روایت میں ہے کہ وہ اٹھ سال زندہ رہے۔ اور وہ اپنی قوم میں پہلے شخص تھے جو درج قیامت پر ایمان رکھتے تھے اور جناب ہرور عالم کو حسب و نسب کے ساتھ پہچانتے تھے اور ان کے ظاہر و مبعوث ہونے کی خوشخبری دیا کرتے تھے، اور ان کے خطبوں میں بھی آنحضرت کی بشارت ہوتی تھی۔ کتب خاصہ و عامہ میں تحریر ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل دین یہود و نصاریٰ کو خوب جاننے والے تھے

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ ابولہی کا حال بعد ازل کے آخر میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲



تھے، کوئی دین ان کو پسند نہ آیا تو مکہ سے ملت حنیفہ کی تلاش میں نکلے، اور موصل وغیرہ عرب کے ہزاروں کی جانب ہوتے ہوئے شام کو پہنچے۔ جس جگہ کسی عالم اور راہب کے ہونے کی اطلاع ملتی اس کے پاس جاتے یہاں تک کہ بقاء میں ایک راہب کی خبر ملی کہ نصرا نیت کا مکمل علم اس کو حاصل اور سب سے بڑا عالم ہے۔ وہ اس کے پاس گئے اور دین حنیف کے بارے میں دریافت کیا۔ اس نے کہا اس وقت تو ظاہر کوئی ایسا نہیں ہے جس کو اس دین کا صحیح علم ہو کیونکہ وہ دین بہت پرانا ہے۔ لیکن عنقریب اسی شہر میں ایک پیغمبر مبعوث ہوگا جہاں سے تم آ رہے ہو، وہ دین حنیف پر ہوگا۔ لہذا بہت جلد اپنے شہر کو واپس جاؤ کیونکہ اُنکے مبعوث ہونے کا وقت آگیا ہے؛ اور ممکن ہے کہ وہ ظاہر ہو چکا ہو، مگر وہ جلد جلد واپس روانہ ہوتے، راستہ میں مار ڈالے گئے۔ ورقہ بن نوفل نے جو انہی کے طریقہ پر تھے جب ان کے مارے جانے کی خبر سنی، بہت روتے۔ اور ان کا رشتہ کیا۔ دوسری روایت میں منقول ہے کہ لوگوں نے جناب رسول خدا سے دریافت کیا کہ آپ کیا ان کے لئے استغفار کرتے ہیں؟ فرمایا ہاں تم بھی ان کی مغفرت کی دعائیں کرو۔ وہ قیامت میں تنہا مبعوث ہوں گے کیونکہ مجھ پر ایمان لا چکے تھے اور دین حق کی تلاش میں شہید ہوئے ہیں۔

دوسری روایت میں ابن عباس سے منقول ہے کہ جب حضرت سرور کائنات نے کعب لاجب کو گرفتار کر کے بلایا تاکہ اُس کی گردن ماری جائے اُس سے فرمایا کہ اے کعب کیا تجھ کو ابن حواش کی وصیت سے کچھ فائدہ پہنچا جو سام سے آیا تھا اور کہتا تھا کہ میں نے شراب کو ترک کر دیا، عیش و عشرت کو خیر باد کہہ دیا اور فقر اختیار کر لیا ہے۔ اور خرماکھانا شروع کر دیا ہے اس پیغمبر کے انتظار میں جس کے مبعوث ہونے کا وقت آگیا ہے۔ وہ مکہ سے ہجرت کر کے اسی مدینہ میں آئے گا۔ وہ بہت خندہ دودا کافروں کا مارنے والا ہوگا۔ خشک روٹی اور خرماس کی غذا ہوگی۔ برہنہ ٹوپی پر سوار ہوگا۔ اس کی آنکھوں میں مٹی ہوگی۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر پیغمبری ہوگی۔ اپنی تلوار کا نڈھے پر رکھے گا اور کسی دشمن کی پر دانہ کرے گا۔ اس کی حکومت ہر اُس مقام تک ہوگی جہاں تک گھوڑوں کے پیچھے پہنچ سکیں گے کعب نے کہا اے محمد ایسا ہی ہے۔ اگر یہودی یہ نہ کہتے کہ موت کے خوف سے ایمان لے آیا تو میں آپ پر ضرور ایمان لاتا لیکن یہودیوں کے دین پر اب تک زندہ رہا ہوں اور اُسی پر مروتا ہوں۔ تو آنحضرت نے حکم دیا اور اُس کی گردن آزاد کی گئی۔

دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ خدا نے حضرت عیسیٰ کو وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل کو آگاہ کریں کہ وہ مجھ پر اور میرے اُمّی پیغمبر پر ایمان لائیں جس کی نسل اس کی دختر بابرکت سے چلے گی جو تمہاری ماں مریم کے ساتھ بہشت میں ہوگی۔ طوبی اس کے لئے ہے جو اس پر ایمان لائے۔ جناب عیسیٰ نے دریافت کیا معبود طوبی کیا ہے؟ فرمایا وہ بہشت میں ایک درخت ہے جس کے نیچے نہر جاری ہے جو شخص اس سے ایک گھونٹ پی لیتا ہے بھی پیاسا نہیں ہوتا۔ عیسیٰ نے عرض کی یا لے فائے اس میں سے ایک گھونٹ مجھے بھی عطا فرما۔ خدا نے فرمایا کہ اے عیسیٰ اس کا پانی تمام پیغمبروں پر حرام ہے۔

نہرے عروبن لیل ہوئے سے ایمان لائے تھے۔

کعب لاجب کا حال

حجاب عیسیٰ کی وحی پر ایمان لائے

کہ وہ پیغمبر بنی لے۔ اور دوسری امتوں پر حرام ہے قبل اس کے کہ اس پیغمبر کی امت بنی لے۔ قطب راوندی نے نقل کیا ہے کہ مکہ کا رہنے والا ایک شخص آنحضرت کی بعثت سے پہلے ہجرت کے ایک قافلہ کے ساتھ شام کو گیا۔ وہ کہتا ہے کہ جب ہم بازار بصرہ میں داخل ہوئے تو ایک راہب نے اپنے عبادت خانہ سے آواز دی کہ ان لوگوں سے پوچھو کہ ان میں کوئی اہل مکہ میں سے بھی ہے۔ کہا گیا ہاں ہے اُس نے پوچھا آیا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب مبعوث ہوئے کیونکہ یہی وہ ہیبت ہے جس میں اُن کو ظاہر ہونا چاہیے۔ وہ آخری پیغمبر ہیں اور حرم خدا سے ظاہر ہوئے اور اس مقام کی جانب ہجرت کریں گے جس میں خرمے کے بہت سے درخت ہوں گے۔ اس میں پہاڑیاں اور شور زمینیں ہوں گی۔ راوی کہتا ہے کہ جب ہم مکہ میں واپس آئے تو دریافت کیا کہ کوئی نئی اور عجیب بات تو نہیں ہوئی ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں محمد بن عبداللہ امین ظاہر ہوئے اور نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

ابو سلام سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت سرور عالم بعثت سے قبل اہل مدینہ میں جا رہے تھے کہ دو شخصوں نے حضرت کو دیکھا جو مسافر معلوم ہوتے تھے اور کہا السلام علیک حضرت نے سلام کا جواب دیا۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا لا الہ الا اللہ اب تک میں نے کسی کو نہیں دیکھا تھا جس نے جواب سلام صحیح طور سے دیا ہو سوائے آپ کے۔ پھر ایک شخص نے پوچھا کہ اس شہر میں کوئی شخص ہے جس کا نام احمد ہو؟ آنحضرت نے فرمایا کہ سوائے میرے مکہ میں کوئی نہیں ہے جس کا نام احمد و محمد ہو۔ اس نے پوچھا کیا آپ مکہ کے رہنے والے ہیں فرمایا ہاں وہیں پیدا ہوا ہوں اور وہیں رہتا ہوں۔ یہ شخص نے اپنا اونٹ بٹھایا اور حضرت کے پاس آکر آپ کے دونوں شانوں کو کھولا اور مہر نبوت دکھائی تو بولائیں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسول ہیں اور جہاد کے ساتھ مبعوث ہوئے۔ کیا ممکن ہے کہ آپ مجھے کچھ توشہ عنایت فرمائیں۔ آنحضرت نے مسک کر سے کچھ خرمے اور چند روٹیاں لائے، اس نے لیں اور اپنے ساتھی کے پاس آیا اور کہا خدا کا شکر ہے کہ میں نے مجھے موت نہ آنے دی جب تک کہ ایک پیغمبر سے مجھے توشہ نہ مل گیا۔ آنحضرت نے پھر پوچھا کہ آیا کوئی اور حاجت ہے؟ اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ دعا فرمائیں کہ خداوند عالم میرے اور آپ کے درمیان ملاقات کو باقی رکھے۔ حضرت نے دعا کی اور وہ اپنے شہر واپس چلا گیا۔

عبداللہ بن مسعود نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ رسول خدا یہودیوں کے ایک عبادت خانہ میں اپنے اصحاب کے ساتھ گئے۔ چند یہودیوں کو توریت کا وہ حصہ پڑھتے ہوئے دیکھا جس میں آنحضرت کے اوصاف کا تذکرہ تھا۔ انہوں نے حضرت کو دیکھا تو پڑھنا بند کر دیا۔ اسی عبادت خانہ کے ایک گوشے میں ایک مرد بیمار لیٹا ہوا تھا۔ حضرت نے پوچھا تم نے پڑھنا کیوں ترک کر دیا؟ انہوں نے کہا چونکہ آپ کے اوصاف کا ذکر آگیا تھا اس لئے چھوڑ دیا۔ پھر وہ بیمار اٹھ کھڑا اور ان کے ہاتھ سے توریت لے لی اور آنحضرت کے اوصاف کو پڑھ کر کہتا ہے۔ اور کہا یہ آپ کے اوصاف ہیں؛ اور میں خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں اور یہ کہ آپ اس کے رسول ہیں۔ یہ کہتا تھا کہ اُس کا انتقال ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کو

مسلمانوں کے طریقہ سے غسل دیا جائے۔ اصحاب نے اس کو غسل وکفن دیا، اور اس پر نماز پڑھی اور دفن کیا۔ روایت ہے کہ جب عبدالمطلب بن تشریف لے گئے زبور کے عالموں میں سے ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا آپ اجازت دیتے ہیں کہ آپ کے بعض حصّہ جسم کو میں دیکھوں؟ آپ نے فرمایا شرمگاہ کے سوا جس عضو کو چاہو دیکھو۔ اُس نے آپ کے ناک کے ایک سوراخ کو پہلے دیکھا، پھر دوسرے سوراخ کو دیکھا۔ پھر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے ماتھے میں بادشاہی اور دوسرے میں پیغمبری ہے اور جانتا ہوں کہ آپ کو علم ہے چاہتے ہیں کہ بنی زہرہ کے درمیان ظاہر ہو گا۔ کیا ان میں سے کسی عورت کی آپ نے خواستگاری کی ہے فرمایا نہیں۔ اُس نے کہا ان میں سے کسی عورت سے نکاح کیجئے۔ حضرت عبدالمطلب نے پھر مالہ دختر وہب بن عبد مناف بن زہرہ سے نکاح کیا۔

روایت ہے کہ جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ میں سب سے زیادہ حضرت سرور کائنات کو آزار پہنچایا کرتا تھا۔ جب مجھے یہ گمان ہوا کہ لوگ آپ کو مار ڈالیں گے تو میں مکہ سے باہر چلا گیا اور ایک دیر میں پھر وہاں تین روز تک ان لوگوں نے میری ضیافت کی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ میں واپس ہی نہیں ہونا چاہتا تو کہتے لگے کہ شاید تم کو کچھ خطرہ ہے۔ انہوں نے کہا میں حضرت ابراہیمؑ کے شہر کا رہنے والا ہوں میرے پیغمبر نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔ ہماری قوم نے اس کو بہت اذیتیں پہنچائیں اور اس کے مار ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ میں وہاں سے اس لئے چلا آیا ہوں کہ اس کے قتل ہونے کے وقت موجود نہ رہوں۔ ان لوگوں نے ایک شبیہ نکالی اور دکھا کہ کہا کہ وہ اس شکل و صورت کا ہے؟ جبیر نے کہا کہ میں نے اس سے زیادہ آنحضرتؐ سے مشابہ کوئی صورت نہیں دیکھی ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو کوئی اس کو قتل نہیں کر سکتا۔ وہ پیغمبر سے اور خدا اس کو ان پر غالب کرے گا۔ جبیر کہتے ہیں کہ میں جب مکہ واپس آیا تو سنا کہ آنحضرتؐ مدینہ کی جانب ہجرت کر گئے۔ غرض میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ یہ یقیناً ان سے تم کو حاصل ہوئی؟ انہوں نے کہا حضرت آدمؑ نے خدا سے سوال کیا تھا کہ پیغمبروں کی صورت اُن کو دکھا دے۔ خدا نے تمام پیغمبروں کی شبیہیں اُن کے لئے بھیجیں۔ وہ مغرب میں حضرت آدمؑ کے خزانہ میں محفوظ تھیں، ذوالقرنین نے ان کو نکالا اور حضرت دانیالؑ کو دے دیا تھا۔

جبیر بن عبد اللہ بخلی سے منقول ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت رسالتؐ نے ایک خط مجھ کو دے کر ذوالکلاع حیر کے پاس بھیجا۔ جب میں نے اس کو وہ خط دیا اُس نے تعظیم کی اور پڑھا۔ پھر سفر کا سامان درست کر کے لشکر عظیم کے ساتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں روانہ ہوا۔ ہم سب اثنائے راہ میں ایک راہب کے دیہ کے پاس پہنچے اور داخل دیر ہوئے۔ راہب نے ذوالکلاع سے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ اُس نے کہا اس پیغمبر کے پاس جو قریش میں مبعوث ہوا ہے۔ اور یہ شخص آنحضرتؐ کا پیغمبر ہے جو میرے پاس آیا ہے۔ راہب نے کہا یہ وقت تو وہ ہے کہ اُن کا انتقال ہو گیا۔ سو میں نے کہا تم کو ان کی وفات کی خبر کیونکر معلوم ہوئی؟ اس نے کہا تمہارے آنے سے پہلے میں دانیالؑ کی کتاب پڑھ رہا تھا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف اور ان کی عمر کی مدت اور موت کے تذکرہ تک پہنچا تھا اس میں بتی تھا کہ ان

بہترین طبع کا ایک دیر میں آپ کے پاس ہجرت کی خبر سن کر دیکھا۔

ذوالکلاع حیر کے پاس ایک راہب کے پاس تھا اور اس نے اپنے

کے انتقال کا درج ہے۔ یہ سن کر ذوالکلاع واپس چلا گیا اور میں مدینہ واپس آیا تو معلوم ہوا کہ اسی روز آنحضرتؐ نے عالم قدس کی جانب رحلت فرمائی۔

ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ کعب بن لوی بن غالب ہجرت کو اپنی قوم کو جمع کرتے قریش روز جمعہ کو عروبہ کہتے تھے۔ کعب نے اس کا نام جمعہ رکھا۔ غرض وہ قوم کو جمع کر کے خطبہ پڑھتے اور کہتے تھے کہ دوستو! سنو اور یاد رکھو۔ مجھو اور جانو کہ دن و رات تم پر سے گزرتے رہتے ہیں! زمین تمہارے آرام کرنے کا گہوارہ ہے اور آسمان تمہارے سر پر ایک مضبوط چھت ہے۔ رفتے زمین پر پہاڑ سرخ ہیں اور تارے تمہارے لئے علامتیں ہیں۔ آنے والے گزرے ہوؤں کے مانند ہو جائیں گے۔ لہذا اپنے قرابت داروں سے نیکی کرو، اپنے دامادوں کا احترام کرو اور اپنے لڑکوں کی نیک تربیت کرو۔ کبھی تم نے دیکھا ہے کہ مردہ دنیا میں واپس آیا یا کوئی میت قبر سے زندہ ہو کر نکل آئی؟ بلکہ مکانات دوسروں کے لئے رکھتے ہو۔ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تم گمان کرتے ہو کہ آخرت میں زندہ نہ ہو گے تم کو حرم محرم کی زینت و تعظیم کرنا مبارک و گوارا ہو۔ بہت جلد تمہارے حرم مکرم سے ایک پیغمبر کم مبعوث ہوگا جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا۔ وہ سچی نیکیاں اور عمدہ و بہتر طریقے تم سے بیان کرے گا۔ خدا کی قسم اگر میں اُس روز تک زندہ رہا تو مصیبتیں برداشت کر کے اس کی خدمت میں پہنچوں گا اور اس کے معاملہ میں شرکت کروں گا۔ بیان کرتے ہیں کہ کعب نے آنحضرتؐ کے اوصاف صحف ابراہیم میں پڑھے تھے۔

سید ابن طاووس نے کتاب درۃ الاکلیل سے روایت کی ہے کہ ابن الناطور جو نصاریٰ کا بہت بڑا عالم تھا شام اور شہر ایلیم میں رہا کرتا تھا۔ اس نے کہا کہ ہر قتل بادشاہ روم جو علم نجوم سے بہت اچھی طرح واقف تھا جب شہر ایلیم میں پہنچا ایک روز بہت محزون و غمگین تھا۔ اُس کے مخصوص عالموں میں سے کسی نے پوچھا تمہارے مزاج میں اس قدر تبدیلی کیوں ہے۔ اس نے کہا آج رات ستاروں کے مقامات پر میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ ایک بادشاہ پیدا ہوا ہے جو فتنہ شدہ ہے۔ علماء نے کہا کہ فتنہ کرنے والا کہ وہ تو یہودیوں کا ہے۔ بادشاہ مدائن کو لکھ کر بھیجو کہ سب کو قتل کر دے۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ بادشاہ غیناں کا قاصد آگیا جس نے آنحضرتؐ کی بعثت کی خبر اُس کو کھئی تھی۔ اور آنحضرتؐ کا پیغام بھی ایک خط لے کر آگیا تھا۔ ہر قتل نے کہا کہ اس سے دریافت کرو کہ وہ رسول جو خدا کی طرف سے آیا ہے فتنہ شدہ ہے یا نہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں فتنہ شدہ ہے۔ ہر قتل نے پوچھا اس پیغمبر کی پوری قوم فتنہ کرتی ہے؟ کہا ہاں۔ تب ہر قتل نے کہا کہ وہ بادشاہ جس کے پاس میں نے نجوم میں دیکھا ہے وہی ہے۔ پھر اس نے روم کے حاکم کو خط لکھا جو علم نجوم میں اسی کے مانند تھا، اور خود شہر حصص کی جانب روانہ ہوا۔ وہاں حاکم روم کا جواب اس کو بلا جس میں تحریر تھا کہ تم نے علم نجوم سے جو معلوم کیا ہے وہ صحیح ہے۔ وہ جو ظاہر ہوا ہے بادشاہ بھی ہے پیغمبر بھی ہے۔ ہر قتل یہ معلوم کر کے قلعہ حصص میں داخل ہوا اور اس کے دروازوں کو بند کر لیا۔ پھر اکابر و عظمائے روم کو قلعہ کے باہر طلب کیا اور قلعہ کی منظر پر سے اُن سے گفتگو کی اور کہا کہ اے اہل روم اگر رشد و فلاح و نجات چاہتے ہو تو اس پیغمبر پر

رہل بادشاہ کا بیان سنا اور روم کے خوف سے اپنے ایمان کو پوشیدہ کرنا۔



ایمان لاؤ جو عرب میں مبعوث ہوا ہے۔ ان لوگوں نے جب یہ سنا تو دشمنوں کی طرح قلعہ کی جانب ڈڑے تاکہ اس کو ہلاک کر دیں۔ لیکن قلعہ کے سب دروازے بند تھے، اس لیے واپس چلے گئے۔ ہر قل جب ان کے ایمان لانے سے ناامید ہو گیا تو دوبارہ ان کو طلب کیا اور کہا میں تو تمہارے دین کے بارے میں تمہارا امتحان کرنا چاہتا تھا اب مجھے معلوم ہو گیا کہ تم لوگ اپنے دین میں پکتے ہو اور پلٹ نہیں سکتے یہ سُنکر ان لوگوں نے اس کو سجدہ کیا اور اُس سے راضی ہوئے۔

قطب راوندی علیہ الرحمۃ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ تورات کے سفر اول میں ہے کہ جناب ابراہیمؑ پر ایک فرشتہ نازل ہوا اور کہا کہ اس پرانہ سالی میں تمہارے ایک فرزند ہوگا جس کا نام اسحقؑ ہے ابراہیمؑ بولے کاش اس وقت تک اسمعیلؑ زندہ رہتا تو مضبوطی سے گھر کی خدمت کرتا خدا نے فرمایا کہ تمہاری یہ آرزو برآئے گی اور میں نے تمہاری دعا اسمعیلؑ کے بارے میں قبول کی۔ اس کو برکت عطا کر دی گئی، اس کو بڑا اور بزرگ کر دیں گا۔ اور اس سے بارہ بلند نفوس پیدا ہوں گے اور ان سے بہت سی امتیں بناؤں گا۔ تورات میں دوسرے مقام پر مذکور ہے کہ خداوند عالم نے ان کے کلام اور حجت کو طور سینا کی جانب سے ظاہر فرمایا اور تجھے فرمائی ساعیر سے اور ظاہر ہوا کہ فاران سے۔ سینا ایک پہاڑ ہے جس پر خدا نے حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا تھا؛ اور ساعیر شام میں ایک پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے تھے؛ اور کتاب حقیق میں درج ہے کہ میں کی سرزمین سے ایک بزرگ تقدیس کرنے والا کوہ فاران پر آئے گا جس سے آسمان کو زینت حاصل ہوگی جو زمین کو نور سے بھر دے گا اور موت اُس کے سامنے چلتی پھرتی ہوگی۔ اور کتاب حزقیل میں لکھا ہے کہ خدا نے بنی اسرائیل سے خطاب فرمایا کہ میں نے فرزند ان قیدار کی فرشتوں کے ذریعہ مدد کی ہے اور تمہارے دین کو ان سے پامال نہ کرادوں گا۔ وہ تم کو اپنے دین میں لے لیں گے اور تمہاری حیثیت و غضب کے سبب تمہاری جانیں فنا کر دیں گے اور جو کچھ تمہاری نسبت میری مرضی ہوگی وہ عمل میں لائیں گے کیونکہ ان کے پاس محمدؐ کو ظاہر کر دیں گا تاکہ فرزند ان قیدار اس کی اطاعت کریں۔ وہ ان کے دشمنوں کو قتل کرے گا اور خداوند عالم جنگ بدر و خندق و خنین میں فرشتوں کے ذریعہ اس کی مدد کرے گا۔ اور سفر پنجم میں لکھا ہے کہ داؤدؑ، یونسؑ، یحییٰؑ، عیسیٰؑ، ان کے بھائیوں میں سے تمہاری طرح ایک پیغمبر مبعوث کر دیں گا اور اپنا کلام اس کے دہن میں قرار دوں گا لنگے بھائی اسمعیلؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ حقیق اور دانیال کی کتابوں میں مذکور ہے کہ حق تعالیٰ اپنا دین اور اپنی کتاب میں سے اور اپنی تقدیس کوہ فاران سے ظاہر کرے گا تو وہ خدا کی حمد اور احمد کی تعریف سے پُر ہو جائے گا۔ اور سطوت و صولت کے ساتھ زمین کا مالک ہوگا۔ اس کا نور زمین کو روشن کر دے گا اور اس کا لشکر دریا و صحرائیں پھیلا ہوگا۔ اور کتاب شعیان میں حضرت کی تعریف میں منقول ہے کہ وہ میرا بندہ، میرا پسندیدہ، دبر گزیدہ ہے اس پر اپنی روح نازل کر دیں گا۔ اس کے ذریعہ سے میرا عدل قوموں میں ظاہر ہوگا۔ وہ اندھوں کو بینا اور بہرہوں کو سُنے والا بنا دے گا۔ اور وہ حسبِ بجانب

فرشتہ کتابوں میں آنحضرت کے اوصاف

توجہ نہ کرے گا۔ اور وہ خدا کا نور ہے جو کبھی زائل نہ ہوگا یہاں تک کہ میری زمین میں میری حجت قائم کر دے اُسی کے ذریعہ سے لوگوں کے غم و حیلہ منقطع ہوں گے۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ اس کی بادشاہی کی علامت اس کے شانے پر ہوگی۔ اور دوسری جگہ کتاب شعیان میں تحریر ہے کہ مجھ سے کہا گیا کہ اٹھ اور دیکھ کیا نظر آتا ہے۔ میں نے کہا دو سو اربوں کو دیکھ رہا ہوں جو آ رہے ہیں۔ ایک دراز گوش پیرسوا ہے دوسرا اونٹ پر۔ اور ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ بابل اپنے بڑوں سمیت گر پڑا۔ اور داؤد کی زبور میں مسطور ہے کہ خداوند اسنت جاری کرنے والے کو مبعوث فرما جو لوگوں کو بتا دے کہ عیسےٰ بشر ہیں خدا نہیں ہیں۔ اور بہت سے مقامات پر آنحضرتؐ کی علامتیں مذکور ہیں۔ اور انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح نے اپنے حواریوں سے کہا کہ میں جاتا ہوں اور بہت جلد تمہارے پاس فار قلیط روح حق کے ساتھ آنے والا ہے جو اپنی طرف سے کچھ نہیں کہے گا بلکہ جو کچھ کہے گا وہ وحی ہوگی۔ وہ میری اور تمہاری گواہی دے گا۔ ہم سب اس کے پاس حاضر ہوں گے وہ ہر امر کی خبر تم کو دے گا۔ اور حکایت یوحنا میں حضرت مسیح سے منقول ہے کہ فار قلیط نہیں آئے گا۔ جب تک میں زندہ ہوں گا وہ جب آئے گا تو لوگوں کو لگتا ہوں پر سر زلف کرے گا۔ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا۔ جو کچھ کہے گا وہ خدا سے سُکر کہے گا۔ اور بہت جلد تمہارے لئے دین حق لائے گا اور تم کو حوادث اور غیب کی باتوں سے آگاہ کرے گا۔ دوسری حکایت میں بیان کیا ہے کہ فار قلیط وہ روح حق ہے جس کو خدا میرے نام کے ساتھ بھیجے گا۔ وہ ہر چیز تم کو سکھائے گا۔ اور میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ تمہارے پاس دوسرے فار قلیط کو بھیجے جو تمہارے ساتھ ابد تک رہے اور تمہیں ہر چیز کی تعلیم دے۔ دوسری حکایت میں لکھا ہے کہ تمہارے درمیان سے بشر جاتا ہے اس کے بعد فار قلیط آئے گا اور تمہارے واسطے رازوں کو ظاہر کرے گا۔ وہ تمہارے لئے ہر چیز کی تفسیر کرے گا۔ وہ میری رسالت کی تصدیق کریگا جس طرح میں اس کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ میں تمہارے واسطے مثالیں لایا ہوں وہ ان کی تاویل لائے گا۔ دوسری جگہ مذکور ہے کہ جب حضرت یحییٰؑ کو ظالموں نے قید کیا تاکہ شہید کریں؛ انہوں نے اپنے شاگردوں کو جناب عیسیٰؑ کے پاس بھیجا۔ اور کہلایا کہ میں تمہارا انتظار کرتا ہوں کہ تم میرے پاس آؤ گے یا کسی اور کا انتظار کروں۔ آپ نے جواب میں کہلایا کہ حق و یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ عورتوں میں سے کسی نے یحییٰؑ سے بہتر کسی کو نہیں جانا ہے۔ بیشک تورات اور پیغمبروں کی کتابوں میں درج ہے کہ بعض کے بعد بعض آئے یہاں تک کہ یحییٰؑ آئے۔ اور اب میں کہتا ہوں اگر چاہو قبول کرو یقیناً میرے بعد آیا آئے گا۔ تو سُنے والے کان جس کے ہیں وہ سُنے کہ احمد الیا کی جگہ پر ہوگا۔ اور یہ تاویل کی ہے کہ الیا سے مراد علیؑ ہیں۔ اور بعضوں نے کہا کہ اس واسطے علیؑ کو کہا کہ امور دین حضرت سرور عالم کی حیات میں اور ان کی وفات کے بعد ان پر قرار پائیں گے۔ اور حضرت آدمؑ پر خداوند عالم نے جو کچھ وحی فرمائی ان میں سے ایک امر یہ ہے کہ میں خدا سے کہتا ہوں کہ تم میرے واسطے میرے ہمسایہ ہیں اور اس کی زیارت کرنے والے میرے مہمان ہیں۔ میں اس مقام کو اہل آسمان سے

آنحضرت کے بارے میں انبیاء نے سابقین کی پیشگوئیاں



آباد کروں گا۔ اور اہل زمین جو حق اس کی طرف تکبیر و تلبیہ کی آوازیں بلند کرتے ہوئے آئیں گے۔ تو جو شخص صرف میری خوشنودی کے لیے اس کی زیارت کرے گا۔ اس نے گویا میری زیارت کی اور میرے گھر آیا پھر مجھ پر لازم ہے کہ میں اپنی کرامت سے اس کو مخصوص کروں اور اس گھر کو تمہارے فرزندوں میں سے ایک شخص ابراہیمؑ کے ذکر و شرف و بزرگی اور پیغمبری کا سبب قرار دوں گا۔ اور اس کے لیے اس گھر کے حجرے بناؤں گا۔ اور اس کے ہاتھوں سے اس کی عمارت تیار کروں گا اور اس کے لیے اس کا پانی (نذر) اور اس کیلئے حلال و حرام جاری کروں گا۔ اور اس کے ذریعہ سے مشعر حرم لوگوں کو پہنچاؤں گا۔ اور اس کے گلی کوچوں کو آباد کروں گا یہاں تک کہ تمہارے فرزندوں میں سے وہ پیغمبر آئے جس کا نام محمدؐ ہے اور وہ آخری پیغمبر ہے۔ اور اس کو اس کے گھر کے ساکنوں اور والیوں میں قرار دوں گا۔ آنحضرتؐ کے معجزات میں سے ہے کہ خداوند عالم نے آنحضرتؐ کا نام یعنی محمدؐ محفوظ رکھا تھا؛ کوئی دوسرا حضورؐ سے پہلے اس نام سے موسوم نہیں ہوا باوجودیکہ لوگوں نے مدتوں ہر زمانہ میں اس صاحب اسم کے بارے میں بشارتیں سنی تھیں۔ چنانچہ سراقہ بن جشم سے منقول ہے کہ میں تین اشخاص کے ساتھ شام کی جانب گیا، وہاں ایک چشمہ کے کنارہ ہم نے قیام کیا جس کے چاروں طرف چند درخت تھے اس کے نزدیک ایک نصرانی کا دیر تھا۔ نصرانی نے اپنے دیر سے دیکھا اور پوچھا تم لوگ کون ہو؟ ہم نے کہا کہ ہم قبیلہ مضر سے ہیں۔ اس نے پوچھا کس مضر سے؟ ہم نے کہا عذف کے مضر سے اس نے کہا بہت جلد تم میں ایک پیغمبر مبعوث ہوگا جس کا نام محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوگا۔ جب ہم لوگ اپنے گھروں واپس آئے ہم میں سے ہر ایک کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور سب نے محمدؐ نام رکھا۔ دوسری روایت میں منقول ہے کہ کفار قریش نے نصر بن الحرس اور علقمہ بن ابی معیط کو مدینہ بھیجا تاکہ آنحضرتؐ کی نبوت معلوم کریں۔ انہوں نے مدینہ پہنچ کر علمائے یہود سے دریافت کیا انہوں نے حضرتؐ کے اوصاف بیان کئے پھر پوچھا کہ اس کی متابعت تمہاری قوم کے کن لوگوں نے کی؟ وہ بولے فقیروں اور کمزوروں نے کی ہے تو ان میں سے ایک عالم نے چلا کہ ہاں وہ پیغمبر ہے جس کی تعریف ہم نے تو ریت میں پڑھی ہے۔ اس کی قوم کے لوگ اس کی دشمنی میں سب سے زیادہ ہوں گے۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ طلحہ بصرہ کے بازار میں ایک راہب کے پاس پہنچے راہب نے ان سے پوچھا کہ آیا محمدؐ مبعوث ہوئے ہیں، اسی ہیمنہ میں ان کو ظاہر ہونا چاہیئے۔ اور عم کلان حمیری نے عبد الرحمن بن عوف سے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ تم کو ایک خوشخیزی دوں جو تمہاری تجارت سے بہتر ہے؟ یقیناً حق تعالیٰ نے گزشتہ ماہ ایک پیغمبر کو مبعوث فرمایا ہے اس نے اس پر ایک کتاب نازل کی ہے وہ بتوں کی پرستش سے منع کرتا ہے اور اسلام کی دعوت دیتا ہے۔ جلد واپس جاؤ۔ پھر ایک خط حضرتؐ کی خدمت میں لکھا جس میں چند اشعار تحریر تھے جنکا مضمون یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں اس خدا کی جو موسیٰؑ کا پروردگار ہے اور اب بطحا میں مبعوث ہوئے ہیں لہذا اپنے خدا سے میری شفاعت کیجئے گا۔ عبد الرحمن جب آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے تو آپؐ نے پوچھا کیا تم میرے لئے کسی کی مانتی رہتے

آنحضرتؐ کی ولادت اور ولادت کے بارے میں باتیں

لائے ہو عبد الرحمن نے عرض کی ہاں لایا ہوں۔ پھر وہ خط اور پیغام حضرتؐ کو پہنچایا۔ اور اس بن حارثہ ابن ثعلبہ نے آنحضرتؐ کی ولادت سے تین سو سال پہلے آپؐ کے مبعوث ہونے کی خبر دی اور اپنے اہل و عیال کو وصیت کی کہ آنحضرتؐ کی متابعت کریں۔ اور حضورؐ نے اس کے حق میں فرمایا کہ خدا رحمت فرمائے اس پر کہ وہ دین حنیف پر مرے، اور ایام جاہلیت میں انہوں نے میری نصرت کی تو رغیب دی تھی۔ سلیم ابن قیس ہللی نے اپنی کتاب میں روایت کی ہے کہ حضرتؐ امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ کے ساتھ جب ہم صفین سے واپس آ رہے تھے تو ایک نصرانی کے دیر کے پاس حضرتؐ نے قیام فرمایا۔ اس دیر سے ایک خوشتراد اور نیک سیرت بوڑھا مرد آنکلا۔ اس کے ہاتھ میں ایک خط تھا، وہ حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور سلام کیا، حضرتؐ نے جواب سلام دے کر فرمایا میرے بھائی شمعون بن حنون تمہارا کیا حال ہے خدا تم پر رحمت کرے۔ اس نے کہا اے مومنین کے امیرؐ اور مسلمانوں کے سردار اور رسولؐ خدا کے وصی میں بخیریت ہوں۔ بیشک میں حضرت عیسیٰؑ کے سب سے بہتر حواری جناب شمعون بن یوحنا کی نسل سے ہوں۔ جو ان کے بارہ حواریوں میں سب سے زیادہ محبوب تھے جناب عیسیٰؑ نے انکو کتابیں اور اپنا علم و حکمت سپرد فرمایا تھا اور ہمیشہ انہی کی اولاد اور اہلبیت میں وہ علم جاری رہا، اور وہ سب حضرت عیسیٰؑ کے دین سے متمسک رہے ہیں۔ نہ کافر ہوئے اور نہ دین میں کوئی تغیر و تبدل کیا۔ اور وہ کتابیں میرے پاس ہیں جنکو جناب عیسیٰؑ بیان کرتے رہے اور میرے جد شمعون لکھتے رہے۔ ان کتابوں میں عیسیٰؑ کے بعد کے بادشاہوں کے حالات لکھے ہوئے ہیں یہاں تک کہ تحریر ہے کہ فرزندان اسمعیلؑ پسر ابراہیمؑ میں سے ایک مرد سرزمین عرب سے ظاہر ہوگا جسکو تمہارے کہتے ہونگے۔ وہ مکہ کا ایک شہر ہوگا اور اس مرد بزرگ کا نام احمدؐ ہوگا جس کی آنکھیں کشادہ ابرو پیوستہ ہونگے وہ صاحب ناقة و حمار و عصا و تاج ہوگا۔ اس کے بارہ امام ہوں گے۔ اس کے بعد اس نے آنحضرتؐ کی ولادت و ولادت و ہجرت کا تذکرہ کیا اور ان لوگوں کا ذکر کیا جو حضرتؐ کی مدد کریں گے اور جو لوگ حضرتؐ سے جنگ کریں گے۔ اور ان کی مدت حیات اور جو کچھ ان کے بعد ان کی امت میں حضرت عیسیٰؑ کے آسمان سے نازل ہونے تک واقع ہوگا بیان کیا۔ اور ان کتابوں میں اولاد اسمعیلؑ کے ان تیرہ نفوس کے نام تحریر ہیں جو ان کے بعد خدا کے نزدیک بہترین خلق اور محبوب ترین خلایق ہوں گے۔ خلایق عالم ان کے دوستوں کو دوست اور دشمنوں کو دشمن رکھے گا۔ جو ان کی اطاعت کرے گا ہدایت پائے گا، جو مخالفت کرے گا گمراہ ہوگا۔ ان کی اطاعت خدا کی اطاعت ہوگی اور ان کی مخالفت خدا کی مخالفت ہوگی۔ اور ان انفاس قدسیہ کے نام و نسب اور صفات لکھے ہوئے ہیں اور یہ کہ ان میں سے کون کتنی مدت تک زندہ رہے گا کون ظاہر ہوگا اور کون غیبت میں ہے گا یہاں تک کہ اس پر حضرت عیسیٰؑ نازل ہوں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ وہ عیسیٰؑ سے نماز پڑھانے کو کہے گا۔ جناب عیسیٰؑ جواب دیں گے کہ آپؐ لوگ امام ہیں کسی کے لیے نماز اور نہیں ہے کتاب پر مسقت کرے۔ پھر وہ آگے ہوگا اور عیسیٰؑ لوگوں کے ساتھ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ ان میں ہر شخص

اسے مؤلف فرماتے ہیں کہ آنحضرت کی ولادت و بعثت کی شائستگی سے زیادہ ہیں ان میں سے بہت سی آئندہ اس جلد میں اور دوسری تمام جلدوں میں مذکور ہونگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

ایمپریالزم سے جو کہ صنفی، برادری اور دیگر اثر کے دھن گھونٹ کے بیانیہ بیان کرتا ہے۔

## تیسرا باب

حضرت سید البشر کی ولادت باسعادت کی تاریخ اور آپ کے عجیب معجزات جو اُس وقت ظاہر ہوئے

جاننا چاہیے کہ علمائے امامیہ کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت سترہویں ماہ ربیع الاول کو ہوئی اور دوسرے لوگ بارہویں ربیع الاول جانتے ہیں اور انہی میں سے بعض آٹھ یا دس ربیع الاول کے قائل ہیں اور ان میں سے شاذ و نادر ماہ رمضان میں سمجھتے ہیں۔ اور محمد بن یعقوب کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت کی ولادت جب ہوئی تو ماہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزری تھیں جو کا دن اور ولایت آفتاب کا وقت تھا جس سال خانہ کعبہ کو برباد کرنے کا شکار لایا گیا تھا اور وہ سنکہ نزول کے ذریعہ ہلاک ہوئے تھے۔ اور دوسری روایت میں طلوع فجر کا وقت تھا بشت سے چالیس سال پہلے۔ حضرت کی والدہ ایام تشریق میں درمیانی حجرہ کے مقام پر عبد اللہ بن عبد المطلب کے گھر حاملہ ہوئیں اور حضرت کی ولادت مکہ معظمہ میں شعب ابی طالب میں محمد بن یوسف کے مکان میں داہنی جانب کے حجرہ میں واقع ہوئی اور ہارون رشید کی ماں خیراں نے اس حجرہ کو مکان سے باہر نکال کر مسجد بنادیا جس میں لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ گویا کلینی نے ولادت حضرت کے تعیین میں تفتیہ کیا اور غیروں کے درمیان شہرت کے موافق بیان فرمایا ہے۔ صاحب کتاب عدد قویر نے کہا ہے کہ حضور کی ولادت سترہویں ماہ ربیع الاول روز جمعہ طلوع صبح کے وقت اصحاب فیل کے ہلاک ہونے کے پچپن یا سینتالیس روز یا تیس سال بعد واقع ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ اسی روز اور زیادہ مشہور یہ ہے کہ اسی سال واقع ہوئی۔ اور عامہ کہتے ہیں کہ روز دوشنبہ کو حضرت پیدا ہوئے اور نو شیر وال کی بادشاہی کے سال باقی تھے۔ بعض کا قول ہے کہ ہرمز بن نو شیر وال کی بادشاہی کے زمانہ میں آنحضرت کی ولادت ہوئی طبری کا قول ہے کہ نو شیر وال کی حکومت کے بیالیس سال گزرے تھے۔ اس قول کی مؤید وہ روایت ہے جو آنحضرت نے فرمایا کہ میں بادشاہ عادل کے زمانہ میں پیدا ہوا۔ بیان کرتے ہیں کہ شباط رومی کی بیس اور بعض کا قول ہے کہ پہلی یا بیس یا اٹھائیس تاریخ تھی اور اہل فارس کے مہینے نے کی سترہویں تاریخ تھی اور منزل قر سے ستارہ عقرب طالع تھا۔ اور ابوالمشرک بیان

تاریخ ولادت آنحضرت علیہ السلام و آثار و مناقب

ہے کہ آنحضرت کی ولادت کا طالع جدی بیسویں درجہ میں تھا اور زحل و مشتری بُرج عقرب میں تھے برج اپنے خانہ میں بُرج حمل میں تھا اور سورج شرف حمل میں تھا اور زہرہ شرف میں بُرج حوت میں تھا اور عطارد بھی حوت میں تھا۔ چاند بھی پہلے میزان میں اور راکس جوزا میں تھا اور زنب توں میں۔ اور حضرت اپنے مکان میں پیدا ہوئے بعد میں وہ مکان عقیل بن ابی طالب کو دے دیا۔ عقیل نے اس کو محمد بن یوسف حجاج کے بھائی کے ہاتھ فروخت کر دیا اُس نے اس کو اپنے مکان میں شامل کر لیا۔ باؤن کا زمانہ آیا تو اس کی ماں خیراں نے اس کو محمد بن یوسف کے مکان سے الگ کر کے مسجد بنا دیا وہ اب تک اُسی حال پر باقی ہے اور لوگ اس کی زیارت کو جاتے ہیں اور ابن بابویہ نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت کی والدہ اٹھارہویں ماہ جمادی الآخر شب جمعہ کو حاملہ ہوئیں۔ پھر سند معتبر حضرت ابو طالب سے روایت کی ہے کہ عبد المطلب نے فرمایا کہ میں ایک رات حجر اسماعیل میں سویا ہوا تھا ناگاہ میں نے ایک عجیب خواب دیکھا۔ صبح کو بیدار ہوا تو مجھے راہ میں ایک کاہن نے دیکھا کہ میں کانپ رہا تھا اور میرے سر کے بال میرے کانڈھے پر پڑے ہوئے بل رہے تھے۔ اس نے مجھ میں تیسرے مشاہدہ کیا تو پوچھا کہ بزرگ عرب کو کیا امر در پیش ہوا کہ اس کا رنگ ایسا متغیر ہو گیا ہے۔ کیا کوئی حادثہ واقع ہوا ہے؟ میں نے کہا آج میں حجر اسماعیل میں سویا ہوا تھا خواب دیکھا کہ ایک درخت میری پشت سے ویدہ ہوا اور اس قدر بڑھا کہ آسمان تک بلند ہو گیا اور اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں جا پہنچیں۔ اور اس درخت سے ایک ٹوڑ نکلا جو آفتاب نور سے ستر گنا زیادہ تھا اور عرب و عجم اس درخت کو سجدہ کر رہے تھے۔ اس کا ٹوڑ اور اس کی بلندی ہر آن بڑھتی جاتی تھی۔ قریش کی ایک جماعت جاہلی تھی کہ اس درخت کو اکھاڑ دیں، جب اس کے پاس جانا چاہتے تھے ایک جوان نہایت پاکیزہ صورت عمدہ لباس پہننے ہوئے ان کو پکڑتا اور ان کی پشت توڑ دیتا، اور ان کی آنکھیں نکال دیتا تھا۔ میں نے اپنا ہاتھ بلند کر کے چاہا کہ اس کی ایک شاخ توڑ لوں تو اس جوان نے مجھ کو آواز دی کہ اس میں آپ کا حصہ نہیں ہے۔ میں نے کہا درخت تو میرا ہے اور میرا ہی حصہ اس میں نہیں۔ اس نے کہا اس میں اُن لوگوں کا حصہ ہے جو اس درخت سے پلٹے ہوئے ہیں۔ یہ خواب دیکھ کر میں خوفزدہ بیدار ہوا۔ جب اس کاہن نے یہ خواب سنا اس کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ بولا کہ اگر آپ سچ کہتے ہیں تو آپ کی صلب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو مشرق و مغرب کا مالک ہوگا اور پیغمبر ہوگا۔ تو عبد المطلب نے ابو طالب سے کہا کہ وہ جوان جو اس کی مدد کر رہا تھا کوشش کرو کہ تم ہو۔ لہذا ابو طالب ہمیشہ آنحضرت کی توت کے بعد اس خواب کا تذکرہ کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ واللہ وہ درخت ابوالقاسم امین تھے۔ لہ

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب مامون پر حکیم ابن زخوره کا کل علم نجوم میں کمال ظاہر ہوا تو ایک روز اس سے کہا کہ تو باوجود اس علم و دانائی کے ہمارے پیغمبر پر ایمان کیوں نہیں لاتا

لہ مؤلف فرماتے ہیں کہ اُس جہان سے مُراد امیر المومنین ہوں گے ۱۲



اپنے بازوؤں کو کھولے ہوئے تھے اور شیعہ اُسدیہ کو دیکھا جو گزرتا ہوا کہہ رہا تھا کہ اے آمنہ کا ہنوں اور بتوں کو تمہارے فرزند دل سے کیا کیا دیکھنا نصیب ہوگا۔ پھر میں نے ایک بلند قامت جوان کو دیکھا جو سب سے زیادہ خوبصورت تھا اور بہترین لباس پہنے ہوئے تھا میں نے سمجھا کہ وہ عبدالمطلب ہیں وہ میرے پاس آئے اور میرے فرزند کو گود میں لے کر اپنا لعابِ دہن اُس کے مُنہ میں دیا انکے ساتھ ایک سونے کا طشت تھا جو زمرّہ دسے مرصع تھا اور سونے کی کنکھی بھی تھی۔ انہوں نے میرے بچہ کا شکم چاک کیا اور اُس کا دل نکالا پھر اُس کو چاک کر کے ایک سیاہ نقطہ نکال کر پھینک دیا پھر حریر برسر کی ایک تھیلی نکالی اور اس تھیلی میں سے ایک طرح کی سفید گھاس نکالی اور اس کو دل میں بھر دیا اور دل کو اپنے مقام پر رکھ کر شکم مبارک پر ہاتھ پھیرا اور حضرتؑ سے باتیں کیں آپنے ان کے جوابات دیتے۔ میں انکی باتیں نہ سمجھ سکی سوائے اس قدر کہ انہوں نے کہا خدا کے حفظ و امان و حمایت میں رہو یقیناً میں نے تمہارے دل کو ایمان و علم و یقین و شجاعت سے بھر دیا۔ تم بہترین خلق ہو خوش حال اُسکا جو تمہاری متابعت کرے اور دوائے ہو اُس پر جو تمہاری مخالفت کرے۔ پھر دوسری تھیلی نکالی جو حریر سفید کی تھی۔ اس میں سے ایک انگوٹھی نکالی اور حضرتؑ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر کی جس کا نقش اُبھر آیا اور کہا میرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ تمہارے سینہ میں روحِ قدس چھونکے۔ عرض انہوں نے روح آنحضرتؑ کے جسم میں چھونے اور ایک پہرہ پہن ان کو پہنایا اور کہا کہ یہ دُنیا میں تمہارے لیے تمام آفتوں سے امان ہے۔ اے عباس یہ وہ امور تھے جنکو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ عباس کہتے ہیں کہ میں نے حضرتؑ کے شانوں کو کھولا اور مہر کے نقش کو پرکھا اور ہمیشہ یہ باتیں پوشیدہ رکھتا تھا یہاں تک کہ میں بھول گیا۔ اور جب مشرف باسلام ہوا تو حضرتؑ نے خود مجھ کو یاد دلایا۔

اُس نے کہا میں اُن پر کیونکر ایمان لاسکتا ہوں حالانکہ اُن کا دروغ مجھ پر ثابت ہو چکا ہے کیونکہ وہ ایسے طالع میں پیدا ہوئے ہیں جس میں کوئی پیغمبر نہیں ہو سکتا۔ حکیموں میں سے ایک شخص موجود تھا اُس نے کہا میں اُس کے طالع سے واقف ہوں کہ وہ راستگو ہیں کیونکہ حکمانے اتفاق کیا ہے کہ اُن کا طالع مشتری۔ عطارد۔ زہرہ اور مرتخ ہے اور جو اس طالع میں پیدا ہوتا ہے اُس کو اُسی وقت مر جانا چاہیے اگر زندہ رہ بھی جائے تو ساتویں روز مرجائے گا لیکن وہ پیغمبر اُسی ساعت میں پیدا ہوئے اور تریسٹھ سال زندہ رہے اور یہ بھی اُس کے معجزوں میں سے ہے یہ شک نہ ہو کہ مسلمان ہو گیا اور مامون نے اُس کا نام ایزد خواہ (یعنی) ماشاء اللہ رکھا۔ عرض نظر مشتری علم و حکمت و زیر کی و ریاست وغیرہ کی علامت ہے اور نظر عطارد لطافت و ظرافت و ملاحت و فصاحت و جلاوت کی علامت ہے اور زہرہ کی تاثیر صباحت و مغشوش مزاجی و لباشت و حسن و طیب و جمال وغیرہ کی علامت ہے اور مرتخ شہادت و قبر و غلبہ و قتال کی نشانی ہے لہذا آنحضرتؐ میں خدا نے تمام فضیلتوں کو جمع کر دیا تھا۔ اور بعض منجملوں نے بیان کیا ہے کہ پیغمبروں کا طالع سنبلہ و میزان ہے اور آنحضرتؐ کا طالع میزان تھا۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت کا طالع سماک و راج تھا۔

ایمان لانے سے قبل جناب عباس کا خراب اور اسکی تعمیر میں آنحضرتؐ کی رسالت کی بدبینی کوئی

بسنہ معتبر ابن بابویہ نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ میرے والد عباس نے بیان کیا ہے کہ جب میرے بھائی عبد اللہ پیدا ہوئے ان کے چہرہ پر آفتاب کے نور کی طرح ایک نور تھا تو میرے پدر بزرگوار عبد المطلب نے فرمایا کہ میرے اس فرزند کی شان بلند ہوگی۔ پھر میں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ عبد اللہ کی ناک سے ایک سفید برندہ نکلا اور پرواز کر کے مشرق و مغرب تک پہنچا۔ پھر واپس آکر بام کعبہ پر بیٹھا۔ اُس وقت قریش کے تمام لوگوں نے اس کو سیدہ کیا اور حیرت سے اس کو دیکھنے لگے ناگاہ ایک روشنی ہوئی جو آسمان و زمین اور مشرق و مغرب پر چھا گئی میں بیدار ہوا تو ایک کاہنہ سے دریافت کیا جو یہی محزوم سے تھی اس نے کہا اے عباس اگر تمہارا خواب سچا ہے تو عبد اللہ کے صلب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے تالخ اہل مشرق و مغرب ہوں گے۔ عباس کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے ہمیشہ میں عبد اللہ کے لئے رُوحہ کی فکر میں تھا تا آنکہ آمنہ سے ان کا عقد ہوا۔ وہ زمان قریش میں سب سے زیادہ حسین و جمیل تھیں۔ جب حضرت عبد اللہ کا انتقال ہو گیا تو رسالتِ نبی پیدا ہوئے۔ میں نے ان کی دو آنکھوں کے درمیان ایک نور لایع دیکھا میں نے انکو گود میں لیا تو ان کے جسم سے بونے مشک آ رہی تھی اور میں نافہ مشک کے مانند معطر ہو گیا آمنہ نے مجھ سے کہا کہ جب مجھے دردِ زہ شروع ہوا میں نے اپنے گھر میں بہت سی آوازیں سُنیں جو آدمیوں کی آوازوں سے مشابہ نہ تھیں۔ پھر میں نے سندس بہشت کا ایک علم دیکھا جو یا قوت کے چھڑ میں لگا ہوا تھا جس نے زمین و آسمان کو پیر کر دیا تھا اور ایک نور آنحضرت کے سر سے بلند تھا جس نے آسمان کو روشن کر رکھا تھا اُس میں میں نے شام کے قصر دیکھے جو نور کی زیادتی کے سبب آگ کے شعلے معلوم ہو رہے تھے اور اسنے حاروں طرف اسفرود کے مانند برندے دیکھے جو میرے گرد

بناب آئینہ کا اخذ کرتے ہوئے کے متعلق بیان

سب سے پہلے اے بھائیوں! تم کوئی نیا کام نہ کرنا اور کلاسیک ہوجانا دیکھو۔

تیسرا باب: آنحضرت کی تاریخ ولادت، آپ کے معجزات و وقت ولادت ظاہر ہوئے

اور دریائے سادہ جس کو پُجھتے تھے خشک ہو گیا اور نمک ہو گیا۔ اور وادیِ سماوہ جس میں کبھی پانی نہ تھا محل  
تخل ہو گیا اور آتشکدہٗ فارس جو ہزار سال سے روشن تھا اور کبھی خاموش نہیں ہوا تھا بالکل بجھ گیا  
اُسی رات علمائے مجوس نے جو بڑے علم والے تھے خواب میں دیکھا کہ چند اُونٹ صبیحی عربی گھوڑوں کو  
کھینچتے ہوئے دریائے دجلہ سے گزرے اور ان کے شہروں میں داخل ہو گئے اور طاق کسرے درمیان  
سے لوٹ کر دو حصہ ہو گیا ہے اور دجلہ کا پانی اس کے محل میں جاری ہے۔ اور اُسی رات ایک نور  
تھار کے چاروں طرف سے ظاہر ہوا اور تمام عالم میں پھیل گیا اور ہر بادشاہ کے تخت اُس کی صبح کو  
منبر کوں ہو گئے تھے اور تمام بادشاہ کو گئے ہو گئے تھے اور بات نہیں کر سکتے تھے۔ اور کاہنوں کا علم ناکل ہو  
گیا تھا اور ساحروں کا سحر باطل ہو گیا اور ہر کاہن اور اس کے ہمزاد کے درمیان جدائی ہو گئی اور قریش  
تمام عرب میں بزرگ مانے گئے۔ لوگ انکو آلِ خدا کہنے لگے کیونکہ وہ خانہٗ خدا کے ہمسایہ تھے۔ آمہ  
فرمائی ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور سر آسمان کی جانب بلند کیا اور  
چاروں طرف نظر کی آپ کے جسم سے ایک نورِ ساحل ہوا جس نے تمام چیزوں کو روشن کر دیا۔ اسکی خوشی  
میں میں نے شام کے محل دیکھے اور اُسی روشنی کے درمیان میں نے ایک آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا، کہ  
بہترین خلق پیدا ہوا اس کا نام محمد رکھو۔ جب آنحضرتؐ کو بعد المطلب کے پاس لائے آپ نے ان کو  
گودیں لے کر فرمایا کہ میں اُس خدا کا شکر و حمد کرتا ہوں جس نے مجھے ایسا خوشرو فرزند عطا فرمایا جو  
گوارہ میں تمام اطفال پر سیادت و بزرگی رکھتا ہے۔ پھر ان کو ارکانِ کعبہ کے اسماء کی تعویذ پینائی اور  
حضرتؐ کے فضائل میں چند اشعار نظم کیے۔ اس وقت شیطان نے اپنی اولاد کو آواز دی، وہ سب اس  
کے پاس جمع ہوئے۔ اور پوچھا کس امر نے تم کو مضطرب و پریشان کیا ہے۔ اُس نے کہا تم پر داتے ہو  
شروع رات سے اس وقت تک زمین و آسمان میں تغیر دیکھ رہا ہوں ضرور کوئی بہت بُرا حادثہ زمین  
میں واقع ہوا ہے۔ کیونکہ جب سے آسمان پر جنابِ علیؑ ہیں آج تک ایسا تغیر نہیں دیکھا تھا  
لذا جادو اور جتھو کہہ کر کیا حادثہ رونما ہوا ہے۔ یہ سنکر وہ سب منتشر ہو گئے۔ پھر واپس آکر کہا کہ  
تو کوئی بات نہیں معلوم ہوئی۔ اس ملعون نے کہا کہ اس امر کا معلوم کرنا میرا کام ہے۔ پھر وہ ملعون وائے  
ہوا۔ اور تمام دنیا میں گشت کرتا ہوا کعبہ کے پاس پہنچا۔ دیکھا کہ فرشتے اس کے چاروں طرف جمع ہیں  
اس نے بھی کعبہ کے اندر داخل ہونا چاہا۔ فرشتوں نے لٹکارا کہ اے ملعون واپس جا۔ وہ وہاں سے بھاگ  
اور چھوٹا ہو کر نجشک کے مانند بن گیا۔ اور کوہِ حرا کی جانب سے داخل ہوا۔ جنابِ جبرائیلؑ نے دُعا  
کر کہا نکل جا۔ اُس نے کہا اے جبرائیلؑ بس اتنا با دو کہ آج رات زمین پر کو نسا امر واقع ہوا ہے  
جبرائیلؑ نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج رات پیدا ہوئے ہیں۔ پوچھا کیا مجھے بھی ان سے کچھ فائدہ  
ہوگا فرمایا نہیں۔ اس نے کہا کیا ان کی کرامت میں میرا کچھ حصہ ہے؟ فرمایا ہاں۔ اس وقت وہ بلور  
کے من راضی ہوں۔

شب و روزت علمتے یہود کا خواب : اس ترویل کا صحرا باطل ہو جانا وغیرہ

آنحضرت کی ولادت سے ابیس ملعون کا اضطراب

دوسری حدیث میں روایت ہے کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ جب میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہوں۔

<http://fb.com/ranaibirabbas>

Contact : [jabir.abbas@yahoo.com](mailto:jabir.abbas@yahoo.com)



ایک وقت چلتی ہیں کہ ان میں سے ہر ایک دنیا سے بڑی ہے اور ہر ایک کے ستر ہزار سینکڑیں نمرود سے بڑے ہیں اور اس پھلی کو ان گلابوں کے چلنے کا پتہ بھی نہیں چلتا۔ وہ حضرت کی ولادت سے خوش و مسرور ہو کر حرکت میں آتی۔ اگر خداوند اس کو ساکن نہ کرتا تو تمام دنیا پلٹ جاتی۔ اور میں نے سنا کہ اُس روز کوئی پہاڑ ایسا نہ تھا جس نے دوسرے پہاڑ کو خوشخبری نہ دی ہو۔ اور سب لا الہ الا اللہ کی آوازیں بلند کر رہے تھے۔ اور تمام پہاڑ آنحضرت کی وجہ سے ابو قیس کے احترام میں ٹھکے ہوئے تھے اور تمام درخت حضرت کی ولادت کی خوشی میں مع اپنی شاخوں اور پھلوں کے خداوند عالم کی تقدیس و تسبیح کر رہے تھے اور آسمان وزمین کے درمیان مختلف نوروں کے ستر ستون نصب کئے گئے جن میں سے کوئی ایک دوسرے کے مشابہ نہ تھا اور حضرت آدم کی روح کو حضرت کی ولادت کی خوشخبری دی گئی تو حضرت کا حسن فرط مسرت سے ستر گنا بڑھ گیا۔ اور موت کی تلخی اس وقت ان کے حلق سے زائل ہو گئی اور حوض کوثر میں خوشی سے تلاطم پیدا ہوا اور اُس نے ستر ہزار قصر در ویاقت کے آنحضرت پر نثار کرنے کے لئے اپنی تہہ میں سے نکال کر باہر ڈال دیئے اور چالیس روز تک شیطان زنجیروں سے باندھ کر قلعہ میں قید کر دیا گیا اور اُس کا تخت چالیس روز کے لئے پانی میں غرق کر دیا گیا اور بُت سرنگوں ہو گئے اور ان کی زبانوں سے فریاد و داد بلا کی آوازیں ظاہر ہونے لگیں اور کعبہ سے آواز بلند ہوئی کہ اے آل قریش تمہاری طرف ثواب کی خوشخبری دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا آیا اور اُس کے ساتھ عزت ابدی اور بے انتہا فائدہ ہے اور وہی خاتم پیغمبران ہے۔ اور ہم نے کتابوں میں پایا ہے کہ اس کی عزت اس کے بعد دنیا کے تمام لوگوں میں سب سے بہتر ہے اور جب تک انہیں سے ایک بھی موجود رہے گا دنیا والے عذاب خدا سے امان میں رہیں گے۔ معاویہ نے پوچھا اے ابواسحاق اس کی عزت کون لوگ ہیں۔ کعب نے کہا فرزندان فاطمہ ہیں۔ یہ سنکر معاویہ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور اپنے ہونٹ دانتوں سے کاٹنے لگا اور اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ پھر کعب نے کہا کہ ہم نے کتابوں میں پڑھا اور دیکھا ہے اس کے اُن دونوں فرزندوں کے اوصاف میں جنکو ظالمین شہید کر س گئے اور وہ دونوں فاطمہ کے فرزند ہیں اُن کو بدترین مخلوق خدا شہید کریں گے۔ معاویہ نے پوچھا ان کو کون لوگ قتل کر س گئے؟ اس نے کہا قریش میں سے ایک شخص شہید کرے گا۔ یہ سنکر معاویہ غصہ میں بیٹاب ہو کر بولا اگر خیریت چاہتے ہو تو میرے پاس سے چلے جاؤ۔ تو ہم لوگ چلے آئے۔

بسنہ معتبر حضرت صادق سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ بنت اسد مادر امیر المومنین نے حضرت ابوطالب کے پاس آکر آنحضرت کی ولادت کی خوشخبری دی اور ولادت سے متعلق تعجب و غمزہ باتیں بیان کیں۔ ابوطالب نے فرمایا تیس سال کے بعد ایک فرزند تمہارے بطن سے بھی پیدا ہوگا۔ جو بجز پیغمبری کے تمام کمالات میں اس کے مانند ہوگا۔

شیخ کلینی نے بسند معتبر انہی حضرت سے روایت کی ہے کہ بوقت ولادت آنحضرت فاطمہ بنت اسد جناب امیر کے پاس موجود تھیں تو ایک نے دوسری سے کہا کہ جو کچھ میں دیکھتی ہوں تم بھی دیکھ رہی ہو

کعب الا جبار سے معاویہ کا حضرت کا ولادت پوچھا اور اس کا غرض بے لایان رہا اور معاویہ نے جواب دیا کہ اے کعب! میں نے اس سے غلام کیا۔

تیس سال قبل حضرت ابوطالب نے فرمایا تھا کہ اُن کا فرزند تمہارا ہوگا۔

وہ بولیں کیا دیکھ رہی ہو؟ کہا یہ نور جو چمک رہا ہے اور تمام مشرق و مغرب تک پھیلا ہوا ہے۔ اسی اثنا میں حضرت ابوطالب آئے اور بولے کیا تعجب کی بات ہے تو فاطمہ بنت اسد نے اس نور کا ذکر کیا حضرت ابوطالب نے فرمایا کیا چاہتی ہو کہ تم کو خوشخبری دوں وہ بولیں ضرور فرمائیے۔ ابوطالب نے کہا کہ تم سے بھی ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اس کا وصی ہوگا۔

دیگر روایت ہے کہ ابوطالب نے ساتویں روز آنحضرت کا عقیقہ کیا اور اپنے تمام خاندان کو مدعو کیا۔ لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ کیسا کھانا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ احمد کے عقیقہ کا دلیمہ ہے۔ لوگوں نے پوچھا ان کا نام احمد کیوں رکھا؟ فرمایا اس لئے کہ اہل آسمان انکی مدح کریں گے۔

کلینی اور شیخ طوسی رضی اللہ عنہما نے بسند مائے معتبر امام محمد باقر و امام جعفر صادق صلوات اللہ علیہما سے روایت کی ہے کہ جس رات جناب رسول خدا پیدا ہوئے اس کی صبح کو علمائے اہل کتاب میں سے ایک شخص قریش کی مجلس میں آیا جس میں اُن کے بڑے بڑے لوگ موجود تھے۔ ان میں ہشام اور ولید مغیرہ کے بیٹے اور عاص بن ہشام، ابو زہرہ بن ابی عمر دین امیہ و عتبہ بن ربیعہ بھی تھے اس عالم یہود نے کہا آیا آج رات تمہارے قبیلہ میں کوئی فرزند پیدا ہوا ہے؟ اُن لوگوں نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا، ضرور ایک لڑکا پیدا ہونا چاہیئے جس کا نام احمد ہوگا اور اُس میں ایک علامت مثل ایک گھاس کے جو ساہی مائل ہوتی ہے، ہونا چاہیئے۔ اہل کتاب کی خاص طور سے یہودیوں کی ہلاکت اسی کے ہاتھ سے ہوگی۔ ممکن ہے وہ لڑکا پیدا ہوا ہو اور ہم لوگوں کو اطلاع نہ ہو۔ وہ لوگ متفرق ہوئے تو لوگوں سے دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے فرزند پیدا ہوا ہے۔ پھر ان لوگوں نے اس علم یہود کو بلایا اور کہا ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اُس نے پوچھا کہ میرے بیان کرنے سے پہلے یا بعد میں پیدا ہوا؟ کہا پہلے ہی۔ اُس نے کہا مجھے اُس کے پاس لے چلو میں اس کو دیکھوں گا۔ وہ لوگ جناب امیر کے پاس اس کو لے گئے اور کہا اپنے بچہ کو باہر لاؤ کہ ہم بھی دیکھیں۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میرا بچہ دوسرے بچوں کی طرح نہیں ہے بلکہ اُس نے پیدا ہوتے ہی اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور سر جانب آسمان بلند کیا تو ایک نور اُس سے ظاہر ہوا جس کی روشنی میں میں نے بصرہ کے قصر شام میں دیکھے اور ایک باغ ہوا میں کہہ رہا تھا کہ سید امت پیدا ہوا۔ لہذا کہو اَعْبُدْکَ الْکَافِرُ اَحَدُکُمْ شَرُّکُمْ اَحَدُکُمْ۔ میں اُس کو تمام حاسدوں کے شر سے خدا کے واحد کی پناہ میں دیتی ہوں، اور اس کا نام محمد رکھو۔ یہ سنکر اُس عالم یہود نے کہا کہ اُس بچہ کو مجھے دکھاؤ۔ امیر نے اس کے سامنے آنحضرت کو لائیں۔ اُس نے آپ کی پشت اور شانوں کو کھولا اور مہر نبوت مشاہدہ کی اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ لوگوں نے آنحضرت کو حضرت امیر کی گود میں دے دیا اور کہا خاتم کو فرزند مبارک کرے جب اُس عالم کو ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا کہ تجھ کو کیا ہوا اُس نے کہا پیغمبری بنی اسرائیل سے قیامت تک کے لئے ہر طرف ہوگی۔ خدا کی قسم یہی وہ ہے جو ان لوگوں کو ہلاک کرے گا۔ جب اس نے دیکھا کہ قریش اس کی گفتگو سے بہت خوش ہو رہے ہیں تو بولا کہ خدا کی قسم وہ تم پر ایسی ہیبت طاری کرے گا

امیر المومنین

ایک عالم کتاب کی آنحضرت کی ولادت پر



کہ اہل مشرق و مغرب یاد کریں گے۔  
ابن شہر آشوب اور صاحب کتاب انوار وغیرہ نے یہاں آئمہ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت کی ولادت کا وقت آیا مجھ پر ایک قسم کی دہشت طاری ہوئی۔ میں نے ایک طائر سفید کو دیکھا جس نے میرے دل پر اپنے پر تلے تو وہ خوف مجھ سے زائل ہو گیا۔ پھر میں نے کچھ عورتوں کو دیکھا جو شل درخت کے قندار پر تھیں وہ میرے پاس آئیں ان سے مشک و عنبر کی خوشبو آرہی تھی اور وہ نہایت پاکیزہ کپڑے پہنتی تھیں۔ وہ مجھ سے باتیں کرنے لگیں۔ انکی گفتگو انسانوں سے مشابہ نہ تھی۔ انکے ہاتھوں میں کچھ پتھر تھے۔ وہ مجھ سے باتیں کرنے لگیں۔ انہوں نے کہا کہ آئمہ اس کو پتھر تو تم کو سفید بلور کے پیالے تھے جن میں بہشت کے شربت بھرے ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ آئمہ اس کو پتھر تو تم کو بہترین اولین و آخرین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری ہو۔ میں نے اس میں سے کچھ شربت پیا تو جو نور میرے چہرے پر تھا مشعل ہو گیا اور میرے تمام جسم پر چھا گیا۔ اور ایک چیز سفید ریشم کے مانند میں نے دیکھی جو زمین و آسمان کو گھیرے ہوئے تھی۔ اور ایک ہاتف کی آواز میں نے سنی جو کہہ رہا تھا کہ عزیز ترین مردم کو لو۔ اور چند مردوں کو میں نے دیکھا جو ہوا پر تھے اور ہاتھوں میں صراحیاں لئے ہوئے تھے۔ پھر میں نے مشرق و مغرب تک زمین کو دیکھا اور ریشم کے چند ٹکڑے دیکھے جو باقوت سرخ پر بندھے ہوئے کعبہ کی چھت پر نصب تھے اور زمین و آسمان کو گھیرے ہوئے تھے۔ جب حضرت پیدا ہوئے تو کعبہ کی جانب رخ کر کے سجدہ کیا اور آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے دعا کرنے لگے۔ پھر ایک سفید آبر آسمان سے نیچے آیا اور حضرت کو چھپا لیا۔ پھر ایک ہاتف کی آواز آئی کہ حضرت کو مشرق و مغرب کی سیر کرو اور تمام دریاؤں کو دکھاؤ تاکہ تمام خلائق آپ کے نام اور صورت اور علیہ سے مطلع ہو جائے۔ پھر ابر برف طوفان میں نے دیکھا کہ آنحضرت ایک کپڑے میں لپیٹے ہوئے ہیں جو دودھ سے زیادہ سفید ہے جس کے نیچے سبز ریشم کا گدا بچھا ہوا ہے۔ اور مروارید کی چند گنجیاں آپ کے ہاتھ میں ہیں اور کوئی کہہ رہا ہے کہ محمد کو نصرت و سود مندی اور پیغمبری کی گنجیاں مل گئیں پھر ایک دوسرا آبر آسمان سے نیچے آیا اور آنحضرت کو پہلے سے زیادہ میری آنکھوں سے پوشیدہ کر دیا۔ پھر دوسری آواز کان میں آئی کہ محمد کو مشرق و مغرب کی سیر کرو اور ان کو جن و انس اور پرندوں اور درندوں اور روحانیوں پر پیش کرو اور ان کو صفائے آدم، رقت نوح، خلقت ابراہیم، زبان اسمعیل، جمال یوسف، بشارت یعقوب و صدائے داؤد و زہرہ یحییٰ اور کرم عیسیٰ صلوات اللہ علیہم دو۔ جب وہ ابر زائل ہوا میں نے دیکھا کہ حضرت کے ہاتھ میں ایک ریشمی کپڑا تھا جو بہت مضبوط سے لپیٹا گیا تھا۔ اور کوئی کہہ رہا تھا کہ محمد نے تمام دنیا اپنے قبضہ تصرف میں لے لی۔ پھر میں نے تین آدمیوں کو دیکھا انکے چہرے ایسے نورانی تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ سورج طلوع ہوا ہے۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کی ایک صراحی تھی اور مشک کا ناذ۔ دوسرے کے ہاتھ میں زمرہ سبز کا ایک طشت تھا جس کے چار سرے تھے۔ وہ ہر طرف مروارید سے مرصع تھے۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ اسے خدا کے ولی فرمایا۔ اس کو لے لو تو حضرت نے اس کے درمیان کو اختیار فرمایا کسی نے کہا کہ آپ نے کعبہ کو اختیار فرمایا۔

آنحضرت کی ولادت کے بعد آپ کے پاس انصاف کا نام ہوا اور ان کا نام پڑا۔

تیسرے شخص کے ہاتھ میں ایک سفید ریشمی کپڑا لپیٹا ہوا تھا جس کو کھول کر اس نے ایک انگوٹھی نکالی جس کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہو رہی تھیں۔ پھر آنحضرت کو سات مرتبہ اس پانی سے غسل دیا۔ جو صراحی میں تھا۔ پھر اس انگوٹھی سے آنحضرت کے دونوں شانوں کے درمیان نقش کیا اور آپ سے گفتگو کی۔ حضرت نے اس کا جواب دیا۔ پھر ان میں سے ہر ایک نے تھوڑی تھوڑی دیر حضرت کو اپنے پرں میں لیا اور وہ جس نے حضرت کے ساتھ یہ امور انجام دیئے رضوان خازن جنت تھا۔ پھر وہ حضرت سے یہ کہہ کر پہلے گئے کہ اسے دنیا و آخرت کی عزت کے مالک آپ کو خوشخبری ہو۔

دوسری سند سے روایت ہے عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں شب ولادت آنحضرت کعبہ کے نزدیک سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ کعبہ اپنی بنیاد سمیت زمین سے اٹھ کر مقام ابراہیم کی جانب سجدہ میں گر پڑا۔ پھر سیدھا ہو کر لولا اللہ اکبر! میرے اور محمد مصطفیٰ کے پروردگار نے مشرکین و کفار کی نجاست سے اب مجھے پاک کر دیا اور تمام بت کا پتہ ہوتے منہ کے بل گر پڑے۔ پھر میں نے دیکھا کہ بہت سے طائر کعبہ کے پاس جمع ہوئے اور مکہ کے پہاڑ کعبہ کی طرف جھکے اور ایک ابر سفید آئمہ کے حجرہ کے قریب موجود ہے۔ میں خانہ آئمہ کی طرف دوڑا اور پوچھا کہ میں خواب میں ہوں یا بیدار ہوں؟ آئمہ نے کہا آپ بیدار ہیں۔ تو میں نے دریافت کیا کہ وہ نور کیا ہوا ہو تو ہماری پیشانی میں جلوہ افروز تھا؟ آئمہ نے کہا وہ اس فرزند میں ہے جو مجھ سے پیدا ہوا ہے اس کو چند پرندے لپٹے ہوئے ہیں مجھے نہیں دیتے۔ اور یہ ابر اس کی ولادت کے وقت سے مجھ پر سایہ فکں ہے میں نے کہا میرے بچے کو لاؤ میں بھی دیکھوں۔ آئمہ نے کہا کہ تین روز تک وہ طائر بچہ کو گھومے نہ دیں گے کہ آپ دیکھیں یہ سنکر میں نے اپنی تلوار نکالی اور کہا میرے بچے کو لاؤ ورنہ میں تم کو قتل کر دوں گا آئمہ نے کہا وہ حجرہ میں ہے آپ جائیں اور وہ۔ جب میں نے چاہا کہ حجرہ میں داخل ہوں ایک شخص باہر آیا اور لولا آپ واپس جائیے جب تک تمام فرشتے اس کی زیارت نہ کر لیں کوئی انسان اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ یہ سنکر میں کانپ گیا اور واپس آیا۔

روایت ہے کہ حضرت فتنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے عبدالمطلب کہتے تھے کہ میرا یہ فرزند عظیم مرتبہ والا ہے۔ امیر المومنین سے روایت ہے کہ جب آنحضرت پیدا ہوئے تمام بت جو کعبہ کے گرد رکھے ہوئے تھے، منہ کے بل گر پڑے اور شام ہوتے ہی ایک آواز آسمان سے آئی۔ جَاءَ الْحَقُّ وَدَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ ذَهُوًّا۔ (آیت مائدہ، چلا، سورۃ بنی اسرائیل، حق آیا اور باطل جاکھوٹا گیا بیشک باطل مٹ جائے والا ہی تھا۔ اس رات تمام دنیا روشن ہو گئی اور ہر پتھر اور درخت بزبان حال خوشی کا اظہار کر رہے تھے اور زمین و آسمان میں جو کچھ ہے تسبیح خدا میں محو ہو گئے اور شیطان بھاگا بھاگا پھر رہا تھا۔ کہتا تھا کہ امتوں میں سب سے بہتر خلائق میں سب سے اعلیٰ بندہ میں سب سے عزت والے اور تمام عالم میں سب سے بزرگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ شیخ طبرسی نے کتاب احتجاج میں امام موسیٰ کاظم سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت شکم

نور حیات القلوب جلد دوم

ملاوت بہت کی جائے گی اور وہ پیغمبر مبعوث ہوگا جو ہر وقت ایک چھوٹا عصا اپنے ہاتھ میں رکھے گا اور سادہ کی ہنریں پر آب ہو جائیں گی اور سادہ دریا خشک ہو جائے گا، ملک شام و عجم ان کے بادشاہوں کے قبضہ سے نکل جائے گا اور قیصر کسری کے لنگروں کی تعداد کے مطابق جو گر گئے ہیں ان کے بادشاہ بادشاہی کریں گے اس کے بعد ان کی حکومت زائل ہو جائے گی اور جو کچھ ہونے والا ہے ضرور ہو کر رہے گا۔ یہ کہہ کر وہ دارفانی سے رخصت ہو گیا۔ اس کے بعد عبدالمسیح نہایت سرعت کے ساتھ بادشاہ کے پاس عجم میں واپس گیا اور سطح کی تمام گفتگو بیان کی۔ کسری نے کہا جب تک ہم میں سے چودہ افراد بادشاہی کریں گے بڑی مدت گزر جائے گی۔ غرض ان میں سے دس بادشاہوں نے چار سال میں بادشاہی کی اور چار شخصوں نے عثمان کے زمانہ تک حکومت کی اور پنج و بنیاد سے مٹ گئے۔ سطح سیل عرم میں پیدا ہوا تھا اور ذو نواس بادشاہ کے زمانہ تک زندہ رہا جس کی مدت تیس قرن سے زیادہ ہوئی اور ہر قرن میں تیس سال ہوتے ہیں۔ ۱۵

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ لوگوں نے ابن عباس سے سطح کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے کہا کہ خدا نے اس کو صرف گوشت ہی بنایا تھا جس کو خرمائی پھنیوں پر رکھ کر جہاں چاہتے تھے لے جاتے تھے۔ اس کے جسم میں سولہ سر اور گردن کے کہیں ہڈیاں اور پٹھے نہ تھے۔ اس کو گردن کے حصہ میں لپیٹ دیا کہ لے تھے جس طرح کپڑا لپیٹا جاتا ہے۔ اس کا کوئی عضو سواتے زبان کے حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ دھشت کی چھال سے ٹاٹ کے مانند ایک چیز تیار کر کے اس پر رکھ کر لوگوں میں لایا گیا تھا۔ قریش کے چار اشخاص اس کے پاس آئے اور کہا کہ ہم آپ کی زیارت کو آئے ہیں ہم کو آپ کے کمال علم کی خبر پہنچی ہے۔ لہذا ہم کو ان باتوں سے آگاہ کیجئے جو ہم سے زمانہ میں اور ہمارے بعد ہونے والی ہیں۔ سطح نے کہا اے عرب والو تم میں علم و فہم نہیں ہے لیکن تمہارے پیچھے ایسا گڑھ پیدا ہوگا جو ہر طرح کے علوم حاصل کرے گا۔ بتوں کو توڑ ڈالے گا۔ اہل عجم پر غالب ہوگا اور ان کے مال و متاع غنیمت میں حاصل کرے گا۔ ان لوگوں نے پوچھا وہ کیسی جماعت ہوگی۔ اس نے کہا کعبہ کے مالک کی قسم تمہارے بعد وہ لوگ پیدا ہوں گے۔ جو خدا کی وحدانیت کے ساتھ اس کی عبادت کریں گے اور شیاطین اور بتوں کی عبادت ترک کر دیں گے۔ پوچھا وہ کس کی نسل سے ہوں گے اس نے کہا ہمدانف کے شریف ترین لوگوں کی نسل میں ہوں گے۔ لوگوں نے پوچھا کس شہر سے خروج کریں گے

۱۵ سئل عرم سے اشارہ ہے آیت فَاَعْرِضْهُمْ سَائِلَ الْعِزِّ (سورۃ سبا آیت ۲۱) کا طرف۔ دم سبا کے لئے جناب سلیمان کے حکم سے یا ملکہ بلقیس کے اہتمام سے دیا پر بند باندھے گئے تھے اس سے شہر سیلاب سے محفوظ تھا۔ حضرت سلیمان کے بعد اہل شہر کی سرکشی کے سبب عذاب آیا اور وہ ٹوٹ گیا اور شہر تباہ ہو گیا۔ اسی زمانہ میں سطح پیدا ہوا تھا۔ ۱۲  
۱۵ یعنی اس کی عمر نو سو برس سے زیادہ ہی ہوئی۔ ۱۲ (مترجم)

مادر سے زمین پر تشریف لائے بایاں ہاتھ زمین پر رکھا اور داہنا ہاتھ آسمان کی جانب بلند کیا اور اپنے لبوں کو توحید کے ذکر میں حرکت دی اور زبان مبارک سے ایک ذرہ سطح ہوا جس کی روشنی میں اہل مکہ نے قصر ہاتے لبرہ اور اس کے چاروں اطراف کو شام میں دیکھا اور یمن کے سرخ قصر اور اسکے نواح اور اصطفیٰ فارس کے سفید قصر اور اس کے اطراف و جوانب کو دیکھا اور آنحضرت کی ولادت کی رات دنیا روشن ہو گئی یہاں تک کہ جن دانش و مشیاطین خوفزدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ زمین پر کوئی عجیبات حادث ہوئی ہے اور فرشتوں کو دیکھا کہ فرج در فوج زمین پر آتے ہیں اور آسمان پر جاتے ہیں اور تسبیح خدا کر رہے ہیں اور تارے حرکت میں ہیں اور ہوا میں تیر رہے ہیں۔ یہ تمام آنحضرت کی ولادت کی علامتیں تھیں۔ ابلیس ملعون نے چاہا کہ آسمان پر جائے اور ان عجیب باتوں کا سبب معلوم کرے۔ اس کے لئے آسمان سوئم پر ایک جگہ تھی جہاں وہ اور تمام شیاطین جا کر فرشتوں کی بائیں سنتے تھے جب وہ سب وہاں پہنچے تو شہاب کے تیروں سے مار کر ان کو بھگا دیا گیا۔

ابن بابویہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت کی ولادت کی رات ایوان کسری کو لرزہ ہوا اور اس کے چودہ لنگرے گر پڑے۔ دریائے سادہ خشک ہو گیا اور آتشکدہ فارس جس کی وہ لوگ پرستش کرتے تھے گل ہو گیا۔ اور فارس کے سب سے بڑے عالم نے خواب میں دیکھا کہ چند فریہ اودنٹ عربی گھوڑوں کو کھینچتے ہوئے دریائے دجلہ کو عبور کر کے بلاد عجم میں منتشر ہو گئے۔ کسری نے جب یہ عجیب کیفیت دیکھی اپنے سر پر تاج رکھ کر تخت پر بیٹھا اور اپنے امرا و ارکان دولت کو جمع کیا (اور محل کے لنگروں کا گزنا) اور جو کچھ دیکھا تھا ان سے بیان کیا، اسی اثنا میں آتشکدہ فارس کے خاموش ہونے کی اطلاع آئی جس سے اس کا غم و اندوہ اور بڑھ گیا۔ پھر اس عالم نے بھی کہاے بادشاہ میں نے بھی ایک عجیب خواب دیکھا ہے اور وہ خواب بیان کیا۔ بادشاہ نے پوچھا اسکی تعبیر کیا ہے؟ اس نے کہا کہ کوئی واقعہ مغرب میں ضرور ہوا ہوگا۔ کسری نے نعمان بن منذر کو جو عرب کا بادشاہ تھا خط لکھا کہ عرب کے ایک عالم کو میرے پاس بھیج دو کہ اس سے ایک اہم مسئلہ دریافت کروں گا۔ یہ خط دیکھ کر اس نے عبدالمسیح بن عمرو غسانی کو بھیج دیا۔ اس سے وہ تمام واقعات بیان کئے گئے۔ عبدالمسیح نے کہا مجھے اس خواب اور اس کے رموز کا علم نہیں مگر میرا خالو سطح شام میں رہتا ہے وہ اس کی تعبیر بتا سکتا ہے۔ کسری نے کہا اس سے جا کر دریافت کرو اور مجھے اطلاع دو۔ عبدالمسیح جب اس کے پاس پہنچا وہ موت سے ہمنما تھا۔ اس نے سلام کیا مگر کوئی جواب نہ ملا۔ تو چند اشعار پڑھے جن میں ظاہر کیا کہ میں دُور سے بہت تکلیف اٹھا کر ایک بزرگ کے پاس کچھ معلوم کرنے آیا ہوں اور اب ناامید ہو گیا۔ سطح نے جب یہ سنا اپنی آنکھیں کھولیں اور کہا عبدالمسیح ایک شہر پر سوار ہو کر منازل طے کرتا ہوا سطح کے پاس اس وقت آیا جبکہ وہ صریح کے پاس منتقل ہو رہا ہے اس کو بادشاہ ساسان نے بھیجا ہے تاکہ قصر کے زلیزلہ آتشکدہ کے گل ہو جائے، سب سے بڑے عالم کے خواب اور دیارے سادہ کے خشک ہوجانے کے بارے میں معلوم کرے۔ اسے عبدالمسیح وہ وقت لایا ہے جبکہ قرآن کی



لوگوں نے اس کو پانی سے اس وقت نکالا جبکہ اُس میں کچھ جان باقی تھی۔ وہ صبح و تندرست ہوا تو اس نے منجوں اور کابھوں کو جمع کیا اور کہا میں نے تم کو اپنا مقرب بنایا ہے بے دریغ مال و متاع دیتا ہوں اور تم میرے ساتھ مذاق کرتے ہو اور فریب دیتے ہو۔ پھر تقریباً سو آدمیوں کی گردنیں اڑا دیں۔ اور لوگوں نے کہا اے بادشاہ جس طرح ہم سے پہلے لوگوں سے حساب میں غلطی ہو گئی تھی ہم سے بھی ہو گئی۔ اب پھر حساب کرتے ہیں اور اُسی کے مطابق قصر کی تعمیر کرائیں گے۔ پھر آٹھ مہینے تک بے حساب مال خرچ کر کے دوبارہ قصر تیار کیا گیا۔ لیکن بادشاہ کو اطمینان سے اس پر بیٹھنا نصیب نہ ہوا۔ ایک سو اربا یا اس کے داخل ہوتے ہی قصر ٹوٹ پھوٹ کر دریا میں غرق ہو گیا اور کسری بھی ڈوب گیا۔ وہ سو اربا پانی پر بیٹھا ہوا تھا۔ پھر جبکہ تھوڑی جان باقی تھی کسری کو لوگوں نے باہر نکالا۔ آخر بادشاہ نے اُن سے کہا میں تم سب کو مار ڈالوں گا، تمہاری بدلوں کو ہاتھیوں کے پیروں تلے روند ڈالوں گا اگر اس کا صحیح راز مجھ سے نہ بیان کر دے۔ ان لوگوں نے کہا اے بادشاہ اب سچ سچ بیان کئے دیتے ہیں جب آپ نے اپنے اس واقعہ کا ذکر کیا تھا ہم سب نے اپنی اپنی جگہ غور و فکر کیا ہمارے علوم پر طرف ہو گئے ہیں، ہم نے سمجھ لیا کہ یہ عجیب باتیں کسی آسمانی حادثہ کے سبب سے واقع ہوئی ہیں، اور چاہتے کہ ایک پیغمبر مبعوث ہوا ہو یا حقیر بے مبعوث ہوگا۔ لیکن خوف جان سے ہم یہ سب کچھ اسے بیان نہ کر سکے اُس نے کہا تم پر دانتے ہو تم کو پہلے ہی کہنا چاہتے تھا تاکہ میں اُس کا کچھ تدارک کرتا۔ آخر وہ ادھر قصر کی تعمیر کے ارادہ سے باز آیا۔

شاذان بن جبریل علیہ الرحمہ نے کتاب فضائل میں روایت کی ہے کہ جب حضرت کے حمل کو ایک مہینہ گذرا پہاڑ، درخت، آسمان و زمین ایک دوسرے کو آنحضرت کی خوشخبری دیتے تھے اسی اثناء میں جناب عبدالمطلب اور عبد اللہ علیہما السلام مدینہ تشریف لے گئے اور وہاں بندہ رُز قیام کرنا پڑا، اسی جگہ حضرت عبد اللہ کا انتقال ہو گیا۔ مکان کی پھٹ پھٹ گئی اور منادی نے ندادی کہ وہ بزرگ دنیا سے رخصت ہو گیا جس کے صلب میں خاتم المرسلین تھے اور کون ہے جو نہ مرے گا۔ جب اتفاقاً لطفہ آنحضرت کو دو مہینے گذرے خدا نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ آسمانوں اور زمینوں میں ندا کرے کہ محمد و آل محمد پر صلوات بھیجو اور ان کی اُمت کے لئے استغفار کرو۔ تین مہینے گزرے تھے کہ ابو قحافہ شام سے واپس آ رہے تھے۔ جب مکہ کے قریب پہنچے اُن کے ناقہ نے سرزمین پر رکھ کر سجدہ کیا۔ ابو قحافہ نے ایک لکڑی اس کے سر پر ماری اُس نے پھر بھی سر نہ اٹھایا تو وہ بولے کہ تیرے ایسا ناقہ میں نے نہیں دیکھا۔ ناگاہ ایک ہاتف نے اُن کو آواز دی کہ اے ابو قحافہ اس لئے جانور کو مت مارو کہ تمہاری اطاعت نہیں کرتا۔ کیا نہیں دیکھتے ہو کہ پہاڑ، درخت، دریا اور آسمان کے سوا ہر مخلوق اپنے پروردگار کے لئے اس شکر میں سجدہ کر رہے ہیں کہ پیغمبر اُچی کے حمل کو تین ماہ گزر گئے۔ عنقریب تم ان کو دیکھو گے بُت پرستوں کی خرابی ہوان کی اور ان کے ہمراہیوں کی تلواروں سے واصل جہنم ہوں گے۔ حمل کو چار مہینے گزرے تو ایک زائد جو طائف کے راستہ میں رہتا تھا

اُس نے کہا اُسی خدا کی قسم جو ہمیشہ باقی ہے اسی شہر مکہ سے خروج کریں گے اور لوگوں کو رشد و ہدایت اور خدا سے واحد کی عبادت کی جانب رہنمائی کریں گے۔

سید ابن طاووس نے اپنی سند سے وہب ابن منبہ سے روایت کی ہے کہ کسری بادشاہ عجم نے ایک دیوار دجلہ پر بنوائی تھی جس میں بہت روپیہ صرف کیا تھا اس میں ایک نشستگاہ بنوائی جس کا مثل کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ وہ اس کا دربار عام تھا جس میں تاج پہن کر تخت پر بیٹھا تھا اُس کی مجلس میں تین سو ساٹھ جاوگر، کاہن اور مجسم حاضر رہتے تھے۔ ان میں عرب کا ایک منجم سائب نامی بھی تھا جس کو حاکم مین باذان نے اس کے پاس بھیجا تھا۔ اس کے احکام میں غلطیاں بہت کم ہوتی تھیں جب کسری کو کوئی معاملہ درپیش ہوتا تھا انہی لوگوں سے مشورہ کرتا تھا۔ جب آنحضرت پیدا ہوئے یا مبعوث ہوئے کسری صبح کو بیدار ہوتا تو دیکھا کہ محل کا طاق درمیان سے ٹوٹ کر جلع میں بہہ گیا ہے اور اُس قصر میں پانی جاری ہو گیا ہے یہ دیکھ کر بولا کہ میری بادشاہی زائل ہو چکی، اور بہت غمگین ہوا۔ پھر منجوں اور کابھوں کو بلا کر اُن سے واقعہ بیان کیا، اور کہا غور و فکر کہ اس حادثہ کا سبب غیب سے بیان کرو۔ سائب بھی اُن میں موجود تھا۔ وہ سب کے سب باہر نکلے خوب غور و فتن کیا۔ سوچتے سبے مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ اپنی عقل، نجوم اور کہانت سب کچھ بیکار نظر آئے گی۔ سائب کہانت اور علم نجوم سب باطل ہو گیا تھا۔ سائب اُس رات ایک ٹیلہ پر بیٹھا ہوا تھا اور حیلان تھا کہ ناگہاں اس نے ایک بجلی دیکھی جو حجاز کی طرف سے چمک رہی تھی۔ وہ بڑھتے بڑھتے تمام مشرق و مغرب پر چھا گئی۔ صبح ہوئی تو اُس نے اپنے پیروں کے نیچے ایک بارغ سبز دیکھا۔ کہتے لگا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اس کا مقتضایہ ہے کہ حجاز کی طرف سے ایک بادشاہ ظاہر ہوگا جس کی بادشاہی مشرق تک پہنچے گی۔ زمین اس کے سبب بادشاہ کے زمانہ سے زیادہ آباد ہوگی۔ غرض وہ تمام کاہن اور منجم وغیرہ بیکجا ہوئے۔ کہنے لگے کہ ہم کو تو اب سحر و کہانت وغیرہ باطل معلوم ہوتے ہیں ہمارے علم پر طرف ہو گئے شاید کوئی آسمانی امر حادث ہوا ہوگا۔ ممکن ہے کوئی پیغمبر مبعوث ہوا ہو یا عنقریب ہوگا اور اس بادشاہ کی حکومت اس کے سبب زائل ہو جائے گی۔ لیکن اگر ہم بادشاہ سے بیان کر دیں تو وہ ہمیں مار ڈالے گا لہذا ہم اس سننے پر راز پرستیدہ رکھیں گے؛ دوسرے طریقوں سے ظاہری ہو جائے گا۔ یہ مشورہ کر کے کسری کے پاس آئے اور کہا کہ ہم نے غور و فکر کیا سمجھ میں یہ آیا کہ آپ کے قصر اور دجلہ کے دیوار کی بنیادیں غس ساعتوں میں رکھی گئی تھیں لوگوں نے ساعت دریافت کرنے میں حساب میں غلطی کی تھی، اسی سبب سے یہ خرابی پیدا ہوئی ہے لہذا نیک گھری اختیار کر کے اس میں اس کی بنیاد رکھنی چاہیے تاکہ آئندہ ایسا نہ ہو۔ غرض ایک ساعت نیک اختیار کر کے اس میں دجلہ پر دیوار تیار کی گئی اور آٹھ مہینے میں مکمل کر دی گئی جس میں بے دریغ مال صرف کیا گیا پھر ایک نیک ساعت معلوم کر کے بادشاہ اس کے بالا خانہ پر بیٹھا عمدہ فرش پچھایا گیا اور طرح طرح کے چھول اسکے گرد لگائے جب وہ اس میں اطمینان سے بیٹھا، قصر کی بنیاد اکھڑ گئی اور وہ محل سمیت دریا میں ڈوب گیا

وہ وقت آنحضرت کے لئے کا حق و کونینہ و عظیم میں ہوتا۔



اپنے ایک دوست سے ملنے کے لیے اپنے عبادت خانہ سے مکرر روانہ ہوا اس کا نام حبیب تھا۔ راستہ میں اس نے ایک بچہ کو دیکھا کہ سجدہ میں پڑا ہوا تھا۔ جب اس کو سجدہ سے لوگ اٹھاتے تھے وہ پھر سجدہ میں پڑ جاتا تھا۔ حبیب نے اس کو اٹھانا چاہا تو ایک ہاتھ کی آواز آئی کہ اس کو رہنے دے کہ وہ خدا کا شکر ادا کر رہا ہے اس سبب سے کہ پیغمبر پندیدہ اور برگزیدہ کے حمل کو چار ماہ گزر گئے۔ جب پانچ ماہ گزرے اور حبیب اپنے عبادت خانہ میں واپس آیا دیکھا کہ وہ حرکت میں ہے اور ساکن نہیں ہوتا اس کے اور تمام عبادت خانہ کے محرابوں میں لکھا تھا کہ اے عبادت خانہ والو خدا اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاؤ کہ اُس کے ظاہر ہونے کا زمانہ قریب آگیا۔ کیا کہنا ہے اُس کا جو اس پر ایمان لاتے اور افسوس ہے اُس پر جو اُس سے انکار کرے یہ سُکر حبیب نے کہا کہ میں نے قبول کیا اور ایمان لایا۔ اس کا منکر نہ ہوں گا۔ چھٹے مہینے اہل یمن و اہل مدینہ اپنے اپنے عید گاہ کو روانہ ہوئے وہ سال میں چند بار عید گاہ جایا کرتے تھے اور ایک درخت کے پاس جمع ہوتے تھے کھاتے پیتے تھے خوشیاں مناتے تھے اور اس درخت کی پرستش کرتے تھے اس مرتبہ جب اُس درخت کے پاس جمع ہوئے ایک صدائے حبیب اُس سے پیدا ہوئی کہ اے اہل یمن و یما مہ اور اے بُت پرستو جَاءَ الْحَقُّ ذَرُّوا بَاطِلًا اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوًّا۔ (آیت ۱۷۱ سورۃ بنی اسرائیل) اے اہل باطل تمہاری ہلاکت و بربادی کا وقت آگیا۔ یہ سُکر وہ خوفزدہ ہوئے اور جلد جلد اپنے گھروں کو واپس چلے آئے۔ ساتویں مہینے سوا دہن قارب عبد المطلب کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کل شب میں نے خواب و بیداری کے درمیان دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور فرشتے آسمان سے نیچے آرہے ہیں اور کہتے ہیں کہ زمین کو آراستہ کرو کیونکہ تمام مخلوق کی جانب حضرت محمد مصطفیٰ عبد المطلب کے فرزند زادا دے خدا کے رسول کے آنے کا زمانہ قریب آگیا جو صاحب شمشیر و تیر ہوں گے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کون ہے تو بتایا کہ وہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہوں گے۔ جناب عبد المطلب نے کہا اس خواب کو پوشیدہ رکھو۔ آٹھ ماہ مدت حمل کے گزرے کہ دریا نے اعظم کی ایک مچھلی جس کو طنبو سا کہتے ہیں وہ سیدی ہو کر اپنی دُم پر کھڑی ہو گئی اور دریا میں طوفان پیدا ہو گیا اس وقت ایک فرشتے نے کہا کہ ساکن ہو کہ دریا میں تو نے تلاطم برپا کر دیا۔ اُس مچھلی نے کہا جس روز میرے پروردگار نے مجھے خلق فرمایا تھا ہدایت کی تھی کہ جب میں محمد بن عبد اللہ کو دُنیا میں پیدا کروں تو اُن کے اور اُن کی اُمت کے لیے دعا کرنا۔ اب میں نے سنا کہ بعض فرشتے دوسرے فرشتوں کو حضرت کی خوشخبری دے رہے ہیں اس سبب سے میں نے حرکت کی ہے تو فرشتوں نے کہا کہ ساکن ہو کہ دعا کر۔ جب تو ہمیں گزر گئے خدا نے ہر آسمان کے فرشتوں کو وحی فرمائی کہ زمین پر جاؤ۔ تو دس ہزار فرشتے نازل ہوئے۔ ہر فرشتے کے ہاتھ میں نور کی ایک قندیل تھی جن سے بغیر تیل کے روشنی ظاہر ہوتی تھی اور ہر قندیل پر لا الہ الا اللہ

ترجمہ حیات القلوب جلد دوم

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، لکھا ہوا تھا۔ وہ فرشتے کو معظف کے گرد جمع ہونے اور کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہے۔ اور عبد المطلب کو ان تمام حالات کی اطلاع ہوتی رہی لیکن پوشیدہ رکھتے تھے اور اُس پر سے ہمیں آسمان کے سارے حرکت میں تھے اور شہاب ہوا میں دوڑا کرتے تھے جب نو مہینے پر سے ہو گئے آسمان نے اپنی مادر گرامی برہ سے کہا کہ کسی کو میرے پاس نہ آنے دیجئے گا۔ میں چاہتی ہوں کہ حجرہ میں جا کر اپنے شوہر کی مصیبت میں گریہ کروں اور آنسوؤں سے اپنے دل کی آگ بجھا دوں۔ برہ نے کہا بیٹی ایسے شوہر پر رونا ناجائز ہے اور منع کرنا ظلم ہے غرض جناب آمنہ حجرہ میں داخل ہوئیں اور ایک شیخ جلائی اور آہ و نالہ سے درو دیوار ہلا دیتے۔ اسی حال میں دروازہ شروع ہوا۔ انہوں نے چاہا کہ دوڑ کر دروازہ کھول دیں۔ بہت کوشش کی دروازہ نہیں کھلا تو واپس آ کر بیٹھ گئیں اور اُن پر دہشت عظیم طاری ہوئی۔ ناگاہ دیکھا کہ پھٹ شکافتہ ہوئی اور چار خوریں نیچے آئیں جنکے چہرے کے نور سے حجرہ روشن ہو گیا۔ انہوں نے کہا اے آمنہ بی بی خوف نہ کیجئے آپ کو کچھ پریشانی نہ ہوگی۔ ہم تو آپ کی خدمت کے لئے آئے ہیں۔ آمنہ یہ سُکر مدہوش ہو گئیں۔ ہوش آیا تو دیکھا کہ آنحضرت صلعم سجدہ میں اپنی نورانی پیشانی رکھے ہوئے اور انگشت شہادت اٹھاتے ہوئے لا الہ الا اللہ فرما رہے ہیں۔ آنحضرت کی ولادت باسعادت شب جمعہ صبح کے قریب تیرہویں ماہ ربیع الاول کو ہوئی جبکہ حضرت آدم کی وفات کو سات ہزار نو سو سال چار مہینے سات روز گزرے تھے اور ایک روایت کے مطابق نو ہزار نو سو سال چار مہینے اور سات روز گزرے تھے۔ آمنہ نے حضرت کو ظاہر و مطہر پایا۔ آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا تھا۔ آپ کے رونے مبارک سے ایک نور ظاہر ہوا جو پھٹ کو توڑتا ہوا نکل گیا۔ آمنہ نے اس کی روشنی میں حرم اور اطراف عالم کے ہر بلند مقام اور قصر ربیع دیکھے اور ایک برق چمکی جس کی ضیائے ہر اس مکان کو روشن کر دیا جس کے پہنچنے والے خدا کے علم میں ایمان لانے والے تھے۔ اور اطراف عالم میں جہاں جہاں بُت تھے سب زمین پر گر پڑے۔ ابلیس لعین نے ان عجیب و غریب باتوں کو عالم میں مشاہدہ کیا تو اپنی ذریت کو جمع کیا۔ اپنے سر پر خاک ڈالی اور کہا جب سے خلق ہوا ہوں اب تک ایسی مصیبت میں گرفتار نہ ہوا تھا۔ آج رات ایک بچہ پیدا ہوا ہے جس کا نام محمد بن عبد اللہ ہے۔ وہ بتوں کی پرستش دُنیا سے مٹا دیگا اور خدا نے یگانہ کی عبادت کی اہل دُنیا کو دعوت دے گا۔ یہ سُکر اس کی ذریت نے ذلت کے ساتھ اپنے سروں پر خاک اڑائی اور سب کے سب دریا نے چہارم میں بھاگ گئے اور چالیس روز تک روتے رہے۔ پھر ان خوروں نے حضرت کو بہشت کے کپڑوں میں لپیٹا اور بہشت کو روانہ ہو گئیں اور فرشتوں کو آنحضرت کی ولادت کی خوشخبری دی۔ یہ سُکر جبریل و میکائیل علیہما السلام زمین پر آئے اور دو جوانوں کی صورت میں داخل حجرہ ہوئے جبریل کے ہاتھ میں ایک طلائی درخت تھا اور میکائیل عصی کی صراحی لئے ہوئے تھے۔ جبریل نے حضرت کو ہاتھ پر لیا، میکائیل بانی دُلانے لگے اور آنحضرت کو غسل دیا اور جناب آمنہ سے کہا کہ ہم حضرت کو پاک کرنے کے لیے

ترجمہ حیات القلوب جلد دوم

نہیں دے رہے ہیں کیونکہ وہ تو طاہر و مطہر ہیں بلکہ نور و صفا کی زیادتی کے لئے غسل دے رہے ہیں۔ پھر بہشت کے عطر وں سے حضرت کو مسح کیا اسی اثناء میں مختلف آوازیں حجرہ کے دروازہ پر بلند ہوئیں۔ جبریلؑ نے کہا کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے حضرت کو سلام کہنے آئے ہیں۔ اور وہ حجرہ بقدرت خدا وسیع ہو گیا۔ فرشتے فوج فوج اُس میں داخل ہوتے تھے اور کہتے تھے السلام علیک یا محمد السلام علیک یا محمد السلام علیک یا احمد السلام علیک یا حامد۔ ثلاث رات گزرنے کے بعد حکم خدا جناب جبریلؑ بہشت سے چار علم لائے۔ سبز علم کوہ قاف پر نصب کیا جس پر سفید حرفوں سے دو سطروں میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ لکھا ہوا تھا۔ دوسرے علم کو کوہ اوقیس پر نصب کیا جس کے دو پھر برے تھے۔ پہلے پر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور دوسرے پر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ لکھا ہوا تھا۔ تیسرا علم بام کعبہ پر رکھا گیا جس پر طوطی بلیغ اَمِنْ بِاللَّهِ وَبِ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ لَمَنْ كَفَى بِهِ دَسَّ عَلَيْهِ حَدًّا مَّا كَانَ فِيهِ مِنْ عَذَابٍ رَحِمَ بِهِ جَوْ تَحْتِ عِلْمٍ كُوْبِيْتِ الْمَقْدَسُ بِرَنْصَبِ كِيَا۔ جس پر لَا غَالِبَ إِلَّا اللَّهُ وَالْقَضَاءُ لِلَّهِ وَالْحُكْمُ لِلَّهِ اور ایک فرشتے نے اوقیس سے آواز دی کہ اے اہل قریش خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس نور پر جس کو ہم نے بھیجا ہے۔ اور خدا نے ایک ابر کعبہ کے اوپر بھیجا جس نے مشک و عنبر نثار کیا۔ اور کعبہ سے بت حجر کی جانب باہر ہو گئے اور منہ کے بل گر پڑے۔ پھر جبریلؑ ایک قندیل مخرج لائے اور کعبہ کے دروازہ پر لٹکا دی جس سے بغیر تیل کے روشنی ہو رہی تھی۔ اور حضرت کی پیشانی مبارک سے ایک بجلی ظاہر ہوئی جو ہوا میں بلند ہو کر آسمان تک پہنچی اور اہل ایمان کے ہر گھر میں اس کی روشنی نمایاں ہو گئی۔ اُسی رات ہر تورات و انجیل و زبور میں جہاں جہاں دنیا میں وہ تھیں حضرت کے نام کے نیچے جہاں ان کتابوں میں تحریر تھا خون کا ایک قطرہ ظاہر ہوا کیونکہ حضرت صاحب شمشیر پیغمبر تھے۔ اور اُسی رات ہر دیرو و صومعہ کی محرابوں میں لکھا ہوا ملا کہ آگاہ ہو کہ پیغمبر اُمی پیدا ہوا۔ اس کے بعد آمنہ نے دروازہ کھولا اور باہر آئیں اور جو عجیب باتیں مشاہدہ کی تھیں ماں باپ سے بیان کیں۔ جب عبدالمطلب کو خوشخبری دی آپ آنحضرتؐ کے پاس آئے دیکھا کہ آپ بزبان فصیح تقدیس و تسبیح الہی کر رہے تھے۔ پھر خدا نے ایک سفید ریشمی خیمہ بھیجا جس پر لکھا تھا بِمَنْعِ اللَّهِ الْعُفُفِينَ الرَّحِيمِ لِيَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَذَاعِيَ إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرِّهَا كُنْزًا رَاسِمًا۔ ۳۲ سورۃ ابراہیم (اے رسول! ہم نے تم کو گواہ اور (بہشت کی) خوشخبری دینے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا اور خدا کی طرف اسی کے حکم سے بلانے والا اور ایمان و ہدایت کا روشن چراغ بنا کر بھیجا) وہ خیمہ چالیس روز لے نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمدؐ اس کے رسول ہیں ۱۲۔ ۱۲۔ ۱۲۔ کوئی سچا دین نہیں سوائے محمدؐ کے دین کے ۱۲۔ ۱۲۔ ۱۲۔ طوطی (جنت) اُس کے لئے ہے جو اللہ اور محمدؐ پر ایمان لایا اور (دوزخ کا) غار اُس کے لئے ہے جس نے اس کے پیغام کو رد کر دیا جو وہ اپنے پروردگار کی طرف سے لائے ۱۲۔ ۱۲۔ کوئی غالب نہیں سوائے اللہ کے اور فتح و نصرت اللہ اور محمدؐ کے لئے ہے ۱۲۔

مؤلف کتاب انوار نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی ولادت سے

تک بدستور قائم رہا۔ ایک شخص کا چرب شدہ ہاتھ لگ گیا اس لئے وہ خیمہ آسمان پر اٹھایا گیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ قیامت تک باقی رہتا۔ غرض جب بنی ہاشم اور رسائے قریش نے اس خیمہ کو دیکھا اور زعفران و مشک و عنبر کا نثار ہونا، بجلی کا چمکنا و عجیب آوازوں کا ظاہر ہونا مشاہدہ کیا اور کانوں سے سنا، حبیب راہب کے پاس گئے اور کچھ تھوڑا سا حال ان امور کا بیان کیا تو حبیب نے کہا جانتے ہو کہ میرا دین تمہارے دین سے مختلف ہے۔ میری بات مانو چاہے مت مانو لیکن جو حق ہے وہ بیان کرتا ہوں۔ یہ علامتیں اُس پیغمبر کی ہیں جو بہت جلد مبعوث ہونے والا ہے۔ ہم نے تمام آسمانی کتابوں میں اُس کے اوصاف پڑھے ہیں۔ وہ بتوں کی پرستش مٹائے گا اور خدا کی عبادت کی لوگوں کو دعوت دیکھا تمام دنیا کے بادشاہ اور جبار اس کے سامنے جھکیں گے۔ توف ہے اہل کفر و طغیان پر کہ اس کی توار و نیرہ و تیر سے برباد ہوں گے۔ جو لوگ اس پر ایمان لائیں گے نجات پائیں گے، اور جو اس سے انکار کریں گے ہلاک ہوں گے۔ پھر دوسرے روز حضرت عبدالمطلب جناب پیغمبر خدا کو گود میں لے کر کعبہ میں گئے جب کعبہ میں داخل ہوئے تو آنحضرتؐ نے بسم اللہ و باللہ فرمایا۔ کعبہ بقدرت خدا گویا ہلکا ہوا اور کہا۔ السلام علیک یا محمدؐ و رحمۃ اللہ و بركاتہ۔ اور ایک بات ف کی آواز آئی جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔ تیسرے روز عبدالمطلب نے مید کا گوارہ خرید فرمایا جس کو طرح طرح کے جواہرات سے اور ریشمی زرد نگار کپڑے سے آراستہ کیا اور موتیوں اور جواہرات کا ایک بار بنا کر اس میں لٹکا دیا تاکہ جس طرح بچے کھیلنے میں حضرت بھی کھیلنے گے۔ لیکن حضرت جب خواب سے بیدار ہوتے تھے ان موتیوں کے ذریعہ خدا کی تسبیح کیا کرتے تھے۔ چوتھے روز سواد بن قارب حضرت عبدالمطلب کے پاس آیا جبکہ وہ کعبہ کے پاس تشریف فرما تھے اور اکابر قریش اور بنی ہاشم حضرت کے گرد احاطہ کرتے ہوئے تھے۔ اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ عبد اللہ کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوئے جس سے عجیب عجیب باتیں ظاہر ہوتی ہیں میں بھی اس کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ عرب میں اپنے علم کی زیادتی کے سبب مشہور تھا اور لوگ اس کی باتوں پر کامل یقین رکھتے تھے۔ یہ سن کر حضرت عبدالمطلب غم آمیز ہوئے اور حضرت کو دریافت کیا۔ کہا کہ وہ اپنے گوارہ میں آرام کر رہے ہیں۔ عبدالمطلب نے گوارہ کا پردہ اٹھایا تو ایک بجلی سی آنکھوں میں چمک گئی جو گھر کی چھت سے باہر نکل گئی۔ یہ دیکھتے ہی عبدالمطلب اور سواد دونوں نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ پھر سواد بے اختیار حضرت کے تلوں پر آنکھیں مل کر عبدالمطلب سے بولا کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ اس بچے پر ایمان لاتا ہوں اور جو کچھ خدا کی جانب سے لائے گا اُن سب کا اقرار کرتا ہوں۔ اور حضرت کے چہرہ مبارک کو بوسہ دے کر باہر آیا۔ جب حضرت ایک بیٹے کے ہوتے تو آپ کو جو شخص دیکھتا تھا کہ ایک رات آپ کے گوارہ سے برابر تسبیح و تقدیس حق تعالیٰ کی آوازیں آتی رہتی تھیں۔

مؤلف کتاب انوار نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی ولادت سے



جادوگر وغیرہ نے بہت سرکشی و گمراہی پھیلا رکھی تھی اور عجیب عجیب باتیں ان سے ظاہر ہوتی تھیں شیطان  
آسمانوں پر جا کر وہاں کی باتیں سننے اور کاموں سے بیان کر دیتے تھے۔ یہاں میں دو کام بہت مشہور  
تھے جو اپنے زمانہ کے تمام کاموں سے بڑھے ہوئے تھے۔ ایک ربیع بن اذن جس کو سیط کہتے تھے وہ  
تمام کاموں سے زیادہ جاننے والا تھا۔ دوسرا وشن بن ناٹھ یعنی تھا۔ سیط عجیب الخلق تھا خدا نے  
اسکو گوشت کا ٹھنڈا پیدا کیا جس کے جسم میں سوائے سر کے کہیں ہڈی نہ تھی۔ اس کو کپڑے کے مانند  
لیپٹ دیا جاتا تھا جب اس کے جسم کو کھولتے ایک لورینے پر ڈال دیتے تھے۔ وہ رات کو چند لمحہ  
سوتا تھا اور تمام شب آسمان کو دیکھتا رہتا۔ جب بادشاہان وقت اس کو طلب کرتے تھے اس کو  
پٹارے میں رکھ کر لے جاتے تھے وہ ان کو رموز و اسرار سے آگاہ کرتا تھا۔ اور ان کے آئندہ حالات کی خبر دیا  
کرتا تھا۔ وہ پشت کے بل پڑا رہتا۔ اس کی آنکھ اور زبان کے سوا کوئی عضو حرکت نہ کر سکتا تھا ایک رات  
اسی طرح پڑا ہوا آسمان کی جانب نظر کر رہا تھا، ناگاہ اس نے ایک بجلی کو دیکھا جو بجلی اور اسکی روشنی تمام  
اطراف دنیا پر پھیل گئی پھر ستارے ٹوٹنے لگے اور ان سے دھواں پھیل رہا تھا۔ وہ نیچے آتے اور پس  
میں ٹکرا کر زمین میں غائب ہو جاتے۔ یہ دیکھ کر اس پر بڑی دہشت طاری ہوئی۔ دوسری رات اس نے  
اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اس کو پہاڑ کی چوٹی پر لے چلیں۔ وہاں پہنچ کر اس نے آسمان کے کناروں پر نگاہ  
کرنا شروع کی۔ ناگاہ اس نے بہت چمکتا ہوا ایک نور دیکھا جس کی روشنی ہر ایک پر غالب تھی اور تمام  
آسمانوں اور زمینوں کو گھیرے ہوئے تھی۔ یہ دیکھ کر اس نے غلاموں سے کہا کہ مجھے پیچھے چلو میری عقل  
حیران ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری موت قریب آگئی ہے اور کوئی سخت حادثہ ہونے والا  
ہے۔ مکان یہ ہے کہ پیغمبر ہاشمی کا خردوج ہونے والا ہے۔ اس نے صبح کو اپنے عزیزوں اور قوم کو  
جمع کیا اور ان سے کہا کہ عجیب علامتیں اور عظیم کیفیتیں مشاہدہ کر رہا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ ہر شہر کے  
کاہنوں سے اس کی حقیقت معلوم کروں۔ پھر ہر شہر میں خط لکھ کر قاصد بھیجے اور وشن کو ایک نام لکھا  
اس نے جواب میں تحریر کیا کہ جو کچھ آپ نے دیکھا میں نے بھی مشاہدہ کیا ہے۔ عنقریب اس کا اثر  
ظاہر ہوگا۔ ایک خط زرقاء ملک میں کو بھی لکھا تھا جو اس طرف کے کاموں میں سب سے زیادہ جاننے  
والی تھی اور اپنے گرد و نواح میں سحر و کمانت میں ہر ایک پر غالب تھی۔ اس کی بنیادی بہت تیز تھی کہ  
تین روز کی راہ سے اسی طرح دیکھ لیتی تھی جس طرح اپنے قریب سے دیکھا کرتی تھی۔ اگر کوئی دشمن  
اس سے جنگ کا ارادہ کرتا تو وہ چند روز پیشتر اپنی قوم کو آگاہ کر دیا کرتی کہ فلاں دشمن تمہاری طرف  
آنے والا ہے اور لوگ اپنی مدافعت کر لیا کرتے تھے جب سیط نے اس کو خط لکھا اور قاصد روانہ  
ہوا، تین روز کی راہ باقی تھی کہ زرقاء نے اس کو دیکھ لیا اور اپنی قوم سے کہا کہ ایک سوار آ رہا ہے جس کی  
پگڑی میں ایک خط نظر آتا ہے۔ تین روز کے بعد قاصد نے پہنچ کر خط دیا اس نے کہا کہ بڑی خبر لایا ہے سیط  
نے نور لامع اور روشنی وغیرہ کے بارے میں دریافت کیا ہے۔ رتبہ کعبہ کی قسم لوگوں کی موت کا زمانہ  
اور بچوں کے یتیم ہونے کا وقت قریب آگیا ہے۔ فرزندانی عبد مناف میں سے محمدؐ بے اختلاف پیغمبر

عجیب الخلق سیط کا بہن کا قریب ولادت آنحضرت عجیب حالات آسمانی اشارہ ملتا۔

سیط کا دوسرے حالات کے بارے میں خط بھیجی گئی

ہو گئے۔ پھر جواب لکھا کہ یہ پیغمبر ہاشمی کے ظہور کی علامتیں ہیں۔ میرا یہ خط پڑھ کر خواب غفلت سے  
بیدار ہو جاؤ۔ اور تاخیر مت کرنا بلکہ فوراً مکہ کی جانب روانہ ہو جانا۔ میں بھی اسی طرف آتی ہوں شاید تم  
میری ملاقات ہو جائے اور ہم دونوں اس امر کی حقیقت معلوم کریں گے۔ اگر وہ پیدا ہو چکا ہے تو اس  
کے ہلاک کی تدبیریں کریں گے اور قبل اس کے کہ اس کا نور پھیلے اس کو بجھا دیں گے۔ جب یہ خط سیط کو  
ملا، اور وہ مضمون سے مطلع ہوا تو باواز بلند رویا پھر اسی وقت مکہ کی جانب روانہ ہو گیا اور اپنے اصحاب  
سے کہنا گیا کہ میں روشن آگ کی جانب جا رہا ہوں۔ اگر اس کو بجھا سکا تو واپس آؤں گا ورنہ تم کو دمار  
کرتا ہوں۔ پھر وہاں سے شام چلا جاؤں گا۔ جب وہ مکہ پہنچا ابوجہل، شیبہ، عقبہ اور عاص بن وائل  
قریش کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے استقبال کے لیے آئے اور بولے کہ اے سیط یقیناً تم کسی  
امر عظیم کے سبب آئے ہو اگر تمہاری کوئی حاجت ہے تو پوری کی جائے گی۔ سیط نے کہا خدا تم کو  
برکت دے میری کوئی حاجت نہیں ہے بلکہ تم کو کچھ گزر چکا اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے وہ  
سب خدا کے اہام کرنے کے مطابق بتائے آیا ہوں۔ وہ تمہارے زمانہ کے سربراہ اور وہ لوگ جو ہمیشہ سختی  
مدرج و ثنا تھے یعنی فرزندان عبد مناف کہاں ہیں، آیا ہوں کہ ان کو اس بشیر و نذیر کی خوشخبری دول جس  
کے انوار عنقریب ظاہر ہونے والے ہیں عبدالمطلب اور ان کی اولاد کے بہادر اور شیر کہاں ہیں قریش  
کو اس کی یہ باتیں پسند نہ آئیں اور وہ لوگ واپس چلے گئے۔ پھر حضرت ابوطالب اور تمام اولاد  
عبدالمطلب اس کے پاس آئے وہ کعبہ کے نزدیک بیٹھا تھا۔ ان لوگوں نے آپس میں طے کیا کہ ہم  
پہلے اس سے اپنا نسب وغیرہ بیان نہ کریں تاکہ اس کے علم کا اندازہ ہو سکے اور حضرت ابوطالب  
نے اپنی تلوار اور نیزہ سیط کے غلام کو ہدیہ کر دیا اور سیط کے پاس آئے۔ قبل اس کے کہ غلام  
سیط سے یہ حال بیان کرے ابوطالب نے سلام کیا۔ سیط نے کہا آپ پر بھی سلام ہو اور نعمتیں  
گوارا ہوں۔ عرب کے کس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابوطالب نے مزاحاً فرمایا کہ بنی تمیم سے اس نے  
کہا اے بزرگ میرے قریب اگر اپنا ہاتھ میرے چہرے پر ملیے۔ ابوطالب نے اپنا ہاتھ اس کے منہ  
پر رکھا تو اس نے کہا خدا اے دانا و بینا کی قسم آپ ہی صاحب اخلاق و عہود بلند ہیں آپ ہی نے میرے  
غلام کو ہدیہ نیزہ خطی اور شمشیر ہندی عطا کی۔ بیشک آپ ہی قوم کے بہتر لوگوں میں سے ہیں۔ آپ  
اور آپ کے بھائی سے شریف ترین علاق پیدا ہوں گے۔ یقیناً آپ اور آپ کے ہمراہی نسل ہاشمی  
سے ہیں جو اہل خیر میں سب سے بہتر تھے، اور آپ ہی پیغمبر مختار کے چچا ہیں جنکی مدرج کتب و اخبار میں لکھی  
ہے اپنے نسب کو مجھ سے منچھپائیے کیونکہ میں آپ کو اور آپ کے نسب کا بھی طرح پہچانتا ہوں۔ یہ سنکر  
ابوطالب کو تعجب ہوا اور فرمایا اے سیط تم نے سچ کہا اور صبح خصلتیں بیان کیں۔ اب ہم کو ان باتوں  
سے آگاہ کیجئے جو ہمارے زمانہ میں ہم لوگوں پر واقع ہو گئی۔ سیط نے کہا کہ ہمیشہ باقی رہنے والا اور غیر  
ستون کے آسمان کو بلند کرنے والے خدا نے تمہاری قسم عبد اللہ کے یہاں بہت جلد ایک فرزند  
پیدا ہوگا جو لوگوں کو رشد و صلاح و خیر و احسان کی ہدایت کرے گا اور رتبہ پرستوں کو ہلاک کرے گا اور



اور اس کے امور میں اُس کا چچا زاد بھائی مددگار ہوگا جو صاحب شکوہ و دبدبہ ہوگا اور اپنی تیغ آبدار سے کافروں کے دماغ درست کر دے گا اور اس میں شک نہیں کہ آپ ہی اسے ابوطالب اس کے والد ہوں گے۔ ابوطالب نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ کچھ اُس پیغمبر کی صفیتیں بیان کیجیے۔ سیط نے کہا اچھا تجھ سے صحیح حالات سنیے۔ بہت جلد ایک مرتبہ پیغمبر ظاہر ہوگا جس کی صفت میں زبان سیط گنگ ہے۔ وہ نہ بہت کوتاہ قد ہوگا نہ بہت بلند جس کا سر گول ہوگا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہوگی۔ اُس سر پر عمامہ باندھے گا۔ اس کی پیغمبری قیامت تک باقی و قائم رہے گی وہ اہل تہامہ کا سردار ہوگا۔ تاریکی میں اس کے چہرے سے نور ساطع ہوگا۔ جب وہ مسکرائے گا، اس کے دانتوں کے نور سے دُنیا روشن ہو جائے گی۔ اس کے مانند دُنیا میں کوئی خلق و خلق میں پیدا نہیں ہوا۔ شیریں زبان اور خوش بیان ہوگا۔ زہد و تقویٰ، خشوع و عبادت میں اس کا مثل نہ ہوگا۔ تکبر و عورت کا اس میں نام و نشان نہ ہوگا۔ جب کوئی بات کرے گا صحیح و درست کرے گا اس سے کوئی سوال کیا جائے گا تو صحیح جواب دے گا۔ اس کی ولادت پاکیزہ ہوگی۔ نسب اس کا ظاہر و مہلر ہوگا۔ وہ عالمین کے لیے رحمت ہوگا۔ اُس کے نور سے عالم روشن ہو جائے گا۔ مومنوں پر مہربان، اپنے ہمراہیوں پر رحیم ہوگا۔ اس کا نام توریت و انجیل میں نمایاں ہے۔ غریبوں کا فریاد رس اور کرامتوں سے موصوف ہوگا۔ اس کا نام آسمان میں احمد اور زمین میں محمد ہے۔ ابوطالب نے کہا اس شخص کا وصف بیان کیجئے جس کے بارے میں آپ نے بتایا کہ اس کا معین و مددگار ہوگا۔ اس نے کہا کہ وہ بزرگ بھی سید و سردار ہوگا۔ ضعیف شیر شکار، نیک کرداروں کا پیشوا اور کفار سے انتقام لینے والا ہوگا۔ مشرکوں کو موت کا زہر آلودہ پیالہ پلائے گا۔ شیر دل کا پتہ پانی کرے گا۔ ہمیشہ لڑائیوں میں یا خدا کرے گا۔ محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا وزیر ہوگا اور اُن کے بعد ان کی اُمت میں امیر و پیشوا ہوگا۔ توریت میں اُس کا نام بریا اور انجیل میں الیا اور قوم میں علی ہوگا۔ تھوڑی دیر خاموش ہو کر غور و فکر کرنے لگا۔ پھر ابوطالب کی جانب متوجہ ہو کر بولا اے سید و بزرگوار میرے چہرے پر دوبارہ ہاتھ رکھئے۔ ابوطالب نے اپنا دست مبارک اُس کے منہ پر رکھا تو اُس نے ایک آہ دردناک چھینچی اور کہنے لگا کہ اے ابوطالب اپنے بھائی عبداللہ کا ہاتھ پکڑو کیونکہ تمہاری سعادت ظاہر ہے تم کو خوشخبری ہو بلندی مرتبہ اور رفعت شان کی کیونکہ وہ دونوں کرامت کی شاخیں تمہارے درخت سے برآمد ہوں گی۔ محمد تمہارے بھائی سے ہوں گے اور علی تم سے پیدا ہوں گے۔ غرض کہ ابوطالب یہ تمام باتیں سن کر بہت خوش ہوتے اور اس کی یہ سب باتیں اہل مکہ میں مشہور ہوئیں تو ابوہل نے کہا کہ یہ پہلی بلا ہے جو بنی ہاشم کی طرف سے ہم لوگوں پر نازل ہوئی ہے جیسا کہ تم لوگوں نے سیط کی باتیں عبد اللہ اور ابوطالب کے فرزند کے بارے میں سُنیں کہ وہ دونوں ہمارے دین کو فاسد کریں گے۔ یہ سن کر ابوطالب نے کھڑے ہو کر پکار کر فرمایا کہ اے گروہ قریش اپنے دلوں سے غم و غصہ کو دور کرو اور سیط سے جو کچھ سننا ہے اس سے انکار

یہ سب باتیں اہل مکہ میں مشہور ہوئیں تو ابوہل نے کہا کہ یہ پہلی بلا ہے جو بنی ہاشم کی طرف سے ہم لوگوں پر نازل ہوئی ہے جیسا کہ تم لوگوں نے سیط کی باتیں عبد اللہ اور ابوطالب کے فرزند کے بارے میں سُنیں کہ وہ دونوں ہمارے دین کو فاسد کریں گے۔ یہ سن کر ابوطالب نے کھڑے ہو کر پکار کر فرمایا کہ اے گروہ قریش اپنے دلوں سے غم و غصہ کو دور کرو اور سیط سے جو کچھ سننا ہے اس سے انکار

نکر و کیونکہ ہم ہی معدن ہر شرف و کرامت ہیں جو مکہ میں ظاہر ہو چکی ہیں اور جو کچھ سیط نے بیان کیا ہے اس کی علامت آشکارا ہے۔ اور وہ سب امور جلد ظاہر ہوں گے اس کے خلاف نہ ہوگا پھر ابوطالب سیط کو اپنے گھر لے گئے اور اس کا بہت احترام و اکرام کیا۔ ابوہل کے سینہ میں حد کی آگ روشن ہوئی اور شرو فتنہ شروع کیا۔ اس کے ساتھ بد معاشوں کی ایک جماعت بھی اس کی معین و مددگار ہو گئی۔ ابوطالب کو معلوم ہوا تو ابوطالب کی جانب گئے اور اہل فساد کے مجمع کو وعدہ اور وعید کے ساتھ منتشر کر دیا اور ان سب کو کعبہ کے قریب جمع کیا۔ اس وقت نافع بن الحجاج نے کھڑے ہو کر کہا اے ابوطالب ہم کو آپ کی بلندی مرتبہ اور عز و شرف میں کوئی شک نہیں ہے۔ آپ کی جلالت و نجابت و ہدایت و غیرہ عالم پر روشن و آشکارا ہے لیکن آپ کی دانائی پر تعجب ہے کہ ایک کاہن کی باتوں پر بھروسہ کرتے ہیں شاید آپ کو نہیں معلوم کہ وہ شیطان کے فریب و کذب و افترا کا مصدر ہوتے ہیں۔ دوبارہ اس کو مجمع میں لایئے تاکہ ہم بھی امتحان کر لیں۔ شاید اُس کی سچائی اور جھوٹ کی علامتیں ہم پر واضح ہو جائیں جس سے دلوں کے شکوک و اختلاف رفع ہوں۔ ابوطالب نے حکم دیا تو سیط کو لوگ مجمع میں دوبارہ لائے۔ اُس نے باواز بلند کہا اے گروہ قریش یہ کیا انتظار و تکذیب اور اختلاف ہے جو تم سے سُنتا اور دیکھتا ہوں اُس بارے میں جو میں نے صاحب بُرائیوں کو توڑنے والے اور کاہنوں کو ذلیل کرنے والے پیغمبر کے بارے میں بیان کیا ہے واللہ میں اُس کے ظہور سے راضی نہیں ہوں کیونکہ اس کے زمانہ ولادت کے قریب علم کا ہمنان باطل ہو جائے گا اور اُس وقت سیط کی زندگی کی بھی خیر نہیں ہوگی وہ بھی موت کی تمنا کرے گا۔ اگر تم کو میرے بیان کی تصدیق ہی منظور ہے تو اپنی ماؤں اور عورتوں کو بلاؤ تاکہ میں عجیب امور تم پر ظاہر کروں۔ لوگوں نے کہا شاید تو غیب کے حالات جانتے ہو۔ اس نے کہا نہیں مگر ایک جن میرا صاحب ہے جو فرشتوں سے خیریں سن کر مجھے آگاہ کرتا ہے۔ ان لوگوں نے مکہ کی تمام عورتوں کو مسجد میں جمع کیا سو اُسے آمنہ اور فاطمہ بنت اسد کے جن کو عبد اللہ اور ابوطالب نے اجازت نہ دی۔ جب وہ عورتیں آگئیں سیط نے مردوں کو الگ کر دیا اور عورتوں کو اپنے پاس بلایا اور ان کی جانب غور سے دیکھا اور خاموش ہو گیا۔ عورتوں نے پوچھا کہ بولتے کیوں نہیں سیط نے پھر آسمان کو دیکھا اور کہا کہ حرمین کی حرمت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم میں دو عورتیں نہیں ہیں جن میں ایک اُس فرزند سے حاملہ ہے جو لوگوں کی رشد و خیر کی جانب ہدایت کرے گا اور دوسری خاتون حاملہ ہونے والی ہے مومنوں کے بادشاہ سے جو تمام اوصیائے انبیاء کا سردار اور علوم مرسلین کا وارث ہوگا۔ پھر وہ دونوں خواتین بھی بلانی گئیں۔ سیط نے آمنہ کی طرف دیکھا اور فریاد کی، رویا اور بولا اے صاحبان شرف و عزت خدا کی قسم یہی خاتون پیغمبر پر گزیدہ اور رسول پسندیدہ سے حاملہ ہے۔ پھر آمنہ کو سامنے بلایا اور کہا کیا آپ حاملہ نہیں ہیں آپ نے فرمایا بے شک ہوں اس نے کہا اب تجھ کو اپنی باتوں پر زیادہ یقین ہو گیا یہی بہترین زنان عرب و عجم ہیں جو بہترین

خلافت اور بیوں کے برباد کرنے والے رسول سے معاملہ ہیں۔ افسوس سے عرب کے لوگوں پر۔ یقیناً اس کے ظہور کا زمانہ قریب آگیا ہے اُس کا نور ظاہر ہے۔ گویا میں اُس کے مخالفوں کو دیکھ رہا ہوں کہ قتل ہوئے خاک و خون میں آلودہ پڑے ہیں۔ خوشحال اس کا جو اس کی پیغمبری کی تصدیق کرے اور اس پر ایمان لائے کیونکہ تمام روتے زمین پر اُس کی سلطنت ہوگی۔ پھر جناب فاطمہ بنت اسد کی جانب متوجہ ہوا اور ایک لغزہ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو باواز بلند کہنے لگا کہ والدہ یہی فاطمہ بنت اسد ہیں جو اُس نام کی ماں ہیں جو بتوں کو توڑے گا۔ وہ ایسا بہادر ہوگا جو شجاعت کی پیشانی زمین پر گر دے گا۔ اس کی عقل میں کسی طرح کی کمی نہ ہوگی۔ کوئی بہادر اُس کے مقابلہ کی تاب نہ لائے گا۔ وہی شہسوار یکتا اور خدا کا شیر ہے۔ اس کا نام علی ہے۔ وہ خاتم الانبیاء کا چچا زاد بھائی ہے۔ ہاتھ ہاتھ میں دیکھ رہا ہوں کہ اُس نے کیسے کیسے دلیروں اور بہادروں کو خاک مذلت میں ملا دیا ہے۔ قریش نے یہ باتیں سنیں تو نیام سے تلواریں نکال کر سیطیح پر دوڑے بنی ہاشم نے بھی اس کی حمایت میں تلواریں نکال لیں۔ ابو جہل نے کہا کہ مجھ کو راستہ دو کہ اس کا ہن کو قتل کر دوں۔ اور اپنے دل کی آگ اس کے خون سے بجھاؤں۔ ابو طالب نے یہ دیکھ کر اُس پر حملہ کیا اور تلوار سے اُس کا سر زخمی کر دیا کہ خونِ نجس اُس کے چہرہ پر جاری ہو گیا۔ ابو جہل ملعون اُس وقت چلتا یا کہ اسے سردارانِ قبائل اس مذلت کو اپنے لئے پسند نہ کرو۔ سیطیح، آمنہ اور فاطمہ کو قتل کر ڈالو تاکہ اس شہ سے جو یہ کاہن بیان کرتا ہے محفوظ رہو۔ یہ سنتے ہی تمام قریش سیطیح پر حملہ آور ہوئے۔ بنی ہاشم کو اُن سے مقابلہ کی طاقت نہ تھی مختصر یہ کہ فتنہ برپا ہوا عورتیں کعبہ میں پناہ لے گئیں اور شور و غل برپا ہوا۔

آمنہ علیہا السلام سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے تلواریں دیکھیں تو بہت خوفزدہ ہوئی، ناگاہ جو بچہ میرے شکم میں تھا حرکت میں آیا اور اُس سے آواز ظاہر ہوئی، اسی کے ساتھ ہوا میں گرج کی سی آواز پیدا ہوئی جس سے عقلیں زائل ہو گئیں اور عورتیں اور مرد سب بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر میں نے آسمان کی جانب نگاہ کی تو آسمان کے دروازے کھلے ہوئے دیکھے اور دیکھا کہ ایک سوار آگ کا ایک ہتھیار ماتھ میں لیے ہوئے بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ تم کو رسول خدا کو ضرر پہنچانے کی طاقت نہیں ہے۔ میں ان کا بھائی جبریل ہوں اسی وقت میرا خوف اطمینان سے بدل گیا اور ہم سب اپنے اپنے گھروں کو واپس آئے۔ ابو طالب نے اپنے بھائی عبداللہ کا ہاتھ پکڑا اور کعبہ میں جا کر بیٹھ۔ اس وقت ان کے پاس بلع بن الحجاج آیا اور بولا خدا کا شکریہ کہ آپ کی عزت و فضیلت اور غلبہ دنیا والوں پر ظاہر ہو گیا۔ لیکن آپ سے التماس یہ ہے کہ سیطیح کو قریش سے دور ہٹا دیجئے اور فتنہ و فساد کی آگ بجھا دیجئے۔ ابو طالب نے قبول فرمایا اور سیطیح کے پاس آئے۔ حقیقت حال اس سے بیان کر کے معذرت چاہی۔ سیطیح نے کہا اے ابو طالب میں جاتا ہوں۔ لیکن جب وہ پیغمبرِ بشیر و نذیر ظاہر ہو تو میرا بہت بہت سلام ان کو پہنچائیے اور

آسمان سے ایک سوار کا ہتھیار اُٹھ آنا اور کافروں کو آتش و آوارہ سب کا ہوش اُٹھانا۔

کہہ دیجئے گا کہ اُس نے آپ کے آنے کی بشارت دی تھی مگر آپ کی قوم نے اس کو جھٹلایا اور آپ کی ہمتاخی سے اس کو دور کر دیا۔ غنقریب ایک عورت بھی آنے والی ہے جو میری تمام پیشینگوئیوں کی تصدیق کرے گی، اور جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس بارہ میں اس سے زیادہ بیان کرے گی۔ غرض سیطیح کو ایک شہسوار باندھ دیا اور وہ روانہ ہو گیا۔ بنی ہاشم بھی اس کو کچھ دور پہنچانے کے لئے مکہ سے باہر آئے۔ اسی اثنا میں ایک سواری نمایاں ہوئی جس پر ایک عورت سوار تھی اور بہت تیزی کے ساتھ آ رہی تھی۔ سیطیح نے کہا اسے سردارانِ مکہ آپ کے پاس زرقاومینی آگئی۔ یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ زرقاومیں آگئی اور پکار کر لولی کہ اے گروہ قریش آپ پر میرا بہت بہت سلام ہو اور آپ سے ہر شہر آباد رہے ہیں۔ اپنا وطن ترک کر کے آپ کی جاتے پناہ کی طرف آ رہی ہوں تاکہ آپ کو اُن چند اوروں سے آگاہ کر دوں جو بہت جلد ظاہر ہونے والے ہیں۔ اور آپ کے شہر میں بہت ہی عجیب باتیں رونما ہونے والی ہیں۔ اور چند اشعار پڑھے جو سیطیح کی تصدیق کرے ہے تھے اور کہا میں اس لئے آئی ہوں کہ آپ کو خوشخبری دوں اور لوگوں کے شر سے پرہیز رکھنے کی ہدایت کروں۔ اور جس بات کی آپ کو خوشخبری دینا چاہتی ہوں وہ میرے واسطے وبال ہے۔ عتبہ بھی موجود تھا اس نے کہا یہ باتیں وحشت انگیز ہیں جو کچھ سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ ہم کو اور خود اپنے کو ہلاکت و بربادی کی خبر دے رہی ہے۔ زرقاومنے کہا اے ابوالولید اُسی خدا کی قسم جو لوگوں کے راستہ پر تارک میں ہے کہ اسی وادی سے ایک پیغمبر مبعوث ہوگا جو لوگوں کو نیکی و صلاح کی دعوت دے گا اور فساد و خونریزی سے روکے گا۔ اُس کے چہرہ سے نورِ ساحل ہوگا۔ اس کا نام محمد ہوگا۔ گویا میں دیکھ رہی ہوں کہ اس کی ولادت کے بعد ایک فرزند پیدا ہوگا جو اس کامعین و مددگار ہوگا اور حسب و نسب میں اُس کے نزدیک ہوگا۔ وہ اپنے زمانہ کے لوگوں کو ہلاک کرے گا اور شجاعانِ جہاں کو زین کا بیوند بنائے گا۔ معرکوں میں دلیر اور میدانوں میں شیر ہوگا اس کے بازو قوی ہوں گے۔ وہ جبری خدا کا ولی ہوگا۔ اس کا نام امیر المؤمنین علی ہے۔ آہ آہ میں اس کو جس روز دیکھوں گی اور سخت مصیبت ہوگی مجھ پر جبکہ میں یک سو ہو کر اُس کے ساتھ بیٹھوں گی۔ پھر چند اشعارِ حرمت و افسوس کے پڑھے اور بولی افسوس ہے نالہ و فریاد کرنے سے کیا فائدہ اس امر میں جو یقیناً ہونے والا ہے۔ شمس و قمر کے خالق کی قسم جس کی طرف تمام انسانوں کی بازگشت ہوگی سیطیح نے جو کچھ تم سے کہا ہے سچ ہے۔ وہ نصیح کی خبروں سے ہے۔ پھر عبداللہ اور ابو طالب کی جانب سخت نگاہوں سے دیکھا۔ عبداللہ کو تو پہلے دیکھ چکی تھی اور پہچانتی تھی کیونکہ عبداللہ جس سال میں شریف لے گئے قبل اس کے کہ آمنہ سے عقد کریں اور نور رسالت ان کی پیشانی سے منتقل ہو وہ یمن میں ایک محل میں قیام فرماتے تھے اس وقت زرقاومنے نگاہ جو حضرت پر پڑی تو آپ سے عقد کی معنی ہوئی اور ایک تحصیلِ اشرقیوں کی لے کر اپنے محل سے نکلی اور عبداللہ کی جانب دوڑی۔ آپ کو سلام کیا اور پوچھا اب عرب کے کس قبیلہ سے ہیں کہ آپ سے زیادہ خوبصورت میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا میں عبداللہ بن مطلب ہوں جو ہاشم بن عبد مناف سردارِ شفاء اور ہمالوں کی حیثیت کے حامل ہیں۔







# جو تھا باب

## آنحضرتؐ کے ایام رضاعت و نشوونما سے لیکر بعثت کے زمانہ تک کے حالات اور وہ معجزات جو آنحضرتؐ سے ظاہر ہوئے

حدیث معتبرہ میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ پیدا ہوئے تو چند روز تک آپ کی والدہ کے دودھ نہ اُترا کہ حضرتؐ نوش فرماتے حضرت ابوطالبؓ نے اُن کا منہ اپنے پستان سے لگا دیا تو حق تعالیٰ نے اُس میں دودھ پیدا کر دیا۔ جب تک کہ حلیمہ سعدیہ کا انتظام نہ ہوا اور آنحضرتؐ اُن کے پیڑ نہ کئے گئے حضرت اسی طرح دودھ پیتے رہے۔

دوسری صحیح حدیث میں فرمایا کہ جناب امیر علی علیہ السلام نے فرمایا کہ دُشتر حمزہؓ سے آنحضرتؐ کا عقد کرنے کا مشورہ کیا گیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ شاید تم لوگوں کو نہیں معلوم کہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے کیونکہ آنحضرتؐ اور جناب حمزہؓ نے ایک عورت کا دودھ پیا تھا۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ پہلی مرتبہ کینز ابوہلب کا جو آزاد کر دی گئی تھی حضرتؐ نے دودھ پیا اس کے بعد حلیمہؓ سعدیہ کا۔ آنحضرتؐ حلیمہؓ سعدیہ کے پاس پانچ سال تک رہے۔ حلیمہؓ نے پہلے حمزہؓ کو بھی دودھ دلایا تھا۔ جب حضرتؐ کی عمر نو سال کی ہوئی ابوطالبؓ کے ہمراہ شام کی جانب تشریف لے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ اس وقت بارہ برس کے تھے۔ اور حضرتؐ جب جناب خدیجہؓ کی طرف سے بخرض تجارت شام گئے تھے، تو پچیس برس کے تھے۔

نبی البلاغہ میں جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے ایک بلند مرتبہ فرشتہ کو مقرر کیا جو ہر وقت آنحضرتؐ کے ساتھ رہتا تھا اور آپ کو مکارم آداب و محاسن اخلاق پر قائم رکھتا تھا۔ اور میں ہمیشہ آنحضرتؐ کے ساتھ ہوتا تھا جس طرح کوئی بچہ اپنی ماں کے پیچھے پیچھے گھومتا رہتا ہے۔ حضرتؐ ہر روز میرے واسطے اپنے اخلاق کا ایک علم بلند فرماتے اور مجھ سے ارشاد فرماتے کہ اس کی پیروی کرو اور ہر سال ایک عرصہ تک حضرتؐ حرامہ کے پہاڑ میں قیام فرماتے میرے سوا کوئی ان کو نہیں دیکھتا تھا جب

لے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ایک فرشتہ آنحضرتؐ کو اخلاق کی تعلیم دے جبکہ آنحضرتؐ کی تسبیح و تہلیل سے فرشتوں نے تسبیح و تہلیل کرنا سیکھا تھا جیسا کہ اسی کتاب کے شروع میں آنحضرتؐ کے زور کی خلقت کے تذکرہ میں بیان ہوا ہے۔ ممکن ہے اس کا یہ مطلب ہو کہ وہ فرشتہ ہر وقت آنحضرتؐ کی حفاظت کرتا رہتا تھا۔ ۱۲ (مترجم)

میرے کام کے پورا کرنے میں پوری کوشش سے کام لو۔ لیکن وہ زہر آلود خنجر لے کر آمنہؓ کے پاس پہنچی۔ آمنہؓ نے اس کو انعام و اکرام سے نوازش کی اور کہا آج تجھ کو دیر کیوں ہوئی، تیری ایسی عادت تو نہ تھی کہ تو اتنی دیر مجھ سے جدا رہے۔ لیکن نے کہا اے خاندن پریشانیوں نے مجھ رکھا ہے اگر آپ کی مہربانیاں مجھ پر نہ ہوتیں تو میری حالت بد سے بدتر ہو گئی ہوتی۔ آیتے میں اب آپ کو آراستہ کر دوں آمنہؓ اس کے پاس آکر بیٹھیں۔ لیکن نے آپ کے بالوں میں لکھی کی۔ پھر وہی زہر آلود خنجر نکالا کہ اُن کو ہلاک کرے، باعجاز آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے اس کا دل پکڑ لیا اور ایک پردہ اُس کی آنکھوں کے سامنے پڑ گیا اور کسی نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا کہ خنجر اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑا اور اس خنجر سے ذاترہ کی آواز بلند ہوئی۔ جناب آمنہؓ نے پلٹ کر دیکھا تو خنجر نظر آیا۔ پیچ اٹھیں۔ غور میں اُن کی آواز سن کر ہر طرف سے دوڑائیں اور لیکن کو پکڑ لیا۔ پوچھا اے ملعونہ! آمنہؓ کو کس خطا پر ہلاک کرنا چاہتی تھی۔ اس نے کہا میں ان کو مار ڈالنا چاہتی تھی لیکن خدا کا شکر ہے جس نے اس بلا کو ان سے دفع کر دیا۔ آمنہؓ توجہ میں جھک گئیں، عورتوں نے اس سے اس فعل شنیع کا سبب دریافت کیا تو اس نے زرقاء کا پورا قصہ بیان کیا۔ اور کہا زرقاء کو پکڑو قبل اس کے کہ تمہارے قابو سے نکل جائے۔ یہ کہتے ہی اس کی جان نکل گئی۔ یہ بات فوراً ہی مشہور ہو گئی اور بنی ہاشم کے چھوٹے بڑے سب اُن پہنچے۔ زرقاء کی حرکت معلوم کر کے اس کی تلاش میں ہر طرف دوڑ پڑے۔ ابوطالبؓ نے مکہ میں منادی کوادی کہ زرقاء منجوس کر گرفتار کرو وہ باہر نہ جانے پائے۔ اس ملعونہ کو بھی یہ خبر مل گئی۔ اور وہ مکہ سے بھاگ کر نکل گئی۔ اہل مکہ ہر طرف اس کی تلاش میں پھرتے رہے، مگر کہیں سُرُخ نہ ملا۔ سیط کو جب یہ حال معلوم ہوا اپنے غلاموں کو حکم دیا تو وہ اس کو لے کر آئے۔ سیط اس کو اپنے ساتھ لے کر شام کی طرف چلا گیا۔ جناب آمنہؓ برابر بشارت آمیز آوازیں ارض و سما سے سنا کرتی تھیں اور جناب عبد اللہؓ سے بیان کیا کرتی تھیں۔ عبد اللہؓ ان کو تمام باتیں پوشیدہ رکھنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ آمنہؓ کو حمل کی گرائی بالکل معلوم نہ ہوتی تھی۔ جب ساتواں مہینہ شروع ہوا جناب عبد المطلبؓ نے عبد اللہؓ کو بلایا اور فرمایا آمنہؓ کے یہاں ولادت کا زمانہ قریب ہے اور ہمارے پاس اتنا سامان نہیں ہے کہ اُس کو مولود کا حقیقہ و ولیمہ شایان شان ہو سکے۔ لہذا مدینہ جاکر تمام جنسیں خرید لاؤ۔ جناب عبد اللہؓ حسب الحکم مدینہ تشریف لے گئے اور وہیں رحمت الہی سے ملتی ہوئے۔ اہل مکہ کو معلوم ہوا تو تمام مکہ والے ان کے غم میں روئے۔

اس کے بعد قطب راوندی نے اور بہت سے معجزات جن میں بیشتر ذکر کئے جا چکے ہیں تحریر کیے ہیں۔ اگرچہ کتاب انوار اور کتاب شاذان دوسری حدیثوں کی تمام کتابوں کے مقابلہ میں اعتبار و وثوق میں ہم پہلہ درجہ نہیں ہیں تاہم چونکہ یہ حالات و معجزات معتبر حدیثوں کی تائید میں تھے اس لیے لکھے گئے، اور اکثر بخوف طوالت و تکرار ساقط کر دیئے گئے۔

وقت شام کی گئی تاکہ کہ ہاتھ سے خنجر کا گناہ اور زانی بنی ہاشم کا سوا کر ڈالنا اور اس کا زرقاء کو گرفتار کرنے کی تائید کر کے فوت ہو جائے۔ زرقاء کا کھال کر سیط کے پاس بھیجا اور شام میں وہ زرقاء کا کھال لے کر آنا۔

آنحضرتؐ کے ایام رضاعت کا یہ سبب جو تھا باب آنحضرتؐ ایام رضاعت و نشوونما سے لیکر بعثت کے زمانہ تک حالات و معجزات

حضرتؐ مبعوث ہوئے میرے اور جناب خدیجہ کے سوا ابتداء میں کوئی ایمان نہیں لایا۔ ہم نور رسالت کو دیکھتے اور بولتے نبوت کو سونگھتے تھے۔

بسمندر منقول ہے کہ ایک شخص نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت اَلَمْ يَكُنْ اَوْفَا مِنْ رَسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْتَدْلِكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَفِي خَلْقِهٖ وَفَاِنَّهٗ يَسْتَدْلِكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَفِي خَلْقِهٖ (آیت ۲۰ سورۃ النجم) نے فرمایا کہ خداوند عالم اپنے پیغمبروں کے ساتھ چند فرشتوں کو موکل کرتا ہے۔ جو ان کی محافظت کرتے ہیں اور ان کی طرف ان کی تبلیغ رسالت ادا کرتے رہتے ہیں۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بلند مرتبہ فرشتہ کو موکل فرمایا جس روز سے کہ آنحضرتؐ کا دودھ پھر ایا گیا۔ وہ فرشتہ آنحضرتؐ کو مکالمہ اخلاق اور نیکیوں پر قائم رکھتا تھا اور مساوی اخلاق میں برائیوں سے محفوظ رکھتا تھا اور اُس وقت جبکہ آپ سن شباب کو پہنچے آپ کو ندادیتا تھا السلام علیک یا محمدؐ یا رسول اللہ۔ حالانکہ حضرتؐ ابھی مرتبہ رسالت پر فائز نہیں ہوتے تھے حضرتؐ گمان کرتے تھے کہ یہ آواز پھر اور زمین سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ حضرتؐ کو کوئی نظر نہ آتا تھا۔

دوسری روایت میں حضرت امیر المؤمنینؑ سے منقول ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ میں نے اہل حلیت کے ساتھ ان کے کاموں میں بعثت سے پہلے دو مرتبہ کے سوا بھی مواقت نہیں کی۔ ایک مرتبہ رات کے وقت اٹھا تاکہ ان کے کھیل کود کو دیکھوں اور سنوں؛ لیکن خدا نے مجھ پر نیند غالب کر دی تاکہ ان کے کاموں کو نہ دیکھوں نہ سنوں۔ تو میں نے سمجھا کہ یہ بات خدا کو پسند نہیں؛ پھر کبھی میں نے ان کے افعال کی جانب توجہ نہ کی۔ دوسری روایت میں دوسری بات یہ کہ جب حضرتؐ ساتویں برس میں تھے تو بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص کے لیے مکان تعمیر کیا جا رہا تھا جس میں میں بھی مدد کر رہا تھا۔ میں نے اپنے دامنی میں مٹی بھرنا چاہا کہ اٹھاؤں اس صورت میں میری شرمگاہ کھل جاتی کیونکہ کوئی زیر جامہ نہیں پہنتے ہوئے تھا۔ ناگاہ میں نے اپنے بالائے سر سے ایک آواز سنی کہ اپنے دامن کو گرا دو۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا۔ میں نے اپنے دامن کو گرا دیا اور واپس چلا آیا۔

ابن شہر آشوب اور قطب راوندی رحمۃ اللہ علیہما نے علیمہ بنت ابی ذؤب سے روایت کی ہے جس کا نام عبداللہ بن حارث تھا۔ وہ قبیلہ مضر سے تھا اور علیمہ حارث بن عبدالعزیٰ کی زوجہ تھیں وہ کہتی ہیں کہ جس سال آنحضرتؐ کی ولادت ہوئی ہمارے شہروں میں خشک سالی اور قحط کا دور دورہ تھا۔ میں بنی سعد بن بکر کی عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ مکہ آئی تاکہ ہم عورتیں بچوں کو دودھ پلانے کے لیے لے جائیں۔ میں ایک مادہ پھر بر سوار تھی جو بہت آہستہ چلتا تھا اور میرے ساتھ اُٹھتی تھی جس کے ایک قطرہ دودھ نہ ہوتا۔ میری گود میں ایک لڑکا تھا جس کے لیے میرے اتنا دودھ نہ ہوتا کہ وہ شکم سیر ہو جایا کرتا۔ رات کو بھوک کے سبب اس کو نیند نہ آ پکڑتی تھی جب ہم عورتیں مکہ میں پہنچیں آنحضرتؐ کو دودھ پلانے کے لیے کسی نے لینا پسند نہ کیا اس لیے کہ آپؐ تیمم تھے اور ان کے سر پر ستوں سے مال وزر

کی چنداں امید نہ تھی جب مجھے کوئی دوسرا پتہ نہ ملا تو میں حضرت عبدالطلبؑ کے پاس آئی اور اُس درتیم کو ان سے حاصل کیا۔ جب حضرتؐ کو گود میں لیا اور آپؐ نے میری جانب نظر کی، آپؐ کی آنکھوں سے ایک نور ساطع ہوا۔ اس اصحاب میں کی آنکھوں کی ٹھنڈک نے میرے دلہنے دودھ کی طرف رغبت کی، اور کچھ دیر دودھ پیا۔ لیکن بائیں پستان کی طرف توجہ نہ کی۔ اس کو میرے بچے کے لیے چھوڑ دیا حضرتؐ کی برکت سے میرے دونوں پستان دودھ سے بھر ہو گئے جو دونوں کے لیے کافی ہو جاتے تھے جب میں آنحضرتؐ کو اپنے شوہر کے پاس لائی تو اس ادنیٰ کے دودھ اس قدر جاری ہوا کہ ہمارے اور ہمارے بچوں کے لیے کافی ہو جاتا تھا۔ یہ دیکھ کر میرے شوہر نے کہا ایسا مبارک فرزند مجھ کو ملا ہے جس کی برکت سے نعمتوں کا رخ ہماری طرف ہو گیا۔ دوسرے روز صبح کو آنحضرتؐ کو میں نے اپنے بچہ پر سوار کیا۔ وہ کعبہ کی طرف چلا اور وہاں پہنچ کر باعجاز آنحضرتؐ تین مرتبہ اُس نے سجدہ کیا اور گویا ہوا کہ مجھے بیماری سے شفا حاصل ہوئی اور تکلیفوں سے نجات ملی اس سبب سے کہ سید الانبیاءؑ اور خاتم المرسلینؑ اور بہترین اولین و آخرین میری پشت پر سوار ہوئے۔ اس کی کمزوری رفع ہو گئی۔ وہ اس قدر شجاعت و تیز ہونگیا کہ ہمارے ہمراہیوں کے تمام چوپائے اس کے مقابلہ پر نہ آسکتے تھے۔ اور میرے ساتھ دالوں کو میرے اوپر میرے جانوروں کے تغیر حالات پر بہت تعجب ہوتا تھا۔ غرض ہر روز نعمتیں اور برکتیں ہم پر برکتیں رہیں اور لوگوں کے اُدنیٹ اور گوسفند چراگاہ سے بھوکے واپس آتے تھے لیکن ہمارے جانور سیر اور دودھ سے بھرے ہوئے آتے تھے۔ اُٹلتے راہ میں ہم ایک غار کے پاس سے گزرے اس میں سے ایک مرد پیر باہر آیا جس کی پیشانی کا نور آسمان تک پہنچ رہا تھا۔ اس نے آنحضرتؐ کو سلام کیا اور کہا خداوندیکم نے مجھے حضرتؐ کی رعایت امور کے لیے مقرر فرمایا ہے۔ اسی وقت ہرنوں کا ایک گڈا دھڑ سے گزرا۔ ان سب نے بزبان فصیح مجھ سے کہا کہ اے علیمہ تم نہیں جانتی ہو کہ کس کو تربیت کے لیے لائی ہو۔ وہ پاکیزہ لوگوں میں پاک ترین ہے۔ غرض میں جس پہاڑ اور صحرائی طرف سے گزرتی تھی سب آنحضرتؐ کو سلام کرتے تھے۔ پھر تو ہماری معیشت و مال میں برکت و زیادتی اتنی ہوئی کہ ہم امیر ہو گئے، آنحضرتؐ کی برکت سے جانور بہت ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے اپنے کپڑوں میں پانچاں پیشاب بھی نہ کیا اور بھی کپڑا نہ ہٹایا کہ آپؐ کی شرمگاہیں ظاہر ہوتیں۔ میں عموماً آپؐ کے ساتھ ایک نوجوان کو دیکھتی جو کپڑوں سے آپؐ کی شرمگاہیں چھپاتا اور محافظت کرتا رہتا۔ میں نے آنحضرتؐ کی پانچ سال دو مہینے تربیت کی ماسی اختیار میں ایک روز حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے بھائی روزانہ کہاں جاتے ہیں میں نے بتایا کہ گوسفند چرا حضرتؐ نے فرمایا آج میں بھی ان کے ساتھ جاؤں گا۔ غرض حضرتؐ بھی ان کے ساتھ جنگل تشریف لے گئے وہاں فرشتوں کے ایک گروہ نے حضرتؐ کو ساتھ لیا اور ایک ٹیلہ پر لے گئے۔ ان کو نہ لایا پاک کیا۔ یہ دیکھ کر میرا لڑکا میرے پاس دوڑا ہوا آیا کہ مجھ کو جلدی دیکھو کہ ان کو کچھ لوگ اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ میں دوڑی ہوئی آئی دیکھا کہ آپؐ کے جسم اقدس سے ایک نور آسمان تک ساطع ہے۔ میں نے ان کو گود میں لیا اور پیار کیا۔ پوچھا کہ تم کو کیا ہوا۔ فرمایا اماں درد نہیں خدا میرے ساتھ ہے۔ ان کے جسم سے مشک سے



بہتر خوشبو آ رہی تھی۔ ایک روز ان کو ایک کاہن نے دیکھا تو غرہ مارا اور کہا یہ وہ ہے جو بادشاہوں کو مقہور کرے گا اور عرب کو متفرق کرے گا۔

ابن شہر آشوب نے حلیمہ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ تین مہینے کے ہوئے تو بیٹھنے لگے جب نو مہینے کے ہوئے تو لڑکوں کے ساتھ دوڑنے لگے۔ دس مہینے کے ہوئے تو اپنے بھائیوں کے ساتھ گوسفند چرانے جانے لگے۔ جب پندرہ مہینے کے ہوئے قبیلہ کے جوانوں کے ساتھ تیر اندازی کیا کرتے تھے۔ جب حضرت تیس مہینے کے ہو گئے کشتی لڑنے لگے اور جوانوں کو بچھاڑا کرتے تھے پھر ان کو ان کے جد کے پاس پہنچا دیا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب صبح کو بچوں کے لئے کھانا لایا جاتا تھا وہ ایک دوسرے کے ساتھ لوٹ مار کیا کرتے تھے۔ لیکن آنحضرتؐ اپنا ہاتھ تک نہ بڑھاتے تھے۔ لڑکے جب سوکھتا کرتے تھے تو انکی آنکھوں میں کچھ بھرے رہتے۔ لیکن آنحضرتؐ کا منہ دھلا ہوا ہوتا اور آپ کے جسم سے خوشبو آتی رہتی تھی۔

بہت معتبر روایت ہے کہ ایک روز عبد المطلب کعبہ کے پاس بیٹھے تھے ناگاہ کسی نے پکار کر ندا دی کہ محمد نامی بچہ حلیمہ کے پاس سے گم ہو گیا۔ عبد المطلب یہ سنکر بے چین ہو گئے اور آواز دی کہ لے بیٹی ہاشم اور بنی غالب سوار ہو کر تلاش کرو کہ محمد گم ہو گئے ہیں۔ اور رقم کھائی کہ جب تک وہ ملیں گے نہیں، گھوڑے سے اتر دوں گا نہیں۔ اور ہزار اعرابی اور سو قریشیوں کو قتل کر دوں گا۔ اور کعبہ کے گرد پھر رہے تھے اور چند اشعار پڑھتے جاتے تھے۔ جن کا مطلب یہ تھا کہ اے پالنے والے میرے شہسوار محمد کو میرے پاس واپس بھیج دے اور اپنی نعمت دوبارہ مجھ پر انعام فرما۔ پالنے والے اگر محمد ملیں گے تو تمام قریش کو پرانگندہ کر دوں گا۔ اسی اثناء میں ایک آواز ہوا میں پیدا ہوئی کہ خداوند عالم محمد کو منانے نہ کرے گا۔ عبد المطلب نے پوچھا وہ کہاں ہیں؟ آواز آئی فلاں دادی میں ایک بھول کے درخت کے نیچے عبد المطلب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ آنحضرتؐ باعجاز اس درخت خار سے رطب تازہ توڑ کر کھا رہے ہیں اور دو جوان ان کے قریب کھڑے ہیں۔ جب حضرت قریب پہنچے وہ دونوں جوان جو جبریل و میکائیل تھے الگ ہو گئے۔ آپ نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ فرمایا میں عبد اللہ بن عبد المطلب کا

فرزند ہوں حضرت عبد المطلب نے آپ کو اپنی گردن پر سوار کیا اور واپس ہوتے اور کعبہ کے پاس اگر سات مرتبہ طواف کیا۔ ادھر بہت سی عورتیں جناب آمنہ کے پاس جمع ہو کر ان کی تسکین و تشفی میں مشغول تھیں جب حضرت کو جناب آمنہ کے پاس لائے آپ خود حضرت آمنہ کے پاس چلے گئے دوسری عورتوں کی جانب بالکل متوجہ نہ ہوئے۔ اسی طرح ایک مرتبہ جناب عبد المطلب نے اپنے اونٹوں کو ہٹکا لانے کے لئے بھیجا جب

آنحضرتؐ کو واپس آنے میں دیر ہوئی تو عبد المطلب نے لوگوں کی جماعت ہر طرف تلاش کے لئے دوڑا دی اور کعبہ کے دروازہ کی زنجیروں کو پکڑ کر کہتے تھے پالنے والے کیا اپنے برگزیدہ کو ہلاک کرے گا؟ یا اس کی پیغمبری کے بارے میں جو تو نے خبر دی تھی اس میں کچھ تغیر فرما دیا۔ جب آنحضرتؐ واپس آ گئے تو حضرت عبد المطلب نے ان کو گود میں لیا پیار کیا اور فرمایا میرے مال باپ تجھ پر خدا ہوں آئندہ میرے

تجھ کو کسی کام کے لئے نہ بھیجوں گا۔ ڈرتا ہوں کہ دشمن تجھے ہلاک نہ کر دیں۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ابو طالب نے ان سے بیان کیا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ رکھتا تھا اور ایک لمحہ کے لئے ان کو جدا نہ کرتا تھا اور نہ کسی کا ان کے بارے میں اعتبار کرتا تھا یہاں تک کہ ان کو اپنے بستر پر ملاتا۔ ایک رات میں نے ان سے کہا کہ اپنے کپڑے اتار کر میرے بستر پر آ کر سو، وہ لیکن ان کو دیکھا کہ کپڑے اتارنے میں کراہت ہو رہی ہے مجھ سے کہا اے پد پد پنا منہ پھر لیجئے کسی کو سب نہیں کہ میرے ستر کو دیکھے۔ جب وہ میرے پاس لحاف میں آ گئے۔ میں نے اپنے اور ان کے درمیان ایک کپڑا دیکھا جو میں لحاف میں نہیں لے گیا تھا۔ ویسا کپڑا نرم اور خوشبو دار میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا معلوم ہوتا تھا کہ مشک میں غوطہ دیا ہوا ہے۔ صبح ہوئی تو وہ کپڑا غائب ہو گیا۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا کہ رات کو میں ان کو بستر پر نہ پاتا۔ جب میں ان کی تلاش میں اٹھتا تو وہ لحاف میں سے آواز دیتے کہ چچا جان میں یہاں ہوں واپس آ جاؤ۔ اور راتوں کو دعائیں اور عجیب باتیں سُنتا تھا۔ ایک روز ایک بھیڑ بنے کو میں نے دیکھا کہ انکے پاس آیا۔ ان کو سونگھا پھر آنحضرتؐ کے گرد گھوما اور ذلت کے ساتھ اپنی دم زمین پر ملنے لگا۔ اکثر دیکھتا کہ ایک نہایت حسین شخص اگر آپ کے سر پر ہاتھ پھیرتا، دعا دیتا اور غائب ہو جاتا۔ اکثر خواب میں دیکھتا کہ تمام دنیا ان کی مسخر ہو گئی ہے۔ وہ بلند ہوتے ہوئے آسمان پر پہنچے ہیں۔ ایک روز وہ غائب ہو گئے میں ان کی تلاش میں بہت سرگرداں رہا۔ ناگاہ دیکھا کہ چلے آ رہے ہیں اور ایک شخص ان کے ساتھ ہے جس کے مثل میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے کہا اے فرزند کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کی ہے کہ مجھ سے جوا نہ ہو کرو۔ اس شخص نے کہا گھبراؤ نہیں وہ جب تمہارے پاس سے الگ ہوتے ہیں تو میں ان کے ساتھ رہتا ہوں اور انکی حفاظت کرتا ہوں۔ وہ ہمیشہ آب زمزم پیتے تھے۔ اکثر ابو طالب صبح کو ان کے لئے کھانا لاتے تو

وہ فرماتے کہ چچا جان میں سیر ہوں۔ جب دوپہر یا شام کو ابو طالب اپنے بچوں کے لئے کھانا لاتے تو فرماتا کہ ابھی لاؤ کھانے میں نہ ڈالو جب تک کہ آنحضرتؐ نہ آجائیں اور تنہا دل نہ کر لیں۔ جب آنحضرتؐ ابتدا کرتے تو سب لڑکے آپ کی برکت سے سیر ہو جاتے اور کھانا اُسی قدر موجود رہتا پھر ابو طالب سے ہی منقول ہے کہ میں راتوں کو آنحضرتؐ سے دعائیں اور مناجات اور ایسی باتیں سُنا کرتا تھا کہ مجھے تعجب ہوتا بل عرب کی عادت نہ تھی کہ کھانے کے وقت بسم اللہ کہیں، لیکن بچپن میں آنحضرتؐ کی یہ عادت تھی کہ جب تک بسم اللہ نہ کہتے کھانا نوش نہ فرماتے نہ پانی پیتے؛ اور فارغ ہو کر الحمد للہ کہتے تھے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ ابتدا میں بسم اللہ الاحمد اور فارغ ہو کر الحمد للہ کہتا فرماتے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ جب میں آپ کے پاس جاتا آپ تنہا ہوتے اور ایک نور آپ کے سر سے آسمان تک کھینچا ہوتا۔ میں نے کبھی جھوٹ اور مہمل باتیں آپ سے نہیں سُنیں نہ کبھی بلند آواز سے آپ ہنسے۔ کبھی لڑکوں کے ساتھ کھیل میں شریک نہ ہوتے نہ کبھی ان کے کھیل کی طرف نگاہ کی۔ تنہائی کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ جب آپ سات برس کے تھے ہوئے لو کا ایک کردہ آیا اور کہا ہم نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ حق تعالیٰ محمد کو حرام و شہرہ سے محفوظ رکھے گا۔ ہم اس کا تجربہ کرنا چاہتے ہیں۔ پھر ایک فرہ مغز کو پکا کر اس مجمع میں لائے جہاں قریش کی ایک جماعت اور



آنحضرتؐ موجود تھے۔ اور سب کے سامنے رکھ دیا۔ قریش نے مل کر کہا۔ لیکن آنحضرتؐ نے اس کی طرف ہاتھ بھی نہ بڑھایا۔ لوگوں نے پوچھا آپ کیوں نہیں کھاتے فرمایا یہ حرام ہے اور خدا مجھے حرام سے محفوظ رکھتا ہے۔ لوگوں نے کہا حلال ہے اگر آپ پسند کریں ہم ایک لقمہ آپ کے منہ میں کھلا دیں۔ فرمایا اگر تم سے ممکن ہو تو کھلاؤ۔ اُن لوگوں نے ہر چند کوشش کی کہ لقمہ آنحضرتؐ کے دہن تک پہنچائیں لیکن نہ ہوسکا۔ ان کے ہاتھ دایں اور بائیں مڑ جایا کرتے تھے اور حضرتؐ کے دہن تک نہیں پہنچ سکے۔ پھر دوسرا مرغ بریاں لایا گیا جو ہمسایہ کے گھر سے غائب ہو گیا تھا۔ اس کو کپڑا اس نیت سے کہ اگر وہ آئے گا تو اس کی قیمت اس کو دے دیں گے جب حضرتؐ نے اس میں سے لقمہ اٹھایا وہ لقمہ گر گیا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا یہ مال شہ سے ہے میرا خدا مجھے اس سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ دوسروں نے پھر کوشش کی کہ لقمہ حضرتؐ کے دہن اقدس تک پہنچائیں مگر نہ پہنچ سکے اس وقت یہودیوں نے اقرار کیا کہ یہی وہ صفیتیں ہیں جنکو ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے۔

حضرتؐ فاطمہ بنت اسد سے منقول ہے کہ ہمارے گھر کے صحن میں ایک درخت تھا جو مدتوں سے خشک ہو چکا تھا۔ ایک روز آنحضرتؐ اس کے پاس تشریف لائے اور اپنا ہاتھ اُس پر ملا وہ درخت اسی وقت سبز و شاداب ہو گیا اور اس میں رطب پیدا ہو گئے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں ہر روز آنحضرتؐ کے لیے رطب جمع کرتی اور محفوظ رکھتی تھی جب حضرت تشریف لاتے آپ کے سامنے حاضر کر دیتی تھی۔ وہ اس کو باہر لے جا کر بنی ہاشم کے بچوں پر تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت تشریف لاتے تو میں نے عذر کیا کہ آج درختوں میں رطب نہیں پھلے تھے۔ فاطمہ کہتی ہیں حضرتؐ کے نور مبارک کی قسم جب آپ نے یہ سنان درختوں کے پاس تشریف لے گئے اور چند کلمات کہے۔ میں نے دیکھا کہ اُن درختوں میں ایک درخت استغفرم ہوا کہ حضرتؐ کا ہاتھ اُس کے اوپر کے سر سے ٹک پہنچ گیا۔ اور آپ نے جس قدر رطب چاہے تو ڈیلے۔ پھر وہ درخت اسی طرح بلند ہو گیا۔ اس وقت میں نے درگاہ باری میں تضرع و الحاح کے ساتھ دعا کی کہ اے پروردگار آسمان! مجھے بھی ایک فرزند عطا فرما جو اس کا بھائی اور اس کے مثل ہو۔ اسی رات امیر المومنین علیؑ کا نطفہ منعقد ہوا اور وہ آنحضرتؐ کی برکت سے کبھی بتوں کی پرستش کے قریب نہ گئے اور کبھی غیر خدا کی عبادت نہ کی۔

شاذان رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ حضرت رسالتؐ چار مہینے کے ہوئے کہ آپؐ کی والدہ جناب آمنہؓ برحمت اللہی واصل ہوئیں اور آنحضرتؐ بغیر ماں باپ کے ہو گئے اور مادر مہربان کے غم میں تین روز تک کچھ نہ کھایا، اور ہر وقت رونا کرتے تھے اور جناب عبدالمطلبؐ بہت بے چین و بے قرار تھے۔ اور صفیہ اور عائشہ اپنی بیٹیوں کو بلا کر فرمایا کہ میرے اس فرزند کو چھپ کر آؤ اور اس کے لئے دایہ کی تلاش کرو۔ عائشہ نے آنحضرتؐ کو شہد کھانا شروع کیا اور بنی ہاشم کی تمام دودھ والی عورتوں کو بلا کر چاہا کہ حضرتؐ کسی کا دودھ قبول فرمائیں لیکن حضرتؐ نے کسی کا دودھ نہ پیا۔ پھر قریش کی عورتیں آئیں جنہی تعداد چار سو ساٹھ تک پہنچ گئی مگر آپؐ نے کسی کا دودھ نہ قبول فرمایا اور ہر وقت رونا کرتے تھے یہ دیکھ کر عبدالمطلبؐ نہایت غمگین ہوئے اور کعبہ کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ اتفاقاً قریش کا ایک بوڑھا آدمی عقیل بن وقاص کا اس طرف گزر رہا تھا۔ حضرت عبدالمطلبؐ کو غمگین ورنجیدہ دیکھ کر سبقت لے کر

تو جرحیات القلوب جلد دوم

دھت قرآن سے صحت آنحضرتؐ کا مجھو۔

جناب آمنہؓ اور حضرتؐ کا کھانا

آپؐ نے فرمایا کہ میرا بچہ جس روز سے اس کی ماں کا انتقال ہوا ہے نہایت بے قرار و بے چین ہے اور کسی عورت کا دودھ نہیں پیتا ہے اس سبب سے مجھے کھانا پینا گوارا نہیں۔ اور اس کے معاملہ میں سخت حیران ہوں کہ کیا کروں۔ عقیل نے کہا اے ابوالمحارث قریش کے قبیلوں میں ایک عورت کو میں جانتا ہوں جو حسب نسب، عقل و دانائی اور فصاحت و بلاغت و صباحت میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ اس کا نام حلیمہ بنت عبدالمطلبؓ ہے۔ عبدالمطلبؓ نے جب اُس کی تعریف سماعت کی اس کو بہت پسند کیا اور اپنے ایک غلام شمرول نامی کو ایک تیز رفتار ناقہ پر سوار کر کے بعجلت تمام قبیلہ بنی سعد بن کبر کی طرف روانہ کیا جو مکہ سے چھ فرسخ کے فاصلہ پر رہتے تھے۔ اور کہا کہ بہت جلد عبد اللہ بن الحارث کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ غرض وہ جلد تر اس کو لے آیا جبکہ عبدالمطلبؓ کے پاس اکابر قریش جمع تھے۔ لیکن وہ سب کو چھوڑ کر حضرت عبدالمطلبؓ کے پاس آیا۔ جناب عبدالمطلبؓ نے دیکھا تو اس کے استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے اور اس کو گلے لگایا اور اپنے پہلو میں بٹھایا اور فرمایا کہ اے عبد اللہ میں نے تم کو اس واسطے تکلیف دی ہے کہ محمدؐ میرا فرزند زادہ چار مہینے کا ہے اس کی ماں کا انتقال ہو گیا ہے اور وہ نہایت بے چین ہے اور کسی عورت کا دودھ منہ سے نہیں لگاتا۔ سنا ہے کہ تمہاری بیٹی حالت زچگی میں ہے۔ اگر کوئی حرج نہ ہو تو محمدؐ کو دودھ پلانے کے لیے اس کو بھیج دو اگرچہ تم نے اس کا دودھ قبول کر لیا تو تم کو اور تمہارے قبیلہ کو تو نکر کر دوں گا۔ عبد اللہؐ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور واپس آکر اپنی بیٹی حلیمہ کو خوشخبری دی۔ حلیمہ بھی خوش ہوئیں۔ غسل کیا اور طرح طرح کی خوشبوؤں سے اپنے تئیں معطر کیا اور لباس فاخرہ پہن کر اپنے والد عبد اللہؐ اور اپنے شوہر کبر بن سعد کو لے کر حضرت عبدالمطلبؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ وہ ان کو لے کر عائشہ کے پاس آئے انہوں نے آنحضرتؐ کو حلیمہ کی گود میں دے دیا۔ حلیمہ نے بایاں پستان حضرتؐ کو پلانا چاہا حضرتؐ نے منہ نہ لگایا بلکہ دہانے پستان کی جانب توجہ فرمائی۔ وہ خشک ہو چکا تھا اور کبھی کسی بچہ نے اس کو منہ سے نہ لگایا تھا۔ حلیمہ نے تامل کیا اور اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ حضرتؐ کو اس پستان سے دودھ نہ ملے تو بایں پستان کو بھی نہ منہ لگائیں اور کوشش کی کہ بایں پستان ہی سے حضرتؐ دودھ پئیں۔ لیکن حضرتؐ دہانے ہی کی طرف میل فرماتے رہے۔ آخر حلیمہ نے کہا اے فرزند لے دہانے پستان سے پی تاکہ تجھ کو معلوم ہو جائے کہ وہ خشک ہو چکا ہے اور اس میں دودھ نہیں ہے۔ جب آنحضرتؐ نے دہانے پستان کو منہ میں لے کر پستان شروع کیا حضرتؐ کی برکت سے اس قدر دودھ جاری ہوا کہ آپؐ کے دہن مبارک کے دونوں طرف سے بہنے لگا۔ حلیمہ کو تعجب ہوا اور بولیں اے فرزند تیرا معاملہ تو بہت عجیب ہے۔ میں بحق خداوند آسمان قسم کھاتی ہوں کہ میں نے بارہ بچوں کو بایں پستان سے دودھ پلایا ہے لیکن دہانے پستان سے دودھ کا ایک قطرہ بھی کسی کو پتہ نہ ہوا اور اب تیری برکت سے دودھ اس سے بہہ رہا ہے۔ حضرت عبدالمطلبؓ یہ معلوم کر کے بہت خوش ہوئے اور فرمایا اے حلیمہ اگر تم ہمارے پاس رہنا چاہو تو میں اپنے مکان کے پہلو میں ایک مکان خالی کر دوں گا اس میں رہو ہر مہینے تم کو ہزار درہم چاندی کے اور ایک جامہ رومی اور ہر روز دس من سفید روٹی اور پاکیزہ گوشت دوں گا۔ لیکن ان کو منظور نہ ہوا۔ تو حضرت عبدالمطلبؓ نے فرمایا کہ اے حلیمہ میں دوسرے طریقے سمجھتا





اور آپ کی بچہ مدح و ثنا کی اور کہا کیا کہنا اُس کا جو آپ پر ایمان لائے اور افسوس ہے اُس پر جو آپ کا انکار کرے یا آپ کے اُن اقبال میں سے ایک حرف کی بھی تکذیب کرے جو آپ خدا کی جانب سے بیان فرمائیں۔ آنحضرتؐ نے ان کے سلاموں کا جواب دیا اور پوچھا تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم خدا کے بندے ہیں اور آنحضرتؐ کے گرد بیٹھ گئے۔ حضرتؐ نے جبریلؑ سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے کہا عبداللہ۔ میکائیلؑ سے اُن کا نام پوچھا تو عبید اللہ، اسرافیلؑ نے اپنا نام عبدالجبار اور درداہیلؑ نے اپنا نام عبدالمکناں بتایا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہم سب بندگانِ خدا ہیں۔ جبریلؑ کے ساتھ یا قوتِ سرخ کا ایک طشت تھا، میکائیلؑ کے پاس یا قوتِ سبز کی ایک مراچی تھی جس میں بہشت کا پانی بھرا ہوا تھا۔ پھر جبریلؑ آگے بڑھے اور اپنا مُنہ آنحضرتؐ کے مُنہ سے ملا کہ تین گھڑی تک اسرارِ الہی اُن کے دہن اقدس میں پھونکتے رہے۔ پھر کہا اے محمدؐ جو کچھ میں نے بیان کیا سب سمجھو اور سمجھ لو۔ فرمایا ہاں انشاء اللہ تعالیٰ اور آنحضرتؐ کو علم و بیان اور حکمت و بُرّان سے بھر دیا۔ خداوندِ عالم نے آپ کے نورِ اقدس کو ستہتر گنا زیادہ کر دیا یہاں تک کہ کسی میں طاقت نہ تھی کہ آنحضرتؐ کے چہرہ اقدس کی طرف پورے طور سے نظر کر سکے۔ پھر جبریلؑ نے کہا اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے خوف مت کرو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر اپنے پروردگار کے علاوہ کسی اور سے ڈروں تو گویا اپنے خالق کی عظمت و جلال کو میں نے سمجھا ہی نہیں اسوقت جبریلؑ نے میکائیلؑ کو دیکھا اور کہا منراوار ہے کہ خدا نے ایسے بندے کو اپنا حبیب بنایا اور اس کو بہترین انسان قرار دیا ہے۔ پھر آنحضرتؐ کو چمت لٹایا۔ حضرتؐ نے پوچھا اے جبریلؑ کیا کرنا چاہتے ہو عرض کی آپ کے لیے کوئی امر تکلیف دہ نہیں عمل میں لاسکتا، ہی کر دوں گا جو بہتر ہوگا۔ چلے اپنے پرزوں سے آپ کے حکم مبارک کو چاک کیا اور قلبِ اقدس میں سے ایک سیاہ نقطہ نکالا اور دل کو بہشت کے پانی سے دھویا، میکائیلؑ پانی ڈال رہے تھے۔ موقوف ہے کہ ایک روز لوگوں نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ جبریلؑ نے آپ کے دل کی کس چیز کو دھویا فرمایا شک و شبہ اور فتنوں کو پاک کیا، لیکن میرے دل میں بھی نہ تھا اور میں تو پیغمبرِ اس وقت تھا جبکہ آدمؑ کی روح اُن کے بدن میں داخل نہیں ہوئی تھی۔ پھر اسرافیلؑ نے ایک مہرنگالی جس پر دو سطوروں میں لکھا اَللّٰہُ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا تھا اور آپ کے دونوں ساروں کے درمیان نقش کیا۔ دوسری روایت کے مطابق دل پر وہ مہر لگائی۔ جس سے دل نور سے بھر گیا اور اس نور سے دُنیا روشن ہو گئی۔ پھر درداہیلؑ نے آنحضرتؐ کے سر پر انور کو اپنی آغوش میں لے لیا اور حضرتؐ سو گئے۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے سر سے ایک درختِ عظیم روئیدہ ہوا اور آسمان کی جانب بلند ہوا۔ اس کی شاخیں موٹی ہوئیں پھر سر شاخ سے اور شاخیں پیدا ہوئیں اور درخت کے نیچے بہت سی گھاس دکھی جس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ پھر ایک منادی نے ندا دی کہ اے محمدؐ وہ درخت آپ ہیں، اس کی شاخیں آپ کے اہلبیت ہیں او وہ گھاس جو زیرِ درخت آئی ہوئی ہے وہ آپ کے اور آپ کے اہلبیت کے محب و دوست ہیں اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو عظیم پیغمبری اور رِاستِ بزرگ کی خوشخبری ہو۔ پھر درداہیلؑ نے

ہوا۔ لیکن حضرت کے سر پر ایک قطرہ بھی نہیں پڑتا تھا۔ پر مالے جاری ہو گئے لیکن آنحضرتؐ کے راستے میں کیچڑ کا نام و نشان نہ تھا۔ اس بادل سے خشک وزعفران برس رہے تھے اور آنحضرتؐ کے لیے کوہ و دشت کو معطر کر رہے تھے۔ اس صحرائیں گجور کا ایک درخت بالکل خشک تھا اس کی پتیاں گر چکی تھیں جب آنحضرتؐ اس کے پاس پہنچے اپنی پشت مبارک اُس درخت سے لگا کر آرام کرنا چاہا ناگاہ وہ درخت سبز ہونا شروع ہوا۔ اُس میں پتیاں نکل آئیں، ٹہنیاں سبز ہوئیں، اور زرد و سرخ رطب حضرتؐ کی ضیافت کے لئے گرنے لگے۔ حضرتؐ تھوڑی دیر اُس درخت کے سایہ میں لیٹے پھر اپنے رباعی جلیوں کے ساتھ گفتگو کرنے لگے ناگاہ حضرتؐ کی نگاہ ایک سبزہ زار پر پڑی جو طرح طرح کے گل و ریاحین سے آراستہ تھا۔ فرمایا جاہتا ہوں کہ اس چمن کی سیر کروں اور اپنے خالق کی کاریگری مشاہدہ کروں بھائیوں نے کہا ہم بھی آپ کے ساتھ چلتے ہیں۔ فرمایا نہیں تم اپنے کاموں میں مشغول رہو میں تنہا جاتا ہوں اور انشاء اللہ بہت جلد واپس آجاؤں گا۔ بھائیوں نے کہا جانیے لیکن ہمارے دل آپ ہی میں لگے رہیں گے۔ غرض حضرتؐ اس چمن دلکشا کی سیر اور بدائع و صنائع الہی میں غور و فکر کرتے ہوئے ایک بلند پہاڑ تک پہنچے جس پر چڑھنے کے لیے راستہ نہ تھا اور کوئی اس پر نہ جا سکتا تھا چونکہ آنحضرتؐ چاہتے تھے کہ پہاڑ کے اوپر بھی سیر کریں، لہذا استخیال نے پہاڑ کو آواز دی جس سے اس کو لرزہ ہوا۔ اور کہا اے کوہ! بہترین پیغمبر الٰہی شکوہ و جوت کے ساتھ تجھ پر آنا چاہتا ہے اس کے لیے فرد تنی اختیار کر۔ یہ سُنکر وہ پہاڑ اُس معدن شکوہ و وقار کے لیے اس قدر پست ہوا کہ آنحضرتؐ نے اپنا پیر بڑھا کر رکھ دیا اور چڑھ گئے۔ اور آخری سرے پر نگاہ کی تو اس طرف سے اوپر بہتر فضا نظر آئی۔ چاہا کہ اُس طرف تشریف لے جائیں اُس طرف بکثرت سانپ کچھو تھے اور بہت عظیم الجثہ کہ جنکے خوف سے کسی کو اُس دادی میں قدم رکھنے کی جرأت نہ تھی۔ استخیال نے انکو ڈانٹ کر کہا کہ اے اژدہ ہوں اور سانپ کچھوؤں کے گروہ اپنے اپنے سوراخوں میں چھپ جاؤ تاکہ حسدِ اذہلین و افریقین تم کو نہ دیکھیں۔ وہ سب یہ سُنکر پوشیدہ ہو گئے۔ حضرتؐ پہاڑ سے نیچے آئے، ایک شہر نظر آیا اس کا پانی نہایت سرد اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ آپؐ نے اس میں سے نوش فرمایا اور تھوڑی دیر اُس چشمہ کے کنارے آرام فرمایا۔ اس وقت جبریل و میکائیل و اسرافیل و دروایل علیہم السلام آسمان سے آئے اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جبریلؑ نے کہا السلام علیک یا محمدؐ السلام علیک یا احمدؐ السلام علیک یا حامدؐ السلام علیک یا محمودؐ السلام علیک یا طاب السلام علیک یا ایہا المدثر السلام علیک یا ایہا المذمل السلام علیک یا طاب طاب السلام علیک یا سید السلام علیک یا خاتم قلیط السلام علیک یا طلس السلام علیک یا طسسم السلام علیک یا شمس الدنیا السلام علیک یا قمر الاخرہ السلام علیک یا نور الدنیا والاخرہ السلام علیک یا شمس القلیطہ السلام علیک یا خاتم النبیین السلام علیک یا شفیع المذنبین غرض بہت سلام کیا



ایک ترازو نکالی جس کے ہر پلڑے وسعت میں زمین و آسمان کے درمیان کی کشادگی کے مانند تھے اور ایک پلڑے میں آنحضرت ﷺ کو رکھا اور دوسرے میں آپ کے سوا صحابیوں کو رکھا؛ مگر آنحضرت کا وزن زیادہ رہا۔ پھر آپ کے اصحاب خاص میں ہزار اشخاص کو دوسرے پلڑے میں رکھا پھر بھی آنحضرت کا وزن زیادہ رہا۔ پھر آپ کی آدھی امت کو اس پلڑے میں رکھا، پھر بھی حضرت ہی زیادہ رہے پھر تو تمام امت، تمام انبیاء اور ملائکہ اور پہاڑ، دریا، بیابان، تمام درخت اور تمام مخلوقات الہی کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا، لیکن یہ سب کچھ آنحضرت کے برابر نہ ہو سکے، حضرت ہی کا وزن زیادہ رہا۔ اس وقت سمجھا کہ آنحضرت بہترین مخلوق ہیں۔ دراصل نے کہا خوشحال آپ کے اور آپ کی امت کے۔ آپ لوگوں کی بازگشت بہتر اور نیکوتر ہے۔ وائے ہواں پر جو آپ کا منکر ہو، اس کے بعد فرشتے آسمان پر چلے گئے۔

جب بہت دیر ہو گئی اور آپ واپس نہ آئے تو حلیمہؓ کے لڑکے تلاش میں پھرنے لگے مگر کہیں نہ پایا تو حلیمہؓ سے اکر بیان کیا۔ وہ اپنے قبیلے کے لوگوں کے پاس روتی چلاتی اور فریاد کرتی ہوتی پیچیں اور اپنے کپڑوں کو بچھاڑ ڈالا، سر کے بالوں کو پریشان کر دیا۔ پھر سو یا برہنہ تنگی کی طرف دوڑیں اُنکے تلوں سے خون جاری تھا اور ہر طرف چلاتی اور فریاد کرتی پھرتی تھیں کہ اے میرے فرزند دلہنہ! میری آنکھوں کے نور اور دل کی راحت تو کہاں ہے۔ اپنی مادرِ غمزہ کی طرف کیوں رخ نہیں کرتا۔ قبیلہ کی عورتیں بھی اُن کے ساتھ دوڑ رہی تھیں۔ اپنے بالوں کو نوچتیں اور اپنے منہ پر تلپٹے مارتی جاتی تھیں اور ان کے قبیلہ کے پیر و جوان، آزاد و غلام سب سر اسیمہؓ آنحضرت کی تلاش میں ہر طرف دوڑ رہے تھے۔ عبد اللہ بن حارث بنی سعد کے سر آوردہ لوگوں کے ساتھ سوار ہوئے اور قسم کھائی کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ملے تو قبیلہ بنی سعد و غطفان کے ایک شخص کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے جب حلیمہؓ کو اس بیابان میں حضرت کا مطلق پتہ نہ چلا روتی بیٹتی مگر میں آیتیں اور عبد المطلب کے پاس اُس وقت پہنچیں جبکہ وہ رؤسائے قریش و اکابر بنی ہاشم کے ساتھ کعبہ کے قریب بیٹھے تھے عبد المطلب نے جب حلیمہؓ کو اس حال سے مشاہدہ فرمایا کانپ گئے اور حقیقت دریافت کی۔ جب وہ وحشت انگیز خبر سنی بے ہوش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آئے تو فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور اپنے غلام کو آواز دی کہ گھوڑا، تلوار اور زہ حاضر کرے اور کعبہ کی چھت پر چڑھ کر نعرہ مارا کہ اے آل غالب و عدنان و فہر و نزار و کنانہ و مضر و مالک جمع ہو جاؤ۔ یہ آواز سنتے ہی تمام قریش دینی ہاشم آپ کے پاس آ گئے اور پوچھا کیا بات ہے اے ہمارے سردار بیان فرمائیے۔ کہا کہ دو روز سے محمدؐ کا پتہ نہیں، سوار ہو۔ یہ معلوم کر کے دس ہزار اشخاص عبد المطلب کے ساتھ سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر چلے اور... گریہ و نالہ کی صدا میں عرش تک بلند ہوئیں۔ سوار ہر طرف دوڑے۔ ایک گروہ کے ساتھ عبد المطلب بنی سعد کے قبیلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور قسم کھائی کہ اگر محمدؐ نہ ملے تو مکہ واپس آکر یہودیوں کے ہر مرد اور عورتوں کو اور جس پر اس نور دیدہ و میوہ دل کی عداوت کا شہرچی ہوگا

قتل کر ڈالوں گا۔ ادھر ابو مسعود ثقفی، ورقہ بن نوفل اور عقیل ابن ابی وقاص میں سے مکہ آئے تھے اور اُسی وادی سے ہو کر گزرے جہاں سردر کائنات تشریف فرما تھے۔ ان کی نظر ایک درخت پر پڑی اور قہنے کہا کہ میں تین مرتبہ اس وادی سے گذرا ہوں لیکن یہاں کبھی کوئی درخت میں نے نہیں دیکھا تھا عقیل نے کہا سچ کہتے ہو۔ آؤ درخت کے پاس چلیں شاید اس عجیب امر کی حقیقت معلوم ہو۔ جب درخت کے نزدیک پہنچے اُس کے نیچے ایک طفل کو دیکھا جس کے نور رخ سے آفتاب کی روشنی ماند تھی۔ اُن میں سے کسی نے کہا یہ جن ہوگا؛ کسی نے کہا یہ نور و روشنی جنوں کو کہاں میسر ہو سکتی؟ یقیناً کوئی فرشتہ ہوگا جو انسان کی شکل میں ظاہر ہوا ہے۔ آخر ابو مسعود نے پوچھا صاحبزادے تم کون ہو تمہارے حسن و جمال سے ہم سب کو حیرت ہے۔ آیا جنوں میں ہو یا انسانوں میں سے؟ فرمایا جن نہیں ہوں بلکہ آدم کی اولاد میں سے ہوں۔ پوچھا تمہارا نام؟ فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بن عبد المطلب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔ ابو مسعود نے کہا تم یہاں کیسے آ گئے؟ فرمایا مبعود کی زہری سے اس صحرا میں پہنچا۔ پھر ابو مسعود اپنی سواری سے اترے اور کہا نور چشم کیا تم کو تمہارے جد عبد المطلب کے پاس پہنچا دوں؟ فرمایا ہاں، عرض ابن مسعود نے آنحضرت کو اپنی سواری پر آگے بٹھایا اور مکہ کی سمت روانہ ہوئے۔ جب ادھر سے وہ قبیلہ بنی سعد کے پاس پہنچے، ادھر سے عبد المطلب بھی اسی وقت وہاں آئے تھے۔ پیغمبر نے فرمایا کہ عبد المطلب بھی میری تلاش میں آئے ہیں۔ اُن لوگوں نے کہا تم تو کسی کو نہیں دیکھتے ہیں۔ فرمایا عنقریب دیکھ لو گے۔ جب نزدیک پہنچے اور حضرت عبد المطلب کی نظر آنحضرت پر پڑی اپنے تئیں گھوڑے سے گرا دیا، اور دوڑ کر آنحضرت کو گود میں لے لیا۔ اور کہا اے فرزند تم کہاں تھے؟ اے میری آنکھوں کے نور اگر تم کو نہ پاتا، تو واللہ مکہ میں کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑتا۔ پھر آنحضرت نے بالطف ربانی جو کچھ گزرا تھا بیان فرمایا۔ جناب عبد المطلب یہ شکر بہت مسرور ہوئے اور ابو مسعود کی پاس ناکہ اور ورقہ اور عقیل کو ساتھ ساتھ ناکے عطا فرمائے اور حلیمہؓ کو بلا کر بہت نوازشیں کیں اور حلیمہ کے والد کو ہزار متقال طلا اور دس ہزار متقال نقرہ عطا فرمایا، اور ان کے شوہر کو کافی مال دیا اور فرزند ان حلیمہ کو دو سو ناکے بخشے۔ اور معذرت کی کہ آئندہ اپنے نور دیدہ کو اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ کروں گا۔

مؤلف کتاب انوار روایت کرتے ہیں کہ اہل مکہ میں یہ رواج تھا کہ جب ان کے یہاں کوئی فرزند پیدا ہوتا تھا، سات روز کے بعد دانی کو سپرد کر دیا کرتے تھے۔ جب آنحضرت پیدا ہوئے تو عورتوں نے آرزو کی کہ حضرت کی دایہ بنیں۔ ایک روز جناب آمنہؓ حضرت کو اپنے پیلوں میں لیتے لیٹی ہوئی تھیں کہ ان کو کسی نے ندائی کہ اگر اپنے فرزند کے لیے دایہ چاہتی ہو تو قبیلہ بنی سعد کی خاتون حلیمہؓ کو مقرر کرو وہ اپنی ذویب کی بیٹی ہیں۔ اس کے بعد جو عورت بھی آپ کی دایہ کی حیثیت سے آتی پہلے جناب آمنہؓ اس کا نام پوچھتیں اور حلیمہ کی بجائے دوسرا نام سنکر انکار کر دیتی تھیں۔ چونکہ تمام شہروں میں قحط عظیم رونما تھا سوائے مکہ کے جو آنحضرت کی برکت سے محفوظ و محفوظ تھا اس لیے قبیلہ

بنی سعد کی عورتیں اہل مکہ کے بچوں کی دانیگی کے لئے مکہ آتی تھیں۔ جناب حلیمہؓ بیان کرتی ہیں ہم لوگوں کی یہ حالت تھی کہ دو دو روز کھانے کو نصیب نہ ہوتا تھا اور جنگلوں میں جا کر جانوروں کے کھانے کی گھاس کھایا کرتے تھے۔ ایک رات غنودگی کی حالت میں میں نے دیکھا کہ ایک مرد آیا اور اس نے مجھے ایک نہریں ڈال دیا جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ اور کہا کہ اس میں سے پانی پیو۔ میں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ پھر ہم کو ہمارے مقام پر واپس پہنچا دیا اور کہا مکہ کی طرف جاؤ۔ وہاں ہمارے واسطے روزی کشادہ ملے گی اس فرزند کی برکت سے جو وہاں پیدا ہوا ہے۔ پھر اپنا ہاتھ میرے سینہ پر مارا اور کہا خدا نے ہمارے دودھ میں زیادتی اور تمہارے حسن و جمال میں ترقی عطا فرمائی۔ جب میں بیدار ہوئی اپنے قبیلہ کی طرف گئی۔ لوگوں نے کہا اے حلیمہؓ ہم کو تمہاری حالت پر بہت تعجب ہے اس شخص و جمال تم کو کہاں سے حاصل ہو گیا۔ میں نے ان سے اپنا راز پوشیدہ رکھا۔ پھر دو روز کے بعد تمام قبیلہ والوں کو ایک ہاتف کی آواز سنائی دی کہ اے زنانہ بی سعد خوش ہو کہ تم پر برکتیں نازل ہوئیں اور تکلیفیں زائل ہوئیں اس مولود کو دودھ پلانے کے سبب جو مکہ میں پیدا ہوا ہے خوشحال اس کا جو اس کو دودھ پلانے کے لئے حاصل کرے۔ یہ آواز سن کر تمام اہل قبیلہ مکہ کی سمت روانہ ہوئے۔ ہم لوگ سب سے زیادہ پریشان حال تھے ہمارے تمام مویشی ہلاک ہو چکے تھے کوئی جانور بار برداری کے لئے بھی نہ تھا، لہذا دوسرے لوگ مجھ سے پہلے پہنچ گئے۔ اور جو عورت جناب مکہ کے پاس گئی پہلے انہوں نے اس کا نام دریافت کیا اور وہ نام جو خواب میں معلوم کیا تھا نہ سکر انکار کر دیا۔ جب حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا داخل مکہ ہوئیں خدا نے ان کو ہدایت فرمائی اور سیدھی جناب عبدالمطلبؓ کے پاس پہنچیں جبکہ وہ حضرت کعبہ کے نزدیک کمری پر بیٹھے تھے۔ اور سلام کے بعد عرض کیا کہ میں قبیلہ سعد کی ایک عورت ہوں اور بچوں کو دودھ پلانے کے لئے آئی ہوں۔ اگر آپ کے کوئی فرزند ہو تو مجھے اس کی خدمت کے لئے مقرر کر لیجئے۔ عبدالمطلبؓ نے فرمایا میرے بیٹے کا لڑکا ہے جو تیمم ہے۔ اگر تم پسند کرو میں اس کو تمہیں دے دوں اور تمہارے امور میں تمہاری مدد کروں۔ حلیمہؓ نے کہا میں اپنے شوہر سے مشورہ کر لوں اگر وہ راضی ہوئے تو آپ کے پاس آؤں گی۔ شوہر نے انکو مشورہ دیا کہ اگرچہ فرزند تیمم سے کوئی خاص نفع متصور نہیں ہوتا پھر بھی اس کو لے لو شاید خدا اس کے سبب ہم کو کافی برکت عطا فرمائے کیونکہ اس کا عقد کرم و احسان میں مشہور ہے غرض حلیمہؓ یہ مشورہ کر کے پھر عبدالمطلبؓ کے پاس آئیں۔ وہ ان کو آمنہؓ کے پاس لے گئے۔ آمنہؓ نے ان کا نام پوچھا۔ کہا حلیمہؓ بنت ابی ذویب۔ آمنہؓ نے کہا یہی وہ عورت ہے جس کو آنحضرتؐ کے سپرد کرنے پر مامور ہوئی ہوں۔ اور کہا اے حلیمہؓ تم کو خوشخبری ہو کہ یہ وہ بچہ ہے جس کی برکت سے مکہ میں فراوانی و فارغ البالی حاصل ہوئی ہے اور دوسرے تمام شہر والے ہمارے شہر کی طرف احتیاج رکھتے ہیں۔ پھر انکو حجرہ میں لائیں جہاں آنحضرتؐ تھے حلیمہؓ نے کہا کیا دن میں آپ نے چراغ روشن کر رکھا ہے؟ آمنہؓ نے کہا نہیں خدا کی قسم جس روز سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے اس وقت تک رات میں بھی اس کے پاس میں نے چراغ نہیں جلایا کیونکہ اس کے نورِ جمال نے

چراغ سے بے نیاز کر دیا ہے۔ جب حلیمہؓ کی نگاہ آنحضرتؐ پر پڑی ایک آفتاب کو دیکھا کہ سفید کپڑوں میں ملبوس ہے اور ان کے جسم سے مشک و عنبر کی خوشبو آرہی ہے۔ پس حلیمہؓ کے دل میں آنحضرتؐ کی محبت جاگزیں ہوئی اور اس نعمت کے حاصل ہونے کے سبب شاد و مسرور ہوئیں۔ جب آنحضرتؐ کو ان کی گود میں دیا اور حضرتؐ نے حلیمہؓ کو دیکھا بہت خوش ہوئے اور مسکراتے تو آپؐ کے دہن اقدس سے ایک نورِ ساطع ہوا جس سے تمام مکان روشن ہو گیا۔ حضرتؐ نے ان کے داہنے یستاق سے دودھ نوش فرمایا، بائیں طرف فرزند حلیمہؓ کی رعایت کے سبب توبہ نہ کی غرض حلیمہؓ نے حضرتؐ کو لیا اور خوش خوش روانہ ہوئیں۔ عبدالمطلبؓ نے فرمایا ذرا ٹھہرو میں تمہیں زاد سفر تو دے دوں۔ حلیمہؓ نے کہا یہ مبارک بچہ ہی میرے لئے کافی ہے اور تمام دنیا کے خزانوں سے بہتر ہے۔ لیکن عبدالمطلبؓ اور آمنہؓ نے روپیہ کپڑے اور کچھ کھانے کی چیزیں دیں جنکو دیکھ کر دوسروں کو حسد ہوا۔ پھر جناب آمنہؓ نے آنحضرتؐ کو گود میں لیا اور پیار کیا اور آپؐ کی مفارقت پر اشدکار ہوئیں۔ پھر حلیمہؓ کے سپرد کر دیا اور فرمایا اے حلیمہؓ میرے نورِ چشم کی پوری پوری حفاظت کرنا۔ حلیمہؓ کہتی ہیں کہ جب میں آنحضرتؐ کو لے کر چلی تو راستہ میں ہر سنگریزہ پتھر اور درخت جس کی طرف سے میرا گذر ہوتا تھا سب مجھ کو مبارکباد دیتے تھے۔ جب میرے شوہر نے ان کو دیکھا ان کے نورِ پیشانی سے متعجب ہوئے اور کہا اے حلیمہؓ خدا نے ہم کو اس فرزند کے سبب تمام اہل قبیلہ پر ترجیح عطا فرمائی۔ اس میں شک نہیں کہ یہ بادشاہوں کی اولاد سے ہے۔ غرض جب ہم اپنے قبیلہ کی طرف واپس چلے راستہ میں چالیس عیسائی راہبوں سے ملاقات ہوئی ان میں سے ایک پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بیان کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ وہ ظاہر ہو چکے ہیں یا عنقریب ظاہر ہونے والے ہیں۔ ناگاہ اہلیس لعین انسانی شکل میں ظاہر ہو کر ان کے پاس آیا اور بولا کہ جس کے اوصاف تم بیان کرتے ہو اس کو یہ عورت لئے جا رہی ہے جو ابھی ابھی تمہارے پاس سے گزری ہے۔ یہ سنئے، یہ وہ لوگ میری طرف دوڑے اور اس نور کا مشاہدہ کیا جو آنحضرتؐ کی جبین اقدس سے ظاہر ہو رہا تھا۔ شیطان جلایا کہ اس کو مار ڈالو قبل اس کے کہ تم پر مسلط ہو۔ وہ سب تلواریں کھینچے ہوئے میرے سامنے آگئے۔ اس وقت آنحضرتؐ نے اپنا سر آسمان کی جانب بلند کیا۔ ناگاہ میں نے ایک ہیب آواز رعد کے مانند سنی اور ایک آگ کو دیکھا جو آسمان سے نازل ہو کر آنحضرتؐ اور ان سب کے درمیان حائل ہو گئی اور وہ سب جل کر راکھ ہو گئے۔ پھر ایک آواز آئی کہ کاہن اپنی کوششوں میں ناکام اور ذلیل ہوئے جب حضرتؐ کو لے کر میں قبیلہ بنی سعد میں آئی وہاں کے صحرا سبز و ثواب ہو گئے۔ درخت میوہوں سے بھر گئے اور قحط زائل ہو گیا اور آنحضرتؐ کی برکت ظاہر ہوئی۔ ان میں جو بیمار ہوتا حضرتؐ کے پاس اس کو لاتے اور وہ شفا یاب ہو جاتا۔ حضرتؐ سے روزانہ ان میں معجزات ظاہر ہوتے رہتے تھے۔ اور وہ لوگ کہا کرتے تھے اے حلیمہؓ تمہارے اس بچے کے سبب خدا نے ہم کو سعادت مند بنا دیا۔ حلیمہؓ کہتی ہیں کہ میں ہمیشہ آنحضرتؐ سے



دودھ پیتے وقت سنا کرتی تھی کہ فرماتے تھے کہ ہر طرح کی تعریف اُسی خدا کے لئے زیبا ہے جس نے مجھے اُس درخت سے قرار دیا جس سے اپنے پیغمبروں کو ظاہر فرمایا ہے۔ حضرت ایک روز میں اس قدر بڑھتے تھے جتنا دوسرے بچے ایک مہینہ میں بڑے ہوتے اور ایک مہینہ میں اتنا بڑے ہوتے جس قدر دوسرے ایک سال میں بڑے ہوتے۔ جب ہم اپنے لیے کھانا لاتے تو حضرت کا ہاتھ اس سے مس کر دیتے پھر اُس میں ایسی برکت ہوتی کہ ہم سب سیر ہو جاتے اور وہ کھانا اتنا ہی باقی رہتا۔

جب حضرت سات برس کے ہوئے ایک روز حلیمہؓ سے فرمایا کہ مادر گرامی میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان آپ انصاف نہیں کرتی ہیں۔ مجھ کو تو سایہ میں رکھتی ہیں اور وہ دن بھر صوب میں گوسفندیں چراتے رہتے تھے اور میں اُن گوسفندوں کا دودھ پیا کرتا ہوں لیکن زحمت تکلیف میں بھائیوں کا ساتھ نہیں دیتا۔ حلیمہؓ نے کہا اے فرزند تمہارے حاسدوں سے مجھے خوف ہے کہ کہیں تم کو کوئی آزار نہ پہنچائیں پھر تمہارے جد کو کیا جواب دوں گی۔ حضرت نے فرمایا آپ میرے متعلق کچھ خوف نہ کیجیے کیونکہ میرا پروردگار میرا محافظ ہے۔ دوسرے روز صبح کو بہت اصرار کیا اور اپنے بھائیوں کے ساتھ صحرا کی جانب روانہ ہو گئے۔ رات کو مثل بدر کے صحرا کی آفت سے طالع ہوتے۔ حلیمہؓ استقبال کو دوڑیں اور ان کو گود میں لے کر کہا اے فرزند تمام دن تمہاری طرف سے مجھے اندیشہ تھا۔ حلیمہؓ کہتی ہیں کہ ایک گوسفند کو میرے فرزند صفر نے مار دیا تھا جس سے اس کا پر لوٹ گیا تھا میں نے دیکھا کہ وہ گوسفند آنحضرتؐ کے پاس آئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اپنے درد کی شکایت کر رہی ہے۔ آنحضرتؐ نے اپنا دست مبارک اُس کے پر پر ملا اور چند کلمے اپنی زبان معجز بیان پر جاری کیے پس اُس کا پاؤں درست ہو گیا اور وہ اپنے گلہ میں چلی آئی۔ تمام جانور آنحضرتؐ کے مطیع تھے جب آپ چلنے کو کہتے تو چلنے لگتے اور جب رُک جانے کو فرماتے وہ سب رُک جاتے تھے ایک روز ان کے بھائی گوسفندوں کو چراتے ہوئے ایسے جنگل میں پہنچے جس میں شیر اور دوسرے رندے بہت تھے۔ ناگاہ ایک شیر ایک گوسفند پر بھیڑا۔ آنحضرتؐ آگے بڑھے اور شیر سے کچھ فرمایا اس نے سر جھکا لیا اور بھاگ گیا۔ ان کے بھائی دُڑے اور آنحضرتؐ کی طرف دوڑے اور بولے کہ ہم کو تو تمہارے لیے شیر کا خوف ہوا اور تم کو اس کی پرواہ ہی نہیں شاید اُس سے کچھ باتیں کر رہے تھے۔ فرمایا ہاں میں نے اُس سے کہہ دیا کہ اس جنگل کے قریب بھی آئندہ مت جانا۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں گوسفندیں چریں۔

ایک رات حلیمہؓ نے ایک ہولناک خواب دیکھا اور اپنے شوہر سے کہا کہ چلو مجھ کو ان کے جد کے پاس پہنچا دیں ہم کو اندیشہ ہے کہ کوئی تکلیف ان کو نہ پہنچے اور ان کے جد سے ہم کو مرشدی ہو میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ وہ صحرا میں گئے ہیں ناگاہ دو مرد قوی ظاہر ہوئے جو ریشمی لباس پہنے ہوئے تھے دونوں آنحضرتؐ کی طرف بڑھے ایک کے ہاتھ میں حجر تھا جس نے

حلیمہؓ کے گوسفندوں پر شیر کا حملہ اور حضرت کا ایک گوسفند کا مارا جانا۔

ان کے سینے کو چاک کیا۔ میں خوفزدہ خواب سے بیدار ہوئی۔ حلیمہؓ کے شوہر نے کہا جو کچھ تم کہتی ہو ایسا ہونا محال ہے اس لئے کہ خدا اُن کا محافظ ہے اور لوگوں نے ان کی نسبت بڑی بڑی باتیں بیان کی ہیں، اور اُمید ہے کہ وہ سب ظاہر ہوں گی؛ اور جو مجھ سے ہم نے اُن سے مشاہدہ کیے ہیں وہ سب اُن خبروں کی تصدیق کرتے ہیں۔ صبح کو ہر چند حلیمہؓ نے چاہا کہ آنحضرتؐ کو کسی جیلہ سے اپنے پاس روک لیں وہ صحرا میں نہ جائیں مگر وہ راضی نہ ہوئے اور حسب معمول اپنے بھائیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آدھا دن گزرا تھا کہ حلیمہؓ کے لڑکے روتے پیٹتے اپنے قبیلہ کی طرف آتے حلیمہؓ نے جب ان کی آواز سنی اپنے گھر سے نکلیں خاک سر پر ڈالتی ہوئی اپنے بالوں کو نوچتی ہوئی ان کے پاس آئیں اور پوچھا کہ تم کو کیا ہوا اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کہاں چھوڑا؟ وہ بولے ہم جس وقت صحرا میں پہنچے ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھے ناگاہ دو قوی الجشہ مرد آتے جن کے ایسے ہم نے کبھی نہ دیکھے تھے۔ اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے ساتھ پہاڑ کی ایک چوٹی پر لے گئے ایک نے اُن کو لٹایا اور دوسرے نے چھری لے کر ان کا پیٹ چاک کیا اور دل اور آنتیں سب نکالیں یہ دیکھتے ہی ہم تمہارے پاس بھاگے ہوئے آئے ہیں۔ یہ سنتے ہی حلیمہؓ نے اپنے منہ پر طلائے مارے اور کہا یہ میرے خواب کی تعبیر اور والدہ و دامخدا چلاتی ہوئی صحرا کی جانب دوڑیں۔ اُن کے شوہر اپنے قبیلہ والوں کے ساتھ حویلی اور ہتھیار لے کے اُن کے ہمراہ روانہ ہوئے جب اُس مقام پر پہنچے دیکھا کہ آنحضرتؐ بیٹھے ہیں اور سب گوسفندیں اُن کے گرد جمع ہیں۔ حلیمہؓ نے ان کو گود میں لیا پیار کیا اور پیٹ کھول کر دیکھا تو کوئی اثر ظاہر نہ پایا اور نہ اُن کے کپڑوں میں خون کا کوئی نشان تھا۔ اپنے فرزندوں سے بولیں کہ کیوں مجھ پر جھوٹ باندھتے ہو۔ حضرت نے فرمایا اے مادر ہر بان انکو ملامت مت کرو جو کچھ انہوں نے میرے بارے میں بیان کیا سچ تھا۔ ان دونوں شخصوں نے مجھے لٹایا اور میرا شک چاک کیا بغیر اس کے کہ مجھے کچھ تکلیف ہو اور میرے دل کو پیرا اس میں سے ایک سیاہ نقطہ نکال کر پھینک دیا اور کہا کہ اب شیطان کا آپ کے دل پر کوئی قابو نہ چلے گا۔ پھر میرے دل کو آبِ بہشت سے دھویا اور اس کو اپنی جگہ پر رکھا۔ پھر ایک مہر نکالی جس سے نور ماطع تھا اور میری پشت پر لگائی اور کہا اے محمدؐ اگر آپ کو معلوم ہو کہ کس قدر پیش خدا آپ کی قدر و منزلت ہے تو بیشک آپ کی آنکھیں روشن و شاد رہیں گی۔ پھر مجھے تمام مخلوق کے مقابلہ میں وزن کیا اور میں سب سے وزنی بھڑا۔ پھر وہ دونوں آسمان پر چلے گئے اور میں پہاڑ سے نیچے اُتر آیا۔ دوسری روایت کے مطابق حضرت نے فرمایا کہ جب حلیمہؓ فریاد کرتی ہوئی دکھائی دیں ملائکہ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حلیمہؓ کہہ رہی تھیں و اضعیفاہ اے فرزند تجھ کو تیرے ساتھیوں میں کمزور یا کمزور مار ڈالا۔ اُس وقت فرشتوں نے مجھے گود میں لیا، پیار کیا، اور کہا کیا کہنا ہے آپ کے ایسے کمزور کا۔ پھر حلیمہؓ نے کہا واد جدہ (مائے تنہائی) پھر فرشتوں نے مجھے گود میں لے کر پیار کیا اور کہا کیا کہنا ہے آپ کے ایسے تنہا کا؟ آپ تنہا نہیں ہیں۔ آپ کے ساتھ خدا، فرشتے اور تمام مومنین ہیں۔ پھر جب حلیمہؓ نے والدین کا ذکر کیا

جانب حلیمہؓ کا خواب میں آنحضرتؐ کو دو شخصوں کا مل جل چاک لٹا کر ان کو فرزند دیکھنا اور ان کو اپنے منہ پر طلائے مارے



فرشتوں نے مجھے بوسہ دیا اور کہا کیا کہنا ہے آپ کے ایسے یتیم کا جس سے زیادہ کوئی خدا کے نزدیک بلند مرتبہ نہیں اور خدا نے آپ کے لیے بے انتہا بھلائیاں مہیا کر رکھی ہیں۔ جب حلیمہ میرے نزدیک پہنچیں اور مجھ کو اپنی گود میں لیا اُس وقت میرا ہاتھ فرشتوں کے ہاتھ میں تھا لیکن حلیمہ ان کو نہیں دیکھتی تھیں۔ مؤلف کتاب انوار کہتے ہیں کہ حلیمہ نے جب یہ واقعہ سنا تو ان کو وقوع حادث کا خوف ہوا آنحضرت کو لے کر مکہ کی جانب چلیں کہ ان کے جد کے سپرد کر دیں راستہ میں عرب کے ایک قبیلہ کی طرف سے گزریں جہاں میں ایک بوڑھا کاہن بھی تھا جس کی پلکیں آنکھوں پر بٹھی ہوئی تھیں لوگ اس کے گرد جمع تھے۔ حلیمہ جب اُس کے قریب سے گزریں وہ کاہن مدہوش ہو گیا ہوش آیا، تو بولا وائے ہو تم پر اس عورت کو پکڑو جو اذیت پر سوار جا رہی ہے اور اُس سے اُس لڑکے کو چھین کر مار ڈالو قبل اس کے کہ وہ تمہارے شہروں کو برباد و ویران کرے۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ یہ سننے ہی لوگ تلواریں کھینچنے ہوئے میری طرف دوڑے۔ جب میرے پاس پہنچے ایک سخت دھڑکنے لگی، جس نے اُن سب کو زمین پر بٹک دیا اور میں بچ کر نکل آئی اور مجھے پورا وہ نہ ہوئی یہاں تک کہ مکہ میں پہنچ گئی اور آنحضرت کو ایک جماعت کے پاس چھوڑ کر ایک کام کو چلی گئی۔ جب واپس آئی تو حضرت کو نہ پایا۔ ان لوگوں سے دریافت کیا انہوں نے کہا ہم نے اس کو نہیں دیکھا۔ حلیمہ نے طے کیا کہ اگر مجھے حضرت نہ ملے تو خدا کی قسم اسی پہاڑ سے اپنے تئیں گرا دوں گی۔ پھر اپنا گریبان جاک کر ڈالا اور ردی بیتی ہر طرف دوڑنے لگیں۔ ناگاہ ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں عصا تھا۔ اُس نے میرے اضطراب و بیقراری کا سبب پوچھا، میں نے پورا حال بیان کیا۔ اُس نے کہا گھبراؤ نہیں میں تم کو اس کے پاس پہنچاتے دیتا ہوں جو تم کو اُس کا پتہ بتا دے گا۔ غرض وہ مجھے ایک بُت کے پاس لے گیا جس کو پہل کہتے تھے۔ اور اُس سے کہا اے مہل محمد کہاں گئے ہیں؟ جب اُس نے حضرت کا نام سُنا مُنہ کے بل گر پڑا۔ یہ دیکھ کر وہ مدد دڑا اور بھاگ گیا۔ آخر میں عبدالمطلب کے پاس گئی اور حال بیان کیا۔ عبدالمطلب نے اہل مکہ کو بلا کر ہر طرف حضرت کی تلاش میں روانہ کیا اور خود کعبہ کے پردوں سے لپٹ کر بارگاہ ایزدی میں تضرع و زاری شروع کی اسی اثنا میں ایک آواز سُنانی دی کہ اے عبدالمطلب اپنے فرزند کے بارے میں خوف نہ کرو اس کو فلاں وادی میں کیلے کے درخت کے قریب دیکھو۔ وہ اس طرف دوڑے وہاں دیکھا کہ حضرت اس درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ عبدالمطلب نے ان کو گود میں لیا، پیار کیا اور کہا اے فرزند تجھ کو یہاں کون لایا؟ فرمایا کہ ایک طاہر سفید۔ میں جھوکا بھی تھا اور پیاسا بھی۔ میں نے اس درخت کا پھل کھایا اور اس چشمرہ کا پانی پیا اور وہ طاہر جبریل تھے۔

عبدالمطلب نے اس کے بعد سے حضرت کو اپنے ساتھ رکھا اور حضرت کی خدمت و حفاظت کرتے رہے۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت کی آنکھیں آشوب کر آئیں۔ عبدالمطلب آپ کو ایک طبیب کے پاس لے گئے جو جھن میں رہتا تھا۔ میں نے حضرت کے چہرے سے چادر ہٹائی تو حضرت کی تعظیم

جانب پر حضرت کا آنحضرت کو لے کر کی طرف چلا اور اس میں حضرت کا ہونا اور عبدالمطلب کو آگاہ کرنا

کے لیے جھکا اور پوری عمارت کو لرزہ ہوا۔ اُس طبیب راہب نے جو یہ حال دیکھا، حضرت کی پیغمبری کی شہادت دی اور اقرار کیا اور کہا اس کی آنکھیں میرے علاج کی محتاج نہیں ہیں۔ اس کی برکت سے نایب آنکھوں والے ہو جائیں گے۔ اسے شیخ جان لو کہ یہ بزرگ عرب اور اولین و آخرین مزار اور شفیع روزِ جزا ہے۔ ملائکہ مقربین اس کی مدد کریں گے اور خدا اس کو کافروں سے جہاد و قتال کا حکم دے گا۔ وہ خدا کی مدد سے ہمیشہ مظفر و منصور ہوگا اور سب سے زیادہ دشمن خود اس کی قوم کے لوگ ہوں گے۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو اس کی نصرت کروں گا۔

جب عبدالمطلب کی وفات کا وقت آیا آپ نے حضرت ابوطالب سے آنحضرت کے بارے میں وصیت کی اور ان کی حفاظت و دلجوئی و اکرام کے لیے بہت تاکید فرمائی اور برحمت الہی واصل ہوئے۔ حضرت ابوطالب اور جناب فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہما اپنی اولاد پر حضرت کو ترجیح دیا کرتے تھے اور جو حق خدمت تھا بجالاتے تھے لہ

بعض کتابوں میں حلیمہ سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ پہلی مرتبہ جب آنحضرت کو میری گود میں دیا اور میں نے چاہا کہ حضرت کو دودھ پلاؤں حضرت نے اپنی آنکھیں کھولیں کہ مجھے دیکھیں آپ کی آنکھوں سے ایک نور ساطع ہوا جس سے تمام گھر روشن ہو گیا۔ آپ کے حیرت انگیز حالات میں سے یہ بھی ہے کہ میرا بچہ حضرت کا احترام کرتا تھا۔ جب تک حضرت دودھ نہیں پی لیتے تھے وہ بھی دودھ سے مُنہ نہیں لگاتا تھا۔ راتوں کو جب بیدار ہوتی تو آنحضرت کے جسم سے نور ساطع دیکھتی جس سے آسمان تک روشنی ہوتی اور ایک شخص کو دیکھتی جو سبز لباس پہنتے ہوئے آنحضرت کے سر کے پاس بیٹھا ہوتا، اور حضرت کو پیار کرتا اور شفقت سے پیش آتا۔ جب میں اپنے شوہر سے بیان کرتی تو وہ کہتے کہ ان کے حیرت انگیز حالات پوشیدہ رکھو جب سے وہ پیدا ہوئے ہیں تمام راہب اور کاہن بیقرار اور متعجب ہیں اور ان کے لیے خواب و خور حرام ہے حلیمہ کہتی ہیں کہ جب میں ان کو مکہ سے لے کر چلی جس شے کے پاس سے گزرتی وہ مجھ کو خوشخبری دیتی اور جس زمین پر سے گزرتی وہ سبز و شاداب ہو جاتی اور درخت پھلوں سے بھر جاتے۔ میں نے آپ کے جسم اور لباس کو کبھی جس نہ دیکھا گویا کہ ان کو کوئی دوسرا صاف ستھرا رکھا کرتا ہے جب کبھی میں چاہتی کہ ان کا لباس اتار دوں وہ رونے لگتے اور نہیں چاہتے تھے کہ ان کی شرمگاہیں ظاہر ہوں۔ راتوں کو میں حضرت کو ذکرِ خدا کرتے ہوئے سنا کرتی، فرمایا کرتے تھے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ قَدْ دَسَّائِدُ سَا

لہ مؤلف فرماتے ہیں کہ آنحضرت کے شکم کے حاک کیے جانے سے بعض علماء نے انکار کیا ہے اگرچہ احادیث معتبرہ شیعہ میں صریحاً وارد نہیں ہوا لیکن اس کی نفی بھی نظر سے نہیں گزری۔ اور بعض حدیثیں جلد اول میں بیان ہو چکی ہیں جو اس قصہ کی حقیقت پر دلالت کرتی ہیں۔ لہذا نہ اس پر اعتماد ہی کرنا چاہیئے، نہ انکا ہی مناسب ہے بلکہ احتمال کی حالت میں چھوڑ دینا چاہیئے۔





دیکھنا پسند کرتا ہے نہ ان کا نام سُنتا چاہتا ہے۔ قریش نے کہا اس کو فہمائش کرو اور بتوں کی تعظیم کی عادت ڈالو۔ ابوطالب نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اس لئے کہ شام کے تمام راہبوں سے میں نے سُنا ہے کہ بتوں کی بربادی اسی بچہ کے ہاتھ سے ہوگی۔ قریش نے پوچھا کیا تم نے بھی اس سے کوئی خاص بات مشاہدہ کی جس سے ان کی باتوں کی تصدیق ہوتی ہو؟ فرمایا ہاں شام کے راستہ میں ایک خشک درخت کے نیچے ہم لوگ ٹھہرے تھے وہ اُسی وقت اس کے اعجاز سے شاداب ہو گیا۔ اور اُس میں پھل لگ گئے۔ جب ہم لوگ وہاں سے روانہ ہوئے تو اُس درخت نے اپنے تمام پھل اُس پر نثار کر دیئے۔ اور حکم خدا گویا ہوا کہ اے شجرہ طیبہ نبوت اور درخت عظیم سالت اپنے دستہائے مبارک کو مجھ پر پھیرتے جاؤ تاکہ قیامت تک ہر سبز و شاداب رہوں۔ یہ سُن کر محمدؐ نے اپنا ہاتھ اس پر پھیرا تو سبزی و شادابی میں اضافہ ہو گیا۔ پھر واپسی میں جب ہم لوگ اُس درخت کے پاس آئے تو دیکھا کہ ہر طرح کے پرندے جو دُنیا میں ہیں اُس درخت کی شاخوں پر اپنے اپنے گھونسلے بنائے ہوئے ہیں اور ہر طائر کی تعداد کے مطابق اُس میں شاخیں پیدا ہو گئی ہیں۔ اور اس قدر لمبا اور قد آور ہے کہ اس کے ایسا کوئی درخت کبھی نظر سے نہیں گزرا۔ اور تمام طیور نے حضرت کے سر پر اپنے پرول سے سایہ کر لیا اور گویا ہوتے کہ ہم کو آپ کے دست مبارک کی برکت سے اس درخت پر اپنے پناہ کی جگہ میسر آئی ہے۔

بعض معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ آنحضرتؐ کے بچپن میں ایک مرتبہ مکہ میں قحط پڑا اور کئی سال تک بارش نہیں ہوئی۔ آخر رفیقہ دختر صیفی نے خواب میں دیکھا کہ ایک ہاتف کہہ رہا ہے کہ اے گروہ قریش ایک پیغمبر تم میں مبعوث ہوگا وہ پیدا ہو چکا ہے جس کی برکت و رحمت سے فراوانی تم کو حاصل ہے عبدالمطلب کو بلاؤ وہ اپنے فرزند زادہ کو شفیع قرار دیں وہ دعا کریں تو خدا تم پر بارش کرے گا۔ غرض عبدالمطلب حضرت کو اپنے کا ندھے پر سوار کر کے کوہ ابوقیس پر تشریف لے گئے۔ اباقریش آپ کے گرد جمع ہوئے حضرت نے بارش کی دعا کی اُسی وقت آنحضرتؐ کی برکت سے بارش شروع ہوئی یہاں تک کہ سیلاب مکہ کی پہاڑیوں سے جاری ہوا۔

ابن ابیویہ رحمہ اللہ نے اپنی سند سے حضرت ابوطالب سے روایت کی ہے کہ حضرت اٹھ سال کے تھے کہ میں نے شام کی جانب تجارت کے لئے جانے کا ارادہ کیا اُس وقت ہوا بہت گرم تھی۔ جب میں نے سفر کا قصد کیا میرے عزیزوں نے کہا کہ محمدؐ کو کس کے پاس چھوڑو گے میں نے کہا اپنے ساتھ لے چلوں گا کیونکہ مجھے کسی کا اعتبار نہیں جس کے سپرد کروں۔ وہ بولے کہ اس گرم موسم میں اس پر درودِ حرم و بطحی کو سفر میں لے چلنا مناسب نہیں ہے۔ میں نے کہا واللہ میں اس کو چلدا نہیں کر سکتا۔ میں اُس کے لئے ایک محل تیار کروں گا غرض میں نے حضرت کو اونٹ پر بٹھایا اور ان کو اونٹ کو ہر وقت اپنے سامنے رکھتا تھا تاکہ وہ میری نگاہوں سے اوجھل نہ ہوں جب نہو پ تیز ہوتی تو ایک ابر سفید برف کے مانند آتا اور حضرت کو سلام کر کے آپ کے سر پر سایہ فگن ہوتا۔ وہ جہاں جہاں

جناب ابوطالب کا حضرت کو شفیع قرار دیکر بارش کی دعا کرنا اور بارش ہونا۔

جاتے وہ ابر آپ کے ساتھ رہتا اور اکثر عمدہ پھل اُس سے گرتے۔ ایک روز اتنا بے راہ میں پانی کی قلت ہو گئی۔ ہمارے قافلہ والے ایک مشک پانی کی ایک اشرفی کے عوض خرید لیا کرتے۔ لیکن ہمارے پاس آنحضرتؐ کی برکت سے پانی بہت کافی تھا اور کسی وقت کم نہ ہوا۔ ہم جس منزل پر ٹھہرتے آپ کی برکت سے حوض بھر جاتے اور وہاں کی زمین سبز سے پُر ہوجاتی اور ہر وقت ہم پر فراوانی اور فراخی حاصل تھی راستہ میں جو اونٹ ٹھک کر بیٹھ جاتا حضرت اپنا دست مبارک اُس پر پھیر دیتے وہ پھر چلنے لگتا۔ جب ہم شہر بصرہ کے نزدیک پہنچے ایک راہب کا صومعہ نظر آیا ناگاہ ہم نے دیکھا وہ صومعہ حضرت کے استقبال کے لئے کھڑے کی مانند تیز رواں ہوا اور ہمارے قریب پہنچ کر ٹھہر گیا۔ اُس میں ایک نضری راہب تھا جس کو بھیرا کہتے تھے جو کبھی شک و شبہ کرنے والوں سے آشتی نہ تھا اور نہ کسی سے گفتگو کرتا تھا جو قافلہ بھی اُس کی طرف سے گزرتا وہ کسی کا حال دریافت نہ کرتا جب اُس نے صومعہ کو حرکت میں کیا اور قافلہ پر نگاہ پڑی تو حضرت کو پہچانا اور کہا جو کچھ میں نے پڑھا اور سُنا ہے اگر سچ ہے تو وہ آپ ہی ہیں آپ کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ پھر ہم لوگ ایک بڑے درخت کے نیچے ٹھہرے جو اس کے صومعہ کے نزدیک تھا۔ اُس درخت کی شاخیں خشک ہو چکی تھیں اُس میں پھل نہیں ملے تھے۔

بہشتہ قافلے اُسی درخت کے نیچے ٹھہرا کرتے تھے۔ جب آنحضرتؐ اُس درخت کے نیچے رونق افروز ہوئے وہ درخت لہلہا اٹھا اُس میں بہت سی شاخیں پیدا ہو کر آنحضرتؐ کے سر پر سایہ فگن ہو گئیں اور تین قسم کے پھل اُس میں لگ گئے دو گرمیوں کے موسم کے اور ایک جاڑے کی فصل کا۔ اہل قافلہ یہ حال دیکھ کر متعجب ہوئے بھیرا کو بھی حیرت ہوئی۔ اُس نے اپنے ساتھ اتنا کھانا لیا جو صرف آنحضرتؐ کے لئے کافی تھا اور اپنے صومعہ سے باہر آیا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بولا کہ اس بچہ کا مشکل کون ہے حضرت ابوطالب کہتے ہیں میں نے کہا میں ان کی خدمت میں رہتا ہوں۔ پوچھا آپ اس سے کیا رشتہ ہے؟ میں نے کہا میں اس کا چچا ہوں۔ اُس نے کہا اس کے لئے بہت سے چچا ہیں تم اس کے کون سے چچا ہو میں نے کہا وہ میرے حقیقی بھائی کا لڑکا ہے۔ پھر تو وہ بول اٹھا کہ میں کو ابی دیتا ہوں کہ یہ لڑکا وہی ہے جس کو میں جانتا ہوں۔ اگر وہی نہ ہوتا تو میں بھیرا نہیں۔ پھر بولا کہ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں یہ کھانا ان کے لئے جاؤں میں نے کہا ہاں لے چلو اور میں نے آنحضرتؐ سے حاکم کہا کہ ایک شخص آیا ہے اور تمہاری ضیافت کے لئے کھانا لایا ہے کھالو۔ فرمایا کیا تمہاریجے لئے کھانا لایا ہے، میرے ہمراہی نہ کھائیں گے؟ بھیرا نے کہا حضور! اس سے زیادہ میرے پاس نہ تھا۔ فرمایا کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں سب کو اس میں شریک کر لوں؟ اس نے کہا ہاں ہاں اُس وقت آنحضرتؐ نے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا بسم اللہ کھاؤ۔ ابوطالب کہتے ہیں کہ ہم ایک سو شتر آدمی تھے اور سب نے مل کر وہ کھانا کھایا اور میرے ہو گئے، پھر بھی وہ اتنا ہی باقی رہا۔ بھیرا آنحضرتؐ کی خدمت میں کھڑا پنکھا بھل رہا تھا اور حیرت میں غرق تھا رہ رہ کے جھکتا اور حضرت کا سر اقدس چوم لیتا تھا۔ اور کہتا تھا جی پُروردگار! یہ وہی ہے۔ لوگ نہیں سمجھتے تھے کہ وہ کیا کہتا ہے۔ آخر قافلے میں سے ایک

مخبر الاسباب نے حضرت کو



شخص نے کہا اے راہب تیری باتیں عجیب ہیں ہم اکثر تیرے صومعہ کی طرف سے گزرتے ہیں تو کبھی ہماری طرف متوجہ نہ ہوتا۔ پھر اچانک کہا ہاں لیکن اس مرتبہ میرا حال عجیب ہے۔ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو۔ اور وہ چند انور جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ یہ لڑکا جو اس درخت کے نیچے بیٹھا ہے اگر تم اس کو پہچان لیتے جس طرح میں پہچانتا ہوں تو بے شبہ اپنی گردنوں پر سوار کر کے شہر میں پھراتے۔ خدا کی قسم اس مرتبہ جو کچھ تمہارا اکرام کہ رہا ہوں تو صرف اسی لڑکے کی وجہ سے۔ جب وہ میرے صومعہ کے قریب آیا تو میں نے اس کے آگے ایک نور دیکھا جو زمین سے آسمان تک ساطع تھا اور کچھ فروں کو دیکھا جو یا قوت و زبرد کے پتھکے ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے۔ اور ایک دوسری عبادت طرح طرح کے میوے لیتے ہوئے اُس پر نثار کر رہی تھی اور یہ ابرائیم کے سر پر سایہ کیے ہوئے رہتا ہے کبھی جدا نہیں ہوتا۔ میرا عبادت خانہ اُس کے استقبال کے لیے تیز رفتار گھوڑے کی طرح دوڑا۔ یہ درخت مذلوں سے خشک تھا، اس میں شاخیں بہت کم تھیں، اس کے اعجاز سے شاداب ہو گیا اور حرکت میں آیا۔ دوسری اور شاخیں نکل آئیں اور تین طرح کے پھل اُس میں پیدا ہو گئے۔ اور یہ تمام حوض اُس زمانہ سے خشک ہو گئے تھے جب سے بنی اسرائیل کے حواریوں کے بعد ان میں اختلاف و فساد پیدا ہوا۔ ہم نے کتاب شمعون میں پڑھا ہے کہ شمعون نے اُن پر لعنت کی تھی اور فرمایا تھا کہ جب تم دیکھو کہ ان حوضوں میں پانی نکل آیا ہے تو سمجھ لینا کہ اُس پیغمبر کی برکت کے سبب سے ہے جو شہر تھام میں ظاہر ہوگا اور مدینہ کی جانب ہجرت کرے گا۔ اس کی قوم میں اس کا نام امین اور آسمان میں احمد ہوگا۔ وہ نسل اسحاق، ابن ابراہیم سے ہوگا، خدا کی قسم یہ دی ہے۔ پھر پھر انحضرت کی طرف متوجہ ہوا اور کہا میں آپ سے تین خصلتوں کے بارے میں دریافت کرتا ہوں اور لات و عزی کی قسم دیتا ہوں کہ جواب دیجئے۔ حضرت نے لات و عزی کا نام سنا تو غضبناک ہوئے اور فرمایا ان کے واسطے کچھ نہ پوچھنا۔ خدا کی قسم کسی چیز کو ان دونوں سے زیادہ دشمن نہیں رکھتا ہوں۔ یہ دونوں بُت پتھر کے ہیں اور میری قوم ان کو اپنی حماقت سے پوجتی ہے۔ یہ سنکر نبیؐ نے کہا یہ پہلی علامت ہے پھر کہا اچھا آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ بتائیے۔ حضرت نے فرمایا ہاں اب جو پوچھنا چاہو پوچھو اس لیے کہ تم نے مجھے اُس خدا کی قسم دی ہے جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے جس کا کوئی مثل نہیں۔ پھر اُن نے کہا آپ کی خواب و بیداری کا حال معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ پھر آپ کے اکثر حالات دریافت کیے آپ نے سب کے جوابات دیئے۔ اُس نے تمام جوابات داور کتابوں میں لکھے ہوئے مضمون سے مطابق پائے جو پڑھ چکا تھا۔ پھر پھر انحضرت کے قدموں پر گر پڑا۔ تو دونوں کو چومنا اور کہتا کس قدر خوشگوار ہے آپ کی خوشبو اے وہ کہ تمام پیغمبروں سے آپ کی پیروی بہتر ہے اور دنیا میں جو کچھ روشنی ہے آپ کے سبب سے ہے۔ مسجدیں آپ کے نام سے آباد ہوئی گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ لشکر کشی کر رہے ہیں، عربی گھوڑوں پر سوار ہیں، اور عرب و عجم بجا کر آپ کے پیچھے فرما رہے ہیں۔ اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ لات و عزی کو آپ نے توڑ ڈالا ہے اور خانہ کعبہ کو اپنے

قبضہ میں لے لیا ہے اور اُس کی کچی جس کو چلبہتے ہیں دیتے ہیں۔ اور کتنے عرب و عجم کے بہادروں اور سواروں کو ہلاک کر دیا ہے۔ جنت و دوزخ کی کنجیاں آپ کے پاس ہیں اور کا مدہ عظیم آپ کے ساتھ ہے۔ آپ ہی ہیں جو بتوں کو توڑیں گے، آپ ہی وہ ہیں کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تمام بادشاہان عالم ذلت و خواری کے ساتھ آپ کے دین میں داخل ہوں گے۔ پھر دوبارہ آپ کے دست و پائے اقدس کو بوسہ دیا اور کہا اگر میں آپ کے زمانہ تک زندہ رہا۔ تو آپ کے سامنے آپ کے دشمنوں سے تشیخ زنی کروں گا اور جہاد کروں گا۔ آپ ہی بہترین بنی آدم اور پرہیزگاروں کے پیشوا اور خاتم المرسلین ہیں۔ خدا کی قسم آپ کی ولادت باسعادت کے روز زمین خندل ہوئی اور تاقیامت خندل رہے گی۔ خدا کی قسم کہجے، بُت اور شیاطین آپ کے ظہور سے گریاں ہیں اور تاقیامت گریاں رہیں گے۔ آپ ہی ابراہیمؑ کی دعا اور عیسیٰؑ کی بشارت ہیں۔ آپ اہل جاہلیت کی بنیاستوں سے ہمیشہ پاک و مہر ہے میں پھر ابوطالب کی طرف رخ کیا اور پوچھا آپ نے اُن سے کیا نسبت رکھتے ہیں؟ ابوطالب نے کہا وہ میرا فرزند ہے۔ پھر اُن نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا ان کے مال باپ اس وقت تک زندہ نہیں ہو سکتے ابوطالب نے کہا تم نے سچ کہا میں اُس کا چچا ہوں، اُن کے باپ کا انتقال اس وقت ہو چکا جبکہ وہ رحم مادر میں تھے اور جب مال کا انتقال ہوا تو وہ پچھ برس کے تھے۔ پھر اُن نے کہا اب آپ نے سچ کہا میں تو یہ مصلحت سمجھتا ہوں کہ آپ اس کو اپنے شہر واپس لے جائیں کیونکہ روتے زمین پر کوئی ایسا نہ ہوئی عیسائی اور صاحب کتاب نہیں ہے جو نہ جانتا ہو کہ وہ پیدا ہو چکے ہیں۔ اور ہر ایک ان کو ان علامتوں کے ساتھ دیکھتا ہے اور پہچانتا ہے اسی طرح جس طرح میں پہچانتا ہوں۔ وہ ان کے ساتھ انکو ہلاک کرنے کے لیے مکرو حیلہ کریں گے اور یہودی تو اس میں سب سے زیادہ پیش پیش رہیں گے۔ ابوطالب نے پوچھا ان کی عداوت کا سبب کیا ہے؟ پھر اُن نے کہا یہ کہ وہ پیغمبر ہوگا اور جبریل اُس پر نازل ہوں گے اور ان کے دیوں کو مسخ کرے گا۔ ابوطالب نے کہا نہیں انشاء اللہ۔ خدا اس کو نہیں چھوڑے گا کہ کوئی ضرر پہنچے پھر پھر اُن نے چاہا کہ انحضرت کو دعار کرے تو بہت رویا۔ اور کہا اے فرزند اُمیہ! گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تمام عرب آپ کے ساتھ دشمنی اور جدال و قتال کریں گے اور آپ کے اعز آپ سے قطع تعلق کر لیں گے اگر آپ کی قدر جانتے تو اپنے لڑکوں سے زیادہ عزیز رکھتے۔ پھر میری جانب متوجہ ہوا۔ اور کہا اے عم محترم اس کی قرابت کی رعایت کیجئے اور اپنے پدر بزرگوار کی وصیت کا دھیان رکھیے۔ بہت جلد تمام قریش آپ سے کنارہ کشی کریں گے، آپ پر واہ نہ کیجئے گا۔ آپ کے بھی ایک فرزند ہوگا جو جہاں میں اس کا معین و مددگار رہے گا۔ آسمانوں میں اس کی شجاعت کی مدح ہوگی۔ اس سے دو فرزند ہونگے جو شہادت کے درجہ پر فائز ہوں گے۔ وہ سید و بزرگ عرب اور اس امت کا ذوالقرنین ہوگا۔ اور وہ خدا کی کتابوں میں عیسیٰؑ کے اصحاب سے زیادہ مشہور و معروف ہے۔ جناب ابوطالب کہتے ہیں کہ جب ہم شام کے نزدیک پہنچے واللہ شام کے قہر حرکت میں آئے اور اُن سے ایک نور آفتاب کے نور سے زیادہ روشن بلند ہوا۔ جب ہم لوگ شام میں داخل ہوئے

تماشا کیوں کی کثرت سے بازار میں داخل ہونا ممکن نہ ہو سکا۔ ہر طرف سے لوگ حضرتؐ کے جمال عدم المثال کے نظارہ کے لئے دوڑ پڑے اور حضرتؐ کے حسن و جمال اور فضل و کمال کا شہرہ تمام اطراف شام میں پہنچا جس جس جگہ راہب اور عالم تھے آنحضرتؐ کے گرد آکر جمع ہوئے۔ علمائے اہل کتاب کا ایک سب سے بڑا عالم نشو و راہب تین روز تک آیا اور آنحضرتؐ کے برابر بیٹھا کیا لیکن کوئی گفتگو نہیں کی جب تیسرا روز ختم کے قریب پہنچا وہ بتا یا نہ حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور آپؐ کے گرد گھومنے لگا میں نے پوچھا اے راہب تو کیا چاہتا ہے اُس نے کہا ان کا کیا نام ہے میں نے کہا محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نام ہے یہ سنتے ہی اُس کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اس نے کہا آپؐ اُن سے التماس کیجئے کہ اپنی پشت شانے کھولیں آنحضرتؐ نے اپنے شانے پر سے پیرا ہن ہٹایا تو راہب کی نگاہ ہر نبوت پر پڑی دیکھتے ہی وہ بیتاب ہو کر گر پڑا اور اس کو چومنے لگا اور مجھ سے کہا کہ بہت جلد اس خورشید نبوت کو واپس لے جائیے۔ اگر آپؐ جانتے کہ اس سرزمین پر ان کے کس قدر دشمن ہیں تو ہرگز ان کو اپنے ہمراہ نہ لاتے۔ پھر وہ روزانہ حضرتؐ کی خدمت میں آتا اور مواسم خدمت بجالایا کرتا۔ لذیذ کھانے حضرتؐ کے لئے لاتا۔ جب ہم لوگ شام سے واپس چلے تو حضرتؐ کے لئے وہ ایک پیرا ہن لایا اور عرض کی کہ حضرتؐ اس کو پہن لیں شاید اس کے سبب سے کبھی کبھی مجھے یاد فرمائیں۔ جب میں نے دیکھا کہ حضرتؐ کے چہرہ سے آباد کراہت ظاہر ہو رہی ہے تو میں نے پیرا ہن لے کر رکھ لیا اور کہا میں ان کو پہنا دوں گا اور نہایت عجلت کے ساتھ حضرتؐ کو لے کر بیت اللہ احرام کی جانب واپس آ گیا۔ جب اہل مکہ کو ہمارے آنے کی خبر معلوم ہوئی ابوہریرہؓ کے سوا تمام چھوٹے بڑے حضرتؐ کے استقبال کو آئے۔

دوسری معتبر سند سے روایت ہے کہ جب ابو طالبؓ نے شام کا ارادہ کیا حضرت رسول خداؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ کے ہمارا ناقہ سے لیٹ گئے اور کہا اے غم محرم مجھ کو کس پر چھوٹے جاتے ہیں نہ میرے باپ ہیں نہ مال ہیں۔ یہ شکر ابو طالبؓ رونے لگے اور حضرتؐ کو اپنے ساتھ لے لیا۔ جب کبھی راستہ میں ہوا گرم ہوتی ایک ابرو ظاہر ہوتا جو آنحضرتؐ کے سر پر سایہ کرتا یہاں تک کہ اثنائے راہ میں ایک راہب کے صومعہ کے پاس جس کو پھیرا کہتے تھے ہم پہنچے۔ اُس نے دیکھا کہ ابر ہمارے ساتھ حرکت میں ہے وہ اپنے صومعہ سے باہر آیا اور ہمارے لئے چند خادم حاضر کیے اور ہماری دعوت کی۔ ہم قافلہ کے تمام لوگ راہب کے صومعہ میں پہنچے اور آنحضرتؐ کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا۔ جب پھرانے دیکھا کہ ابر ہماری قیام گاہ ہی پر پھرا ہوا ہے تو اس نے پوچھا کیا اہل قافلہ میں سے کوئی نہیں آیا لوگوں نے کہا سب آئے ہیں سوائے ایک لڑکے کے جس کو ہم نے مال و سامان کے پاس چھوڑ دیا ہے۔ پھیرا کہنا مناسب نہیں ہے کہ ہماری دعوت میں شریک کیے کوئی نہ جاتے۔ اس لڑکے کو بھی بلاؤ اور کسی کو آنحضرتؐ کے پاس بھیجا۔ جب حضرتؐ روانہ ہوئے تو ابر بھی ساتھ ساتھ چلا۔ پھیرا کہنا یہ کس کا لڑکا ہے کہا گیا ابو طالبؓ کا پھیرا کہنا ابو طالبؓ سے پوچھا کیا یہ آپؐ کا لڑکا ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے۔ پوچھا بھائی کہاں ہے؟ فرمایا وہ جب

نسطور راہب کی پیشکش

روایت دیگر راہب کی پیشکش

شکم مادر میں تھے اُسی وقت اُن کا انتقال ہو گیا تھا۔ پھیرا کہنا ان کو اپنے شہر واپس لے جائیے کہ اگر یہودیوں نے پہچان لیا جس طرح میں ان کو پہچانتا ہوں، یقیناً ان کو قتل کر ڈالیں گے۔ سمجھ لیجئے کہ ان کی قدر و منزلت بہت زیادہ ہے۔ وہ اس امت کے پیغمبر ہیں اور شمشیر و جہاد کے ساتھ خروج کریں گے۔

دوسری سند کے ساتھ یحییٰ نسابة سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ جس سال بغرض تجارت شام تشریف لے گئے خالد بن اسید و طلیق بن ابی سفیان حضرتؐ کے ساتھ قافلہ میں تھے۔ واپس آکر آنحضرتؐ کے تعجب انگیز حالات مثل آنحضرتؐ کی رفتار اور سواری اور جانوروں کی اطاعت وغیرہ سے متعلق بیان کیے۔ اور کہا کہ جب ہم شہر بصرہ کے بازار میں پہنچے راہبوں کے ایک گروہ کو دیکھا جسکے چہرے زرد تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے رخساروں پر زعفران مل دیا گیا ہے۔ ان کے اعتنا کا نپ رہے تھے۔ وہ ہمارے پاس آئے اور بولے کہ ہمارے بزرگ کے پاس چلے جو کیسا عظیم میں رہتے ہیں جو یہاں سے قریب ہے۔ ہم نے کہا کہ ہمیں تم سے کیا واسطہ وہ بولے کہ اگر آپؐ ہمارے عبادت خانہ تک چلیں تو کیا حرج ہے ہم آپؐ کا احترام کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ ہیں۔ غرض ہم لوگ اُن کے ساتھ ایک بہت بڑے عبادت خانہ میں داخل ہوئے وہاں دیکھا کہ ایک مرد بزرگ درمیان میں بیٹھا ہے اور اس کے شاگرد اس کے گرد جمع ہیں اسکے ہاتھ میں ایک کتاب ہے وہ کبھی اُس کتاب میں نظر کرتا ہے کبھی ہم لوگوں کو دیکھتا ہے۔ آخر اپنے مصاحبین سے بولا تم نے کوئی کام نہ کیا۔ میں جس کو چاہتا ہوں تم اس کو نہیں لاتے ہو پھر اس نے ہم لوگوں سے پوچھا تم کون ہو؟ ہم نے کہا ہم قریش میں سے ایک گروہ ہیں۔ پوچھا کس قبیلہ سے ہو ہم نے کہا ہم فرزندان عبدالمطلب میں سے ہیں۔ اُس نے پوچھا کوئی اور بھی تمہارے ساتھ ہے؟ ہم نے جواب دیا کیوں نہیں ایک جوان بنی ہاشم میں سے ہے جس کو ہم یتیم فرزند عبدالمطلب کہتے ہیں۔ یہ سنتے ہی ایک نعرہ مارا اور قریب تھا کہ وہ بیہوش ہو جائے اور اپنی جگہ سے اچھل پڑا اور کہا آہ دین نصرا نیت برباد ہو گیا۔ پھر اپنے ایک صلیب پر تھوڑی دیر تک یہ کر کے غور و خوض کرتا رہا اسی راہب اور اُس کے شاگرد اس کے گرد حلقہ کئے ہوئے تھے۔ پھر اُس نے ہم سے کہا کیا ممکن ہے کہ اس جوان کو مجھے دکھاؤ۔ ہم نے کہا ہاں ہاں چلو تو وہ ہمارے ساتھ بازار بصرہ میں آیا۔ آنحضرتؐ بازار میں خورشید تاباں کے مانند کھڑے تھے اور چہرہ اقدس سے نور چمک رہا تھا اور دیکھنے والے چاروں طرف سے آپؐ کے جمال مبالغہ کے نظارہ میں محو تھے۔ اور خریدار مثل خریداران یوسفؑ روپے سے لے کر آپؐ کے جمال کی دید کے شوق میں آپؐ سے سودا کر رہے تھے اور آپؐ کا مال تجارت زیادہ قیمتیں دے دے کر خرید رہے تھے اور اپنے اموال بہت کم درم پر حضرتؐ کے ہاتھ فروخت کر رہے تھے۔ ہم نے چاہا کہ راہب کو کسی دوسرے شخص کو دکھائیں تاکہ اس کا امتحان ہو جائے۔ اُس نے کہا بس بس میں نے پہچان لیا اور پھر ابرو کر آپؐ کے قریب دوڑا ہوا گیا اور سر مبارک کو چومنے لگا اور کہا آپؐ ہی وہ مقدس ہیں اور آنحضرتؐ

آنحضرتؐ کو شام میں دیکھ کر انہوں نے ایک مرتبہ بڑے عوار کا ایک ساتھی کی پیشکش کی۔







اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ بادشاہ روم نے ایک کشتی میں چھت کے لیے لکڑیاں وغیرہ جو ضرورت تھی بھر کر بھیجی تھیں۔ اس لیے کہ حبشہ میں اس کے واسطے ایک عادت خانہ تیار کیا جائے۔ لیکن بولنے اس کشتی کو مکہ کے ساحل پر پہنچا دیا جو وہاں پہنچ کر کھڑے ہو گئی اور کسی طرح نہ نکلی۔ قریش کو یہ خبر معلوم ہوئی تو دریائے کنارے آئے دیکھا کہ جو کچھ ان کو کعبہ کی چھت اور اس کی آرائش کیلئے ضرورت ہے سب کچھ اس کشتی میں موجود ہے۔ انہوں نے وہ سب خرید لیا اور مکہ میں اٹھا لائے۔ لکڑیوں کی پیمائش کی تو وہ کعبہ کی چھت کی چوڑائی کے مطابق تھیں۔ غرض کعبہ کی تعمیر مکمل کر کے اس پر برہمنی کپڑے کے پردے ڈال دیئے۔

حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت سرور عالمؑ نے کعبہ کی تعمیر میں اپنے اور قریش کے درمیان قرعہ ڈالا تو کعبہ کے دروازہ سے رکن یمانی اور حجر کے درمیان تک حضرت کے حصہ میں آئی۔ اور دوسری روایت کے موافق حجر اسود سے رکن شامی تک بنی ہاشم سے حصہ ہوا۔

بسنید صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ پیغمبر خداؐ نے قریش سے پوشیدہ بیعت چمکے۔ بعثت سے پہلے دشا اور بروایت ساتھ چمکے۔ اور چار برس کی عمر میں نماز پڑھی جبکہ جناب ابوطالبؑ شہر یصرہ تشریف لے گئے تھے۔

دلائل النبوة میں عباسؑ سے روایت ہے کہ آپؐ نے ایک روز آنحضرتؐ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرا آپ کے دین میں داخل ہونا اس سبب سے ہوا کہ میں نے آپؐ کو گوارہ میں دیکھا کہ آپؐ چاند سے گفتگو کرتے اور اس کو اشارہ کرتے تھے اور وہ آپؐ کے اشارہ پر ہر طرف گھومتا تھا حضرت نے فرمایا کہ میں چاند سے کلام کرتا اور وہ مجھ سے۔ وہ مجھے رونے سے روکے رکھتا تھا۔ اور میں اس کے سجدہ کی آواز سنتا تھا جبکہ وہ کرسی کے نیچے سجدہ کیا کرتا تھا۔

بعض کتابوں میں مرقوم ہے کہ ولادت کے تیسرے یا چوتھے سال آنحضرتؐ کا شوق صدر ہوا۔ حضرت پانچ سال علیہ السلام کے پاس رہے۔ چھٹے سال جناب آمنہؑ کا انتقال ہوا۔ اور ساتویں سال اہل مکہ کو بہت سے کاموں نے آنحضرتؐ کی نبوت کی خبر دی اور اسی سال راہب جحہ کا واقعہ درپیش ہوا۔ اسی سال آنحضرتؐ کی برکت اور عبدالمطلبؑ کی دعا سے بارش ہوئی۔ اسی سال عبدالمطلبؑ سیف بن ذی یزن کی تہنیت کو گئے اور اس نے ان کو آنحضرتؐ کی نبوت کی خوشخبری دی۔ اور آٹھویں سال جناب عبدالمطلبؑ برحمت الہی واصل ہوئے جبکہ ان کی عمر پانچ سال اور بروایت ایک سو بیس سال کی تھی اور ابوطالبؑ کو آنحضرتؐ کی حفاظت کے بارے میں وصیت فرمائی اور وہ آنحضرتؐ کی کفالت و حفاظت میں مشغول ہوئے۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال حاتم اور نوشرہاں نے وفات پائی اور ہرمز پسر نوشرہاں بادشاہ ہوا اور سال ہفتم ابوطالبؑ آنحضرتؐ کو تمام کے سفر میں ہمراہ لے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کا شوق صدر دسویں سال ہوا اور بعض نے روایت کی ہے نویں سال آنحضرتؐ ابوطالبؑ کے ساتھ لہرہ گئے اور بارہویں سال شام گئے۔ اور پچیس سال کا قصہ دوسری مرتبہ کے سفر میں پیش آیا۔ ایک ولادت کے سرخوں

آنحضرتؐ کی عمر کے ہر سال کا بیان ہوا تھا۔

سال ہرمز معزول کیا گیا اور لشکر کے بڑے لوگوں نے اس کو اندھا کر دیا اور انیسویں سال اس کو مار ڈالا۔ اور اس کے لڑکے پرویز کو بادشاہ بنایا۔ اور تیسویں سال کعبہ از سر نو تعمیر کیا گیا۔ اور بعضوں کے قول کے مطابق پچیسویں برس جناب خدیجہؑ سے عقد ہوا اور سب سے زیادہ صحیح قول کے مطابق پینتیسویں سال کعبہ کی از سر نو تعمیر ہوئی۔ اور کہتے ہیں کہ اسی سال جناب فاطمہؑ صلوات اللہ علیہا پیدا ہوئیں اور اترتیسویں سال روستیوں کے دیکھنے اور فرشتوں کی آوازیں سننے سے آثار نبوت ظاہر ہوئے۔ اور چالیسویں سال آنحضرتؐ مبعوث برسالت ہوئے۔ اسی سال پرویز بادشاہ عجم ہوا اور اس نے بادشاہ عرب نعمان بن منذر کو قتل کیا۔ آنحضرتؐ کی تجارت سے متعلق شام کی جانب سفر کا حال آئندہ باب میں انشاء اللہ ذکر کیا جائے گا۔

## پانچواں باب

### حضرت خدیجہؑ کے فضائل اور آنحضرتؐ کے ساتھ آپ کے عقد کا تذکرہ

احادیث متواترہ میں عامہ و خاصہ کے طریقوں سے منقول ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے جو اہل لایا وہ علی بن ابی طالبؑ تھے، اور عورتوں میں جناب خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا تھیں۔ دوسری متواتر خبروں میں وارد ہوا ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ بہترین زنان بہشت چار عورتیں ہیں۔ خدیجہ بنت خویلد فاطمہؑ بنت محمدؑ صلوات اللہ علیہم، مریمؑ دختر عمران اور آسیہؑ دختر مزاحم زوجہ فرعون۔ امام جعفر صادقؑ سے حدیث معتبرہ میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول خداؐ گھر میں تشریف لائے تو دیکھا کہ عائشہؑ جناب فاطمہؑ کو ڈانٹ رہی ہیں اور کہتی ہیں کہ اے خدیجہؑ کی بیٹی تو یہ سمجھتی ہے کہ تیری ماں کو ہم پر کوئی فضیلت ہے ہم پر اس کو کیا فوقیت ہو سکتی ہے۔ وہ بھی ہماری طرح ایک عورت تھی۔ جناب فاطمہؑ نے آنحضرتؐ کو دیکھا تو رونے لگیں حضرت نے شفقت سے فرمایا پارہ جگر تیرے رونے کا کیا سبب ہے۔ عرض کی عائشہؑ نے میری مادر کرامی کا نام عھارت سے لیا ہے اور مجھے مرزانش کی ہے۔ یہ سنکر آنحضرتؐ کو غصہ آگیا اور فرمایا اے حمیرا خاموش ہو خدا اس عورت کو برکت دیتا ہے جو اپنے شوہر کو بہت دوست رکھتی ہے اور اس کے اولاد بہت ہوتی ہے۔ اور خدیجہؑ خدا اس رحمت نازل کرے اس کے بطن سے خدا نے مجھے طاہر و مطہر عبد اللہ و قاسم سے دو فرزند عطا فرمائے اور ان کے شکم سے رقیہ، فاطمہ، زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ لیکن تیرے رحم کو خدا نے باجھ

قرار دیا کہ کوئی پختہ تھ سے پیدا نہ ہوا۔

دوسری حدیث موقت میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جب جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا نے صلت فرمائی فاطمہ اپنے پدر بزرگوار کے گرد گھومتی تھیں اور پوچھتی تھیں کہ بابا جان میری ماں کہاں ہیں اُس وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور عرض کی آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ فاطمہ کو میرا سلام پہنچا دو اور کہہ دو کہ تمہاری ماں ایسے مکان میں ہے جس کی چھت سونے کی ہے اس کی بنیادوں کی جگہ پر یا قوت سرخ کے جھبے ہیں اور وہ مکان آسیہ و مریمؑ کے مکانوں کے درمیان ہے۔ حضرت نے یہ پیغام جناب فاطمہ سے بیان فرمایا تو معصومہؑ نے فرمایا کہ خدا تمام عیبوں سے پاک منزہ ہے سلامتی اُسی کی طرف سے ہے اور برکتیں اُسی کی طرف ملتی ہیں۔

بسنہ معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب مجھ کو جبریلؑ معراج میں آسمانوں پر لے گئے اور میں دایس آیا تو جبریلؑ سے پوچھا کہ تمہاری کوئی حاجت ہے عرض کی یہ ہے کہ خدیجہؓ کو خدا کی جانب سے اور میری طرف سے سلام کہہ دیجئے گا۔ آنحضرتؐ نے جب ان کو جبریلؑ کا سلام پہنچا دیا تو وہ بولیں کہ خدا سلامتی کا مالک ہے سلامتی اُسی کے سبب سے اور اُسی کی طرف سے ہے اور جبریلؑ پر سلامتی ہو۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ جب کبھی جبریلؑ نازل ہوتے اور خدیجہؓ وہاں موجود نہ ہوتیں تو ان کو سلام کہلاتے تھے۔ دوسری حدیث میں منقول ہے کہ ایک روز جناب جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا حضرت خدیجہؓ آپ کے واسطے آب و طعام لے کر آ رہی ہیں ان کو خداوند عالم کی جانب سے اور میری طرف سے سلام کہہ دیجئے۔ اور ان کو خوشخبری دیجئے کہ خدا نے ان کے لیے بہشت میں ایک مکان جو اہرات سے تیار کیا ہے جس میں رنج و تکلیف کا نام و نشان نہیں۔ دوسری حدیث میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسالتؐ اپنی بیویوں کے درمیان بیٹھے ہوئے جناب خدیجہؓ کا ذکر کر رہے تھے اور رو رہے تھے کہ عائشہؓ نے کہا کیا آپ بنی اسد کی ایک بوڑھی عورت پر گریہ کرتے ہیں حضرت نے فرمایا خاموش! اُس نے میری تصدیق اُس وقت کی جبکہ تم سب نے تکذیب کی اور وہ ایمان لائیں اُس وقت جبکہ تم سب کافرہ تھیں۔ اس کے شکم سے میرے لیے اولادیں ہوئیں اور تم سب ہاتھ ہو۔ جناب عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب ہم چاہتے کہ آنحضرتؐ ہم سے خوش ہوں تو خدیجہؓ کا تذکرہ ان کی کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ جناب خدیجہؓ آنحضرتؐ کی رسالت کی قابلِ ذریعہ اور مددگار تھیں جب لوگ آنحضرتؐ سے علیحدہ ہو گئے تھے تو وہ آپؐ کی مونس و غوار تھیں جب اہل مکہ آنحضرتؐ کو آزار و تکلیف پہنچا رہے تھے تو وہ آنحضرتؐ کی مدد اور تسلی و تشفی کرتی تھیں اور اپنے حسنِ اخلاق سے آنحضرتؐ کو دلاسا و تسکین دیتی تھیں اور اپنے مال سے آپؐ کی مدد کرتی تھیں۔

قطب راوندی ابن شہر آشوب اور صاحب عدو رحمة اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کے ساتھ جناب خدیجہؓ کی تزویج کا یہ سبب تھا کہ ایک مرتبہ عید کے دن زنانِ قریش مسجد الحرام میں جمع ہوئیں ناگاہ ایک یہودی اُن کے سامنے سے گزرا اور کہنے لگا کہ بہت جلد تم میں ایک پیغمبر مبعوث ہوگا۔ لہذا

جناب خدیجہؓ کا اپنی مادر لاری کے غریب و مسکینوں کے ساتھ

تم ہر ایک اُس سے نکاح کر لینے کی کوشش کرو۔ یہ سنکر عورتوں نے اس کو ڈھیلے مارنا شروع کیے۔ لیکن اس کی یہ بات خدیجہؓ کے دل میں جم گئی۔ اُس کے بعد ایک روز جناب ابوطالبؓ نے پیغمبر خدا سے کہا کہ اے فرزند میں چاہتا ہوں کہ تمہارے لیے زوجہ کا انتظام کروں مگر میرے پاس مال نہیں ہے۔ خدیجہؓ میری رشتہ دار ہیں اور مالدار۔ اور ہر سال ایک جماعت کو اپنے غلاموں کے ساتھ تجارت کیلئے بھیجتے ہیں۔ تم کو منظور ہو تو تمہارے واسطے کچھ اُن سے سامان تجارت حاصل کروں تاکہ تم بھی تجارت کرو اور خداوند عالم تم کو نفع کرامت فرمائے۔ حضرت نے فرمایا بہت مناسب ہے غرض جناب ابوطالبؓ خدیجہؓ کے پاس گئے اور کہا کہ مجھ چاہتے ہیں کہ تمہارے مال سے تجارت کریں۔ خدیجہؓ نے کہا بہت خوب۔ بسرِ چشم منظور ہے اور بہت خوش ہوئیں۔ اپنے غلام میرہ سے کہا کہ جس قدر مال تیری تحویل میں ہے مجھ کے پُر دکر دے اور ان کی خدمت میں حاضر رہ کر ان کی نافرمانی نہ کرنا۔ غرض وہ تمام مال لے کر آنحضرتؐ میرہ کے ساتھ تجارت کے لیے شام کی جانب روانہ ہوئے۔ اور بروایت خزیمہ بن حکم بھی جو جناب خدیجہؓ کے رشتہ دار تھے اُس سفر میں آنحضرتؐ کے ساتھ تھے۔ اور اس ہمراہی میں آنحضرتؐ کی محبت اُنکے دل میں بہت زیادہ پیدا ہو گئی۔ اٹھنے لگے راہ میں خدیجہؓ کے دو اونٹ تھک کر گر پڑے میرہ حیران ہوا اور ڈرا کہ ان کا بار زمین پر گر جائے گا۔ وہ دوڑا ہوا آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور صورت واقعہ بیان کی۔ آنحضرتؐ اُن اونٹوں کے پاس آئے اور اپنا دست مبارک ان کے پیروں پر پھیلا وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور دوسرے اونٹوں سے زیادہ تیز چلنے لگے۔ خزیمہ نے یہ حال دیکھا تو حضرتؐ سے اُس کی محبت اور اعتقاد میں اور ترقی ہو گئی اور حضرتؐ کی خدمت و اطاعت میں پہلے سے زیادہ اہتمام کرنے لگا۔ جب یہ قافلہ شام کے نزدیک پہنچا تو ایک راہب کے دیر کے قریب قیام پذیر ہوا۔ آنحضرتؐ ایک درخت کے نیچے روتی افزود ہوئے۔ قافلہ کے تمام لوگ ہر طرف متفرق ہو گئے۔ وہ درخت مدتوں سے خشک پڑا تھا لیکن اُسی دم سرسبز و شاداب ہو گیا اس میں شاخیں اور پتیاں نکل آئیں اور پھل لگ کر لٹک گئے اور درخت کے چاروں طرف سبزہ روئیدہ ہو گیا۔ راہب نے یہ حال دیکھا تو اپنے صومعہ سے تیزی کے ساتھ باہر آیا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں دوڑا۔ اُس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ وہ کبھی کتاب میں کچھ پڑھتا اور آنحضرتؐ کے جمال مبارک کو دیکھتا اور کہتا کہ یہ وہی ہے اُس خدا کی قسم جس نے انجیل کو بھیجا ہے۔ خزیمہ نے راہب سے یہ کلمات سنے تو ڈرے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ آنحضرتؐ کو کوئی گزند پہنچائے، اپنی تلوار نیام سے نکال لی اور پکار کر کہا اے آلِ غالب خبر لو۔ یہ سُنتے ہی تمام اہل قافلہ ہر طرف سے دوڑ پڑے۔ راہب اپنے صومعہ میں بھاگ گیا اور دروازوں کو بند کر لیا اور چھت پر سے پکار کر بولا کہ لوگو کس سبب سے میری اذیت پر تم لوگ آمادہ ہو رہے ہو۔ اُسی خدا کی قسم جس نے آسمان کو بے ستون قائم فرمایا ہے کہ کوئی قافلہ اس مقام پر قیام پذیر نہیں ہوا جو تم سے زیادہ مجھ کو محبوب ہو اور اس کتاب میں جو میرے ہاتھ میں ہے کھا ہے کہ یہ جو ان جو اس درخت کے نیچے بیٹھا ہے خدا نے ارض و سما کا رسول ہے جو مشیر و جہاد کے ساتھ

مبعوث ہوگا اور بیشمار کافروں کو ہلاک کرے گا، اور وہ خاتم المرسلین ہے۔ جو شخص اس کی اطاعت کرے گا نجات پائے گا اور جو نافرمانی کرے گا گمراہ ہوگا۔ پھر خیرہ سے پوچھا کہ آیا تم اس کی قوم سے ہو؟ کہا نہیں بلکہ اُس کا خادم ہوں اور درمیانِ راہ میں آنحضرت سے جو معجزات اُس نے دیکھے تھے راہب سے بیان کیے۔ راہب نے کہا اے شخص وہ پیغمبر آخر الزمان ہے ایک راز میں تم سے بیان کرتا ہوں جس کو پوشیدہ رکھنا۔ میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ وہ دنیا پر غالب ہوگا اور قوموں پر مستط ہوگا اُس کا علم کسی جنگ سے بغیر فتح واپس نہ آئے گا۔ اُس کے دشمن بہت ہیں اور زیادہ تر یہودیوں میں سے اُس کے دشمن ہیں لہذا ان سے اس کی حفاظت کرنا۔ پھر وہ قافلہ وہاں سے شام میں پہنچا۔ ان کو تجارت میں بہت فائدہ ہوا۔ پھر وہ لوگ واپس آئے اور مکہ کے قریب پہنچے تو سیرہ نے حضرت سے کہا اے صاحب اوصاف پسندیدہ ہم نے آپ سے اس سفر میں بہت معجزات دیکھے جس پھر اور درخت کے پاس سے ہمارا گذر ہوا ان سب نے آپ پر سلام کیا اور کہا اَللّٰمَّ عَلَیْکَ یَا سُبُوٰ اللّٰہ۔ اور اس سفر میں گھامٹیاں تھیں جو ہر مرتبہ بدلتی تھیں۔ اس مرتبہ آپ کی برکت سے ایک رات میں طے ہو گئیں۔ اور اس مرتبہ جس قدر نفع تجارت میں ہوا چالیس سال کی مدت میں اب تک نہ ہوا تھا۔ لہذا مناسب یہ ہے کہ آپ خود جا کر خدیجہ کو اس سفر کی خوشگوار اور سود مندی کی خوشخبری دیجیے تاکہ وہ خوش ہو جائیں۔ آنحضرت یہ سنکر اہل قافلہ سے پہلے روانہ ہوئے اور خدیجہ کے مکان کی جانب رخ فرمایا۔ اس وقت وہ اپنی چند عورتوں کے ساتھ بالا خانہ پر بیٹھی تھیں اور راستہ پر نگاہ تھی۔ ناگاہ ان کی نظر ایک سوار پر پڑی جو دور سے آ رہا تھا اور ایک بادل کا لکڑا اُس کے سر پر سایہ کیے ہوئے تیزی سے اُس کے ساتھ آ رہا تھا اور دو فرشتے اُس کے دائیں اور بائیں ہوا پر اس کے ساتھ چلے آ رہے تھے جنکے ہاتھوں میں برہنہ تلواریں تھیں۔ اور بادل میں سے زبردی ایک قدیل بالائے سر لٹکی ہوئی تھی۔ اور اس ابر کے چاروں طرف یا قوت کا ایک خیمہ ہوا۔ راستہ پر تھا۔ جناب خدیجہ بحال دیکھ کر متعجب ہوئیں اور دل میں کہا خداوند اےسا کر کہ یہ تیری بارگاہ کا مقرب بندہ میرے حقیر کا شانہ میں آئے۔ جب آنحضرت اور قریب آئے تو پہچانا کہ یہ محمد ہیں بس ننگے پیٹ آنحضرت کی طرف دوڑیں اور جا کر آپ کے پائے اقدس کو چوم لیا۔ حضرت نے ان کو خیر دعا فرمائی اور کامیابی کے ساتھ واپسی کی خوشخبری دی۔ خدیجہ نے کہا یا حضرت میرے آپ کے ہمراہ کیوں نہ آیا؟ فرمایا مجھے آ رہا ہے۔ خدیجہ نے کہا اے سیدہ رحمہم واطا واپس تشریف لے جائیے اور میرے ساتھ واپس آئیے اس سے مقصد یہ تھا کہ جو کچھ از قلم ابرو نور وغیرہ دیکھا ہے دوبارہ عین الیقین کے ساتھ مشاہدہ کر لیں آنحضرت واپس چلے تو ابر بھی ساتھ ہی سایہ فگن واپس ہوا، اور پھر واپسی میں اسی طرح ساتھ ساتھ رہا۔ پھر تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت کی عظمت و جلالت کا یقین ہو گیا۔ عرض سیرہ نے خدیجہ سے کہا اے خاتون اس سفر میں اس معدنِ فضل و کمال سے ایسے حیرت انگیز واقعات ظاہر ہوئے کہ رسول میں بیان نہیں ہو سکتے۔ تھوڑے سے تھوڑا کھانا حضرت کے سامنے لایا جاتا اور اُس پر لبنا دست مبارک

رکھ دیتے تو بہت سی جماعتیں سیر ہو جاتیں، اور کھانا کم نہ ہوتا۔ جب دُھوپ تیز ہوتی تو دو فرشتے آپ پر سایہ کیا کرتے تھے۔ جس درخت اور پتھر و کنکر کی طرف سے آپ گزرتے سب آپ کو سلام کیا کرتے پھر راہبوں کے اور دوسرے حالات بیان کیے۔ یہ تمام حالات سنکر خدیجہ نے اپنے مزید اطمینان کیلئے ایک طبقِ رطب آنحضرت کے لیے منگایا اور چند اشخاص کو بلا کر آنحضرت کے ساتھ کھانے میں شریک کر دیا۔ سب کے سب سیر ہو گئے اور رطب بدستور باقی رہا۔ یہ دیکھ کر خدیجہ نے خوشی میں اس خوشخبری دینے کے سبب سیرہ اور اُس کے لڑکوں کو آزاد کر دیا اور دس ہزار درہم عطا فرما کر کہا کہ حضرت کے ساتھ جائے اور آنحضرت سے عرض کی کہ اپنے چچا ابوطالب سے کہیں کہ میرے چچا عروین اسد سے اپنے واسطے میری خواستگاری کریں۔ اور اپنے چچا کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھ کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تزویج کر دیں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ خدیجہ نے اپنے چچا کو باپ خلیل بن اسد سے خواستگاری کی لیکن زیادہ مشہور یہ ہے خلیل اس وقت وفات پا چکے تھے ان کے چچا ہی سے ان کی خواستگاری کی گئی۔ اُس وقت آنحضرت کی عمر پچیس سال اور جناب خدیجہ کی عمر چالیس سال کی تھی۔ لیکن ابن عباس سے منقول ہے کہ اُس وقت خدیجہ کی عمر اٹھائیس سال کی تھی اور مشہور یہ ہے کہ انتقال کے وقت جناب خدیجہ پینسٹھ سال کی تھیں اور چونکہ میں دفن کی گئیں۔ جناب رسول خدا نے خود ان کو اپنے ہاتھوں سے دفن کیا۔ بیان کرتے ہیں کہ خدیجہ کی وفات شعب ابی طالب سے رہائی کے بعد ہجرت سے تین سال پہلے واقع ہوئی۔ اور کہتے ہیں کہ ان کی وفات ابوطالب کی وفات کے تین روز بعد ہوئی۔ اور آنحضرت کی جواداد ہوئی وہ سب خدیجہ کے بطن سے ہوئی سولے ابراہیم کے چچا کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے کشف الغمہ میں روایت ہے کہ خدیجہ کا پہلا نکاح عقیق بن عاتکہ مخزومی سے ہوا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اُس کے بعد ابو مالہ ہند ابن زرارہ نبی سے نکاح ہوا اُس سے ہند ابن ہند پیدا ہوا اس کے بعد جناب رسول خدا ان کو اپنے نکاح میں لاتے اور مہر بارہ اوقیہ طلا قرار دیا۔ پسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب جناب سرور عالم نے خدیجہ سے نکاح کرنا چاہا۔ جناب ابوطالب اپنے عزیزوں اور قریش کے چند اشخاص کو لے کر خدیجہ کے چچا و رقبہ بن نوفل کے پاس آئے اور خود کلام کی ابتدا کی اور خطبہ پڑھا جس کا مضمون یہ ہے: "ہم و شما اس خدا کے لیے زیبا ہے جو خانہ کعبہ کا پروردگار ہے۔ اور اُس نے ہم کو آل ابراہیم اور ذریت اسمعیل سے قرار دیا اور ہم کو امن و امان کی جگہ حرم کا ساکن اور تمام لوگوں پر سردار بنایا اور اپنے گھر سے ہم کو کھوشیت عطا فرمائی جس کی طرف اطرافِ عالم سے لوگ آتے ہیں۔ وہ ایسا مقام ہے جہاں ہر طرف کے نبیوں کو لگاتے ہیں۔ اور خدا نے ہم کو اس شہر میں برکت عطا فرمائی ہے جس میں ہم ساکن ہیں۔ اب بعد واضح ہو کہ میرے بھتیجے محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریش کے تمام لوگوں پر فضیلت و فوقیت حاصل ہے کوئی شخص اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ وہ سب سے بلند مرتبہ ہے خلق میں اُس کا مثل و مانند نہیں اگر وہ مال و دولت میں کم ہے تو مال تغیر پذیر ہے سایہ کے مانند جو بہت جلد زائل ہو جاتا ہے۔ اس کو خدیجہ



خدیجہؓ دختر خویلد کو محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ چار سو اشرفی مہر پر تزویج کیا۔ ورقہ خاموش ہونے تو ابوطالب نے فرمایا، چاہتا ہوں کہ ان کے چچا بھی کچھ کہیں۔ یہ سن کر عمرو نے صیغہ کے کلمات کا اعادہ کیا اور قریش کے قبیلے گواہ ہوئے۔ اس کے بعد خدیجہؓ کی کنیزیں دف بجا کر گانے گانے لگیں۔ اسی روز جناب ابوطالب نے ایک اونٹ ذبح کیا اور ولیمہ زفاف قرار پایا۔ ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ خدیجہؓ کے بطن سے آنحضرتؐ سے سب سے پہلے عبد اللہ پیدا ہوئے۔

حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب رسول خداؐ کے فرزند حضرت قاسمؑ نے اور بروایت طاہر نے رحلت کی ایک روز آنحضرتؐ جناب خدیجہؓ کے پاس آئے اور ان کو روتے ہوئے دیکھا۔ پوچھا کیوں روتی ہو؟ عرض کی یا رسول اللہ میرے پستانوں سے دودھ جاری ہوا تو میرا بچہ یاد آگیا اس کی جدائی سے بے چین ہو کر رونے لگی۔ حضرت نے فرمایا اسے خدیجہؓ سے ملو۔ کیا تم راضی نہیں ہو کہ جب بہشت کے دروازہ پر پہنچو تو اس کو دہاں کھڑا ہوا دیکھو گی۔ وہ تہاڑا ہاتھ پکڑ کر بہشت کے بہترین مکان میں لے جا کر ساکن کرے گا۔ خدیجہؓ نے پوچھا کیا یہ تو اب ہر مومن کے لیے ہے جس کا فرزند مر جائے؟ فرمایا خدا اس سے زیادہ کریم ہے کہ کسی بندہ سے اس کا میوہ دل لے لے اور وہ صبر کرے اور خدا کی حمد اور اس کا شکر بجالائے تو خدا اس پر عذاب کرے۔

صاحب کتاب النوار نے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب خدیجہؓ اپنے بالاخانہ پر چند عورتوں اور کنیزوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں اور یہودیوں کا ایک عالم بھی ان کے پاس موجود تھا۔ ناگاہ جناب رسول خداؐ ان کے بالاخانہ کے نیچے سے گزرے۔ اس عالم نے کہا کہ ابھی ایک جوان یہاں سے گزر رہا ہے کیا ممکن ہے کہ تم اس کو یہاں بلاؤ؟ جناب خدیجہؓ نے اپنی ایک کنیز کو بھیجا کہ آنحضرتؐ کو بلالیا۔ اس عالم نے حضرت سے کہا کیا ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے شانے کو کھول کر دکھائیے۔ حضرت نے اپنے شانوں سے کپڑے ہٹا دیئے۔ جب اس کی نگاہ مہر نبوت پر پڑی بولا خدا کی قسم یہ مہر بیغیری ہے۔ خدیجہؓ نے کہا اگر ان کے چچا موجود ہوتے تو کس کی مجال بھی جوان کے کسی حصہ جسم پر نگاہ ڈالتا۔ اس لیے کہ ان کے چچا سب یہودی عاملوں سے بہت پرہیز کرتے ہیں۔ اس عالم نے کہا کہ کس کی طاقت ہے جو ان کو کوئی گزند پہنچا سکے۔ سخن کلیم رقم کھاتا ہوں کہ یہی پیغمبر آخر الزمان ہے۔ عرض جناب رسول خداؐ بالاخانہ سے نیچے آئے۔ اور آنحضرتؐ کی محبت جناب خدیجہؓ کے دل میں مستحکم ہو گئی۔ وہ مکہ کی ملک تھیں بشیرا و دولت اور مولیثیوں کی مالک تھیں۔ انہوں نے اس عالم سے پوچھا تم نے کیونکر جانا کہ وہ پیغمبر ہیں؟ اس نے کہا ان کے اوصاف میں نے تو لیت میں پڑھے کہ ان کے ماں باپ ان کی طفلی ہی میں مر جائیں گے اور ان کے دادا اور چچا ان کی پرورش کریں گے۔ وہ قریش کی ایک ایسی عورت سے نکاح کریں گے جو اپنی قوم میں سب سے بلند اور اپنے خاندان کی ملک اور صاحب تدبیر ہوگی۔ اور اپنے ہاتھ سے خدیجہؓ کی طرف اشارہ کر کے کہا میری یہ بات یاد رکھنا اور چند اشعار پڑھے جو آنحضرتؐ کی عظمت اور خدیجہؓ کے عقید پر مشتمل تھے جنکو سن کر آنحضرتؐ کی محبت خدیجہؓ کے دل میں اور بڑھ گئی مگر پوشیدہ رکھتی تھیں۔ جب وہ عالم

کی جانب رغبت ہے اور خدیجہؓ کو بھی اس سے محبت ہے اس لیے ہم آتے ہیں کہ اسے اس کے واسطے اس کی خواہش کے مطابق خدیجہؓ کی خواستگاری کریں۔ اور جس قدر مہر آپ چاہیں میں اپنے مال سے دینے کو تیار ہوں جس قدر ابھی چاہیں لے لیں اور جس قدر چاہیں موصول قرار دیں۔ اور رب کعبہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس کی شان و منزلت بہت بلند ہے۔ اس کی عقل دل کے کامل ہے۔ اس کا دین شائع اور اس کی زبان شافع ہے۔ اتنا کہہ کر جناب ابوطالب خاموش ہو گئے۔ پھر خدیجہؓ کے چچا نے جو علمائے نصاریٰ میں سب سے زیادہ دانشمند اور عظیم الشان تھے جواب دینا چاہا مگر چونکہ ابوطالب کی باتوں کے جواب سے قاصر تھے اس لیے ان کی زبان لکنت کرنے لگی اور ان کے نفس میں اضطراب پیدا ہو گیا اور صحیح جواب دینا ممکن نہ ہو سکا۔ خدیجہؓ نے جو یہ حال دیکھا انتہائی شوق کے سبب پردہ حیا کو ذرا سا اٹھا کر نہایت فصاحت کے ساتھ بولیں چچا جان اگرچہ اس موقع پر آپ ہی گفتگو کے لیے مجھ سے زیادہ مناسب اور سزاوار ہیں، لیکن آپ کو میرے نفس پر مجھ سے زیادہ اختیار نہیں ہے۔ اے محمدؐ میں نے اپنے نفس کو آپ کے ساتھ تزویج کیا، اور میرا مہر خود میرے مال سے ہے۔ اپنے چچا سے کہیں کہ ولیمہ زفاف کے لیے اونٹ ذبح کریں۔ آپ جس وقت چاہیں اپنی زوجہ کے (میرے) پاس تشریف لائیں۔ اس وقت ابوطالب نے فرمایا اے کردہ مردم گواہ رہنا کہ اس نے خود اپنے تئیں محمدؐ سے تزویج کیا اور اپنے مہر کی حق خود ہی ہو گئی۔ یہ سن کر قریش کے ایک شخص نے کہا طرفہ ماجرا ہے کہ عورتیں مردوں کے مہر کی ضمان ہوتی ہیں یہ سننے ہی جناب ابوطالب کو غصہ آگیا اور جب کبھی ان حضرت کو غصہ آتا تھا، تمام قریش ان سے ڈر جاتے تھے اور اب کی ہیعبیت سے پناہ مانگتے تھے۔ ابوطالب نے فرمایا اگر دوسرے شوہر میرے بھتیجے کے مانند ہوں گے عورتیں بہت زیادہ مال اور زیادہ سے زیادہ مہر ان سے طلب نہ کریں گی اور اگر تمہاری طرح ہونگے تو ہر گز ان سے لیں گے۔ پھر ابوطالب نے ایک اونٹ خر کیا اور آنحضرتؐ کا زفاف حضرت خدیجہؓ خیر النساء کے ساتھ منعقد ہوا۔ اس موقع پر ایک شخص نے جس کا نام عبد اللہ بن غنم تھا، چند شعر نظم کیے جن کا مضمون یہ ہے: ”اے خدیجہؓ تم کو مبارک ہو کہ تمہارے ہمائے سعادت نے عزت و شرف کے عرش کے نگارہ کی جانب پرواز کیا، اور تم بہترین اولین و آخرین کی شریک زندگی بن گئیں۔ دنیا میں محمدؐ کے مثل کوئی کہاں ممکن ہے۔ یہ وہ ہیں جن کی پیغمبری کی بشارت موسیٰ و عیسیٰ نے دی ہے۔ اور بہت جلد ان کی بشارت کا اثر ظاہر ہونے والا ہے۔ برسوں سے کتابہائے آسمانی کے پڑھنے اور لکھنے والوں نے اقرار کیا ہے کہ وہ رسول بظاہر اور اہل ارض و سما کے ہدایت کرنے والے ہیں۔

دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب ابوطالب نے اپنا خطبہ تمام کیا قبل اس کے کہ عمرو بن اسد خدیجہؓ کے چچا جواب دیں ورقہ بن نوفل نے کہا کہ میں حمد کرتا ہوں اس خدا کی جس نے ہم کو ایسا ہی بنایا جیسا کہ آپ نے اے ابوطالب بیان فرمایا۔ اور اس نے ہم کو ان لوگوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے جن کا آپ نے ذکر کیا۔ لہذا ہم بزرگان و پیشوایان عرب ہیں اور آپ کی شرافت و کرامت جیسا کہ آپ نے ذکر کیا ہے ہم آپ سے رشتہ کرنے میں فرو عزت و غم کس کرتے ہیں۔ لہذا اے کردہ مردم قریش گواہ رہنا کہ میں نے

انصت ہونے لگا تو کہا اے خدیجہ کوشش کرو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے ہاتھ سے نہ جائے یاں  
کیونکہ ان کے ساتھ مزاجت دنیا و آخرت کی سعادت ہے۔ خدیجہؓ کے ایک چچا ورقہ تھے جو بہت بڑے  
عالم اور آسمانی کتابیں پڑھے ہوتے تھے۔ انہوں نے آنحضرتؐ کے صنایع کتابوں میں دیکھے تھے کہ وہ  
قریش کی اس عورت سے نکاح کریں گے جو قوم میں بزرگ و بلند مرتبہ ہوگی، اور آنحضرتؐ پر بے شمار  
دولت صرف کر دے گی۔ اور ان کے تمام امور میں ان کی معین و مددگار ہوگی۔ ورقہ کو معلوم تھا کہ وہ عورت  
اپنے مال کی زیادتی اور بلند کرداری کے سبب خدیجہؓ نہیں۔ وہ ان سے اکثر کہا کرتے تھے تم ایسے شخص  
کی زوجہ بننے والی ہو جو تمام اہل آسمان و زمین سے افضل و بہتر ہوگا۔ خدیجہؓ کے ہر شہر و آبادی میں  
غلام و مویشی تھے۔ یہاں تک کہ بعضوں نے کہا ہے کہ اسی ہزار اونٹ تھے جو متفرق مقامات پر تھے  
اور ہر ملک و شہر میں ان کے ملازمین و مینبین تجارت کیا کرتے تھے جیسے مصر و شام و حبشہ وغیرہ۔ جناب  
ابوطالبؓ پیر و ضعیف ہو گئے تھے اور آنحضرتؐ کی حفاظت کے خیال سے ترک سفر کر چکے تھے۔ ایک  
روز آنحضرتؐ آپ کے پاس آئے تو آپ کو معنوم و محزون دیکھا۔ پوچھا آپ کے رنج و اندوہ کا کیا سبب  
ابوطالبؓ نے کہا اے فرزند مغلس ہوں، زمانہ ہم پر تنگ ہو گیا ہے ضعیف و کمزور ہوں اور میری وفات  
نزدیک ہے۔ میری دلی تمنا تھی کہ تمہاری شادی کر دیتا جس سے مجھ کو چین و خوشی ہوتی؛ لیکن اس کا انتظام  
میتر نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا چچا جان آپ نے اس کی کیا تدبیر سوچی ہے؟ ابوطالبؓ نے کہا اے فرزند  
برادر خدیجہؓ بہت خویلہ بہت مالدار ہیں اور اکثر اہل مکہ ان کے مال سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کیا تم پسند  
کرتے ہو کہ ان سے کچھ مال حاصل کروں جس سے تم تجارت کرو۔ شاید خدا ہم کو نفع بخشے جس سے ہمارا  
مطلب اور آرزو پوری ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا بہت مناسب ہے جو آپ کے نزدیک بہتر ہو کیجیے پھر  
ابوطالبؓ اپنے بھائیوں کو لے کر خدیجہؓ کے گھر گئے۔ ان کا مکان بہت وسیع و کشادہ تھا۔ اس کی چھت  
پر ریشم کا ایک خیمہ نصب تھا جس میں طرح طرح کے نقش و نگار بنے ہوئے تھے جس کی طنائیں ریشم  
کی تھیں جو فولاد کی میخوں سے بندھی ہوئی تھیں۔ اس سے پہلے ان سے دو شخصوں نے نکاح کیا تھا۔  
ایک عمر و کندہی تھے اور دوسرے عتیق بن عائد۔ ان کے انتقال کے بعد عتیق بن ابی معیط اور صلت ابن  
ابی شہاب نے ان کی خواستگاری کی تھی یہ دونوں چار سو غلام اور بیشتر کینزیں رکھتے تھے۔ ابو جہل  
اور ابوسفیان نے بھی نکاح کا پیغام بھیجا تھا؛ خدیجہؓ نے سب سے انکار کر دیا تھا۔ ان کا دل آنحضرتؐ  
کی طرف مائل تھا کیونکہ راہبوں، کاہنوں اور عالموں سے آنحضرتؐ کے بہت سے اوصاف سن چکے تھے  
اور آپ کے بہت سے معجزے جو قریش نے دیکھے تھے ان سے بیان کیے تھے۔ غرض انہوں نے اپنے  
چچا ورقہ بن نوفل کو بلا کر کہا چچا جان میں اپنا نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ بہت سے لوگوں نے میری خواستگاری  
کی، لیکن میرا دل کسی کو قبول نہیں کرتا ہے۔ ورقہ نے کہا اے خدیجہؓ چاہتی ہو کہ ایک عجیب بات اور  
حیرت انگیز امر کا ذکر تم سے کروں۔ میرے پاس ایک کتاب ہے جس میں بہت سے طلسم اور کلمات بلند  
تحریر ہیں میں بانی ہر ایک کلمہ پڑھتا ہوں تم اسی سے عمل کرو اور انجیل و زبور سے ایک دعا لے لیتا ہوں اس کو

اپنے سر کے نیچے رکھ کر سور ہو لیتا جو تمہارا شوہر ہونے والا ہے اس کو خواب میں دیکھ لو گی۔ خدیجہؓ نے  
اسی طرح عمل کیا اور سوئیں تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا ہے جو درمیان قد ہے جس کی  
آنکھیں کشادہ، ابرو نازک سیاہ چشم اور لب مرخ ہیں اس کا رنگ گل کے مانند نہایت یلغ؛ نورانی  
اور صلیح؛ ابرائیں پر سیاہ کیئے ہوئے ہے۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشان ہے۔ وہ  
ایک لور کے گھوڑے پر سوار ہے جس کی لگام سونے کی ہے اور زین مختلف قیمتی جواہرات سے مرصع  
ہے۔ اس گھوڑے کی صورت آدمیوں کی صورت سے مشابہ ہے۔ اس کے پیر گائے کے پیروں کے مانند  
ہیں وہ ہندنگاہ تک قدم رکھتا ہے۔ وہ سوار ابوطالب کے گھر سے برآمد ہوا۔ خدیجہؓ نے اس کو دیکھا تو اس کو  
گود میں لے کر بٹھالیا۔ یہ خواب دیکھ کر وہ بیدار ہوئیں۔ پھر تمام رات نیند نہ آئی۔ صبح ہوتے ہی اپنے چچا  
کے گھر گئیں اور اپنا خواب بیان کیا۔ ورقہ نے کہا اے خدیجہؓ اگر تمہارا خواب صبح ہے تو تم رستگار کامیاب  
ہو گی۔ تم نے جس کو خواب میں دیکھا ہے اسی کے سر تاج کرامت ہے، وہی روز قیامت گنہگاروں کا شیخ  
دونوں جہان میں عرب و عجم کے لوگوں میں بزرگ و بلند ہے۔ وہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب (صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ جناب خدیجہؓ نے یہ باتیں سنیں تو آنحضرتؐ کی محبت کی آگ سینہ میں مشتعل ہو گئی  
اپنے گھر واپس آئیں اور تنہائی میں بیٹھ کر رونا شروع کیا اور چند درد انگیز اشعار نظم کیے لیکن اپنا راز کسی  
سے بیان نہیں کیا اسی خیال میں جو تھیں ناگاہ دروازہ کھٹکٹا گیا۔ خدیجہؓ کی امید بندھی۔ ایک کینز  
دوڑی ہوئی آئی او بولی مخدومہ؛ بزرگان عرب یعنی فرزند ان عبد المطلب آتے ہیں۔ خدیجہؓ نے نام سننے  
پہی بیتاب ہو گئیں اور فرمایا دروازہ کھول دے اور میرے کہہ دے ان کے لیے فرش پاتے دیبا و مرو  
پکھاتے اور ہر ایک کو ان کے مرتبہ کے موافق بٹھاتے اور میوہ جات اور کھانے حاضر کرے اور خود پس  
برودہ آکر بیٹھ گئیں۔ وہ لوگ جب کھانے پینے سے فارغ ہوئے تو ان سے نہایت لطیف و ظریف گفتگو  
شروع کی خدیجہؓ نے پس پردہ سے انکی باتوں کا جواب دیا کہ اسے بزرگواران مکہ و حرم اپنے قدم سے اپنے  
میرے خاندان عظمت کو نورانی فرمایا۔ آپ کی جو حاجت ہو وہ پوری کی جائے گی۔ جناب ابوطالبؓ نے فرمایا کہ  
ایک حاجت رکھتے ہیں جس کا نفع تم کو بھی پہنچے گا اور اس کی برکتیں تم پر زیادہ ہوں گی۔ ہم اپنے برادر زادے  
محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ایک ضرورت کے لیے آئے ہیں۔ خدیجہؓ نے آنحضرتؐ کا نام سنا تو یقیناً  
بولیں کہ وہ خود کہاں ہیں۔ میں ان کی حاجت انہی کی زبانی سننا چاہتی ہوں۔ انکی جو خواہش ہوگی دل و  
جان سے پوری کروں گی۔ عباس نے کہا میں جا کر ان کو بلا لاتا ہوں۔ جناب عباس آئے لیکن حضرتؐ کو  
نہ پایا۔ ان کی تلاش میں ہر طرف دوڑے یہاں تک کہ کوہ حرا پر پہنچے۔ وہاں حضرتؐ کو خواب گاہ ابراہیم علیہ السلام  
میں سوتے ہوئے پایا۔ وہ اپنی ردا سے مبارک پلٹے ہوئے تھے اور ایک بہت بڑا اڑدہ آپ کے  
سر ہانے بیٹھا تھا جس کے دھن میں پھولوں کی ایک پکھڑی تھی جس سے آنحضرتؐ کو پکھا بھل رہا تھا جناب  
عباس کہتے ہیں کہ میں نے اڑدہ کو دیکھا تو آنحضرتؐ کے لیے خوفزدہ ہوا۔ اپنی توار نکال کر اس پر چڑھ گیا  
اس نے میری طرف رخ کیا تو میں چڑھ اٹھا کہ بھتیجے میری خبر لو۔ آنحضرتؐ نے آنکھ کھولی اور وہ اڑدہ اٹھ



ہو گیا۔ مجھ سے پوچھا کہ کیوں تلوار کھینچے ہوئے ہیں۔ میں نے صورتِ واقعہ بیان کیا تو آپؐ نے تبسم فرمایا اور کہا وہ اژدہا نہیں بلکہ ایک فرشتہ تھا جس کو خداوند عالم میری حفاظت کے لیے بھیجا کہ تلہ سے میں نے اس کو اکثر دیکھا ہے اور اس سے گفتگو کی ہے۔ اُس نے مجھ کو بتایا ہے کہ میں خدا کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں خدا نے مجھے آپؐ پر مومل فرمایا ہے کہ شب و روز دشمنوں کے مکر و فریب سے آپؐ کی حفاظت کروں۔ جناب عباسؓ نے کہا اے فرزندِ برادر کوئی تمہارے فضل و شرف سے انکار نہیں کر سکتا، اور یہ تمام اُمور تمہارے لیے بعید نہیں ہیں۔ اس وقت آؤ خدیجہؓ کے مکان پر چلیں۔ وہ چاہتی ہیں کہ تم کو اپنے اموال پر امین قرار دیں۔ تاکہ تم جس شہر کی طرف تجارت کے لیے جانا چاہو جاؤ حضرتؐ نے فرمایا میں تو شام کی جانب جانا چاہتا ہوں۔ عباسؓ نے کہا تم کو اختیار ہے۔ غرض خدیجہؓ کے مکان کی طرف چلے اور آنحضرتؐ کا نورِ پہلے سے پہنچ کر خدیجہؓ کے مکان کو روشن و منور کر رہا تھا۔ جس کو دیکھ کر خدیجہؓ نے میسرہ برا اعتراض کیا کہ روزِ نیمہ کیوں بند نہیں کیا کہ دھوپ اُڑ رہی ہے۔ میسرہ نے خیمہ کو اچھی طرح دیکھ کر کہا اے خاتون کوئی سوراخ تو ہے نہیں، پھر میں نے نہیں آتا کہ یہ روشنی کیسی ہے۔ میسرہ خیمہ سے باہر آیا تو دیکھا کہ جناب رسولؐ خدا حضرت عباسؓ کے ساتھ چلے آ رہے ہیں اور ایک نور آفتاب کے نور سے بہت زیادہ روشن آپؐ کی پیشانی مبارک سے چمک رہا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ حضرت خدیجہؓ کے پاس دوڑا اور ان کو خوشخبری دی کہ یہ نور آفتاب رسالت ہے جس نے ہمارے خیمہ کو روشن کر رکھا ہے۔ جب حضرتؐ داخل ہوئے آپؐ کے چاسب کے استقبال کے لیے آئے اور آپؐ کو لے جا کر بدرِ کامل کی طرح ستاروں کے گرد صدرِ عیسیٰ میں بٹھایا۔ خدیجہؓ نے حضرتؐ کیلئے طعام بھیجا، حضرتؐ نے تناول فرمایا۔ پھر خدیجہؓ پس پردہ آکر بولیں اے میرے سردار میرے تائیک گھر کو اپنے نورِ جمال سے منور فرمایا اور میری وحشت کو اپنی موانست سے تبدیل کیا کیا آپؐ پسند کرتے ہیں کہ میرے اموال پر امین ہو کر جس شہر چاہیں تجارت کے لیے تشریف لے جائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں میں آمادہ ہوں اور شام کی جانب جانا چاہتا ہوں۔ خدیجہؓ نے کہا آپؐ کو اختیار ہے، اؤ میرے مال پر آپؐ کو پورا پورا اُحق ہے جس طرح چاہیں تجارت کریں میں آپؐ کے لئے اس سفر کے عوض سو اوقیہ سونا اور سو اوقیہ چاندی اور دو خردار بار اور دو اونٹ مقرر کرتی ہوں۔ آپؐ کو منظور ہے؟ ابوطالبؓ نے کہا کہ وہ بھی راضی ہیں اور ہم بھی راضی ہیں۔ اور اے خدیجہؓ تم کو ایک ایسے امین کی ضرورت تھی جس کی امانت و دیانت اور تقویٰ و طہارت پر تمام عرب کا اتفاق ہو۔ خدیجہؓ نے کہا ہاں۔ پھر آنحضرتؐ سے کہا اے میرے سردار کیا آپؐ اونٹ پر مال بار کر سکتے ہیں فرمایا ہاں۔ خدیجہؓ نے میسرہ سے کہا ایک اونٹ لاؤ۔ میں دیکھوں کہ یہ بزرگوار کس طرح بار کرتے ہیں۔ میسرہ ایک نہایت مست و ذریہ اونٹ لایا تاکہ آزمائش ہو۔ اُس سے کسی راہی کو مقلد کی تاب نہ تھی۔ جب وہ نزدیک لایا گیا اس کے منہ سے کف جاری تھا۔ اس کی آنکھیں سُرخ ہو رہی تھیں، اُس سے ڈراؤنی آواز نکل رہی تھی۔ جناب عباسؓ نے کہا اے میسرہ کیا اس سے ذمہ مزاج کوئی اونٹ نہ تھا جس کے

آنحضرتؐ کے نور سے خدیجہؓ کا مکان روشن ہوتا

آنحضرتؐ کے امتحان کیلئے ایک کسبہ اور اُن کا جانا تاکہ آپؐ اس پر مال بار کرنا عادی ہو جائیں۔

ذریعہ سے میرے بھتیجے کا امتحان لیتا؟ حضرتؐ نے فرمایا اے چچا اس کو میرے پاس آنے تو دیجئے جب وہ اونٹ سید بشیر و نذیر کے قریب آیا اپنے زانو زین پر پھینکا دیئے اور اپنا منہ حضرتؐ کے قدموں پر ملنے لگا۔ جب حضرتؐ نے اپنا دست مبارک اُس کی پشت پر پھیرا تو وہ بزبان فصیح گویا ہوا کہ کون ہے میرے مثل کہ سید المرسلین میری پشت پر ہاتھ پھیر رہا ہے۔ یہ سنکر وہ عورتیں جو جناب خدیجہؓ کے پاس موجود تھیں کہنے لگیں کہ یہ تو بڑا سخت جادو ہے جو اس نیم سے ظاہر ہوا۔ جناب خدیجہؓ نے فرمایا کہ یہ سب جادو نہیں ہیں بلکہ واضح نشانیاں اور روشن معجزات ہیں۔ پھر جناب خدیجہؓ نے چند جوڑے کپڑے منگائے اور حضرتؐ سے عرض کی اے میرے سردار آپؐ کا لباس سفر کے لیے مناسب نہیں ہے میری خواہش ہے کہ آپؐ ان کپڑوں کو زیب جسم فرمائیں یہ کپڑے آپؐ کے تن اقدس سے بڑے اور کشادہ ہیں مگر ان کو چھوٹا کیئے دیتی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہر لباس میرے بدن پر ٹھیک ہوتا ہے اور یہ بھی حضرتؐ کا ایک معجزہ تھا کہ چھوٹا بڑا کیسا ہی لباس جسے آپؐ پہن لیتے وہ آپؐ کے جسم نورانی پر بالکل صحیح ہو جاتا۔ چھوٹا ہوتا تو بڑا ہو جاتا اور بڑا ہوتا تو چھوٹا ہو جاتا۔ وہ دو جوڑے کپڑے تھے۔ قبائلی مھر کے، اور دو جوتے تھے عدنی۔ میں نے، دو چادریں تھیں، ایک عراقی عمامہ، دو چوڑے کے مونے اور ایک عصائے خیزران۔ حضرتؐ نے ان کپڑوں کو پہنا اور مثل ماہِ شب چہارہ خدیجہؓ کے مکان سے طالع ہوئے۔ خدیجہؓ نے اپنے ناقہ صہبا کو طلب کیا جو مکہ میں بہترین رفتار میں مشہور تھا اور آنحضرتؐ کی سواری کے لیے بھیجا اور اپنے دو غلام میسرہ اور تاصح کو بلا کر کہا کہ یاد رکھو کہ یہ مرد بزرگ جس کو میں نے اپنے اموال پر امین قرار دیا ہے بادشاہ فریش اور سید اہل حرم ہے کسی کو اُس سے زیادہ طاقت و اختیار نہیں میرے مال میں وہ جو کچھ چاہے کرے اس کو اختیار ہے۔ تم کو اُحق نہیں کہ کسی معاملہ میں اُس سے باز پرس کرو۔ اس سے ہمیشہ ادب و عاجزی سے کلام کرنا۔ تمہاری آواز اس کی آواز پر بلند نہ ہونے پائے۔ میسرہ نے کہا برسوں سے میرے دل میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت جاگزیں ہے اور اب اور بڑھ گئی اس لیے کہ آپؐ بھی ان کو دوست رکھتی ہیں۔

غرض آنحضرتؐ خدیجہؓ سے رخصت ہو کر سفرِ شام کی جانب متوجہ ہوئے۔ میسرہ اور تاصح ہمراہ رکاب چلے اور تمام اہل مکہ انط میں جمع ہوئے تاکہ آنحضرتؐ کو رخصت کریں۔ جب حضرتؐ انط میں پہنچے نور آفتاب جمال کوہ و دشت پر چمکا۔ جمع شدہ مرد و زن آپؐ کے حسن و جمال کو دیکھ کر متعجب ہوئے، حضرتؐ نے دیکھا کہ خدیجہؓ کے اموال اونٹوں پر بار نہیں ہوئے ہیں سب زمین پر پڑے ہیں۔ غلاموں سے پوچھا کہ اونٹوں پر یہ سامان کیوں نہیں باندھے گئے؟ انہوں نے کہا اے سرورِ عالم ہم کام کرنے والے کم ہیں اور مال زیادہ ہے۔ یہ سنکر اُس معدنِ رحم و کرم کو ان پر رحم آگیا اور آپؐ ڈانگی ملتی کر کے اُترے اور اُن واحدین بقدرتِ یدِ الہی ہر اونٹ پر نہایت مضبوطی سے سامان باندھا۔ اونٹوں کو جو اشارہ کرتے وہ حکمِ خدا عمل میں لاتے اور اپنے منہ حضرتؐ کے قدموں پر ملتے۔ جب دھوپ تیز ہوتی آپؐ کے چہرہ اقدس سے پسینے کے قطرے ٹپکے جنکو دیکھ کر حاضرین کے دلوں کو تکلیف ہوتی

آنحضرتؐ کا جوہر کہ وہ بڑا لباس پہنے کے اُن کی پر مال باندھتا تھا



جناب عباس نے چاہا کہ آپ کے سر پر سایہ کریں، ناگاہ ساکنین ملکوت نے شور مچایا اور دروازے رحمت سبحانی جوش میں آیا۔ جبریلؑ کو حکم ہوا کہ رضوان اور خزینہ دار بہشت سے کہے کہ اس ابر کو باہر لائے جس کو میں نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے آدم کی خلقت سے دو ہزار سال قبل خلق فرمایا ہے وہ آنحضرتؐ کے سر پر سایہ فگن ہوتا کہ حرارت آفتاب اثر نہ کرے جب حاضرین نے اس ابر رحمت کو دیکھا ان کی آنکھیں حیرت سے بند گئیں۔ عباس نے کہا کہ یہ بندہ اپنے پروردگار کے نزدیک اس قدر گرامی ہے کہ میرے چتر کی اس کے لئے ضرورت نہیں۔ غرض قافلہ روانہ ہوا اور جب وہ لوگ حلقۃ الوداع تک پہنچے مطعم بن عدی نے کہا اسے گروہ قریش آپ لوگ اس سفر پر روانہ ہیں جس میں جنگلات اور خوفناک درے راہ میں ہیں۔ لہذا مناسب ہے کہ اپنے گرد وہ میں ایسے شریف ترین شخص کو قافلہ سے آگے رکھوں جس پر سب کو اعتماد و بھروسہ ہو جس سے کسی کو اختلاف نہ ہو۔ اس کی اس رات پر سب نے تعریف کی۔ بنو مخزوم نے کہا ہم ابو جہل کو اپنا سربراہ بناتے ہیں۔ بنی عدی نے مطعم کو پیش کیا، بنو النظیر نے حارث کو اپنا سرگردہ بنانا چاہا، بنو زہرہ نے کہا ہم انجن بن الجراح کو لیمہ قرار دیتے ہیں۔ بنو لوی بولے کہ ہم ابوسفیان کو پیش رو بناتے ہیں۔ میرے نے کہا ہم سوائے محمد بن عبد اللہ کے کسی کو قافلہ پر مقدم نہیں کر سکتے اور بنو ہاشم نے بھی یہی کہا۔ ابو جہل علیہ اللعنة نے کہا اگر ایسا کرے گا تو ہم اپنی تلواریں اپنے سینوں میں گھونپ لیں گے۔ یہ سنکر جناب حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار کھینچ کر کہا اسے غیبت ترین مردم اور بدترین کردار تو رہیں بننے کا دعویٰ کرتا ہے خدا کی قسم ہم گوارا نہیں کر سکتے سوائے اس کے خدا تیرے ہاتھوں اور پیروں کو قطع کرے اور تیری آنکھوں کو اندھا کرے تو اپنے مرنے سے ہم کو ڈراتا ہے۔ یہ دیکھ کر جناب رسول خداؐ نے فرمایا چاچا جان اپنی تلوار نیام میں رکھیں نزاع و مخالفت سے پرہیز کیجئے اور سفر کا آغاز فتنہ و فساد سے نہ ہونے دیجئے۔ دن کے اول حجتہ میں یہ آگے چلیں، آخری حجتہ میں ہم چلیں۔ غرض قریش آگے ہوئے۔ پھر اسی قرار داد کے مطابق چند منزل طے کرتے ہوئے ایک وادی میں پہنچے جس کو وادی الامواہ کہتے تھے۔ وہ سیلابوں کا محل اجتماع تھا ناگاہ ایک ابر ظاہر ہوا۔ پیغمبر خداؐ نے فرمایا کہ اس وادی میں سیلاب کا بہت خطرہ ہے بہتر یہ ہے کہ ہم دن کوہ میں قیام کریں۔ عباس نے کہا اے جتھے جو تمہاری رالٹے ہوگی، ہم اس پر بسر و چشم عمل کریں گے۔ غرض آنحضرتؐ کے ارشاد کے مطابق اہل قافلہ میں منادی کی گئی کہ اپنے بار پہاڑ کے دامن میں کھولیں اور وہاں منزل کریں۔ سب نے اس رات سے اتفاق کیا سوائے ایک شخص کے جو بنی جمح میں سے تھا۔ اس کے ساتھ بہت سامان تھا۔ اس نے وہیں قیام کیا اور کہا لوگو تمہارے دل کیس قدر کمزور ہو گئے ہیں۔ تم ایسی چیز سے بھاگتے ہو جس کا کوئی اثر و نشان تک نہیں۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ آسمان سے پانی برستا شروع ہوا۔ اور اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنے پایا تھا کہ سیلاب نے اس کو اس کے تمام مال سمیت عذاب الہی کی آگ میں جھونک دیا اور دوسرے تمام لوگ آنحضرتؐ کی برکت سے صحیح و سالم بچ گئے۔ چار روز تک اس مقام پر سب ٹھہرے رہے اور ہر روز سیلاب بڑھتا رہا میرے نے کہا میرے سردار

سوار قافلہ پر بھی ناہم اور بالکل میں ناراض اور صواب قرار دیا اور حضرت کا کھانا کھا۔

آنحضرتؐ کی تلوار اور تلوار کا کھانا کھا۔

یہ سیلاب ایک مہینے تک ختم نہ ہو گا اور کوئی اس پانی سے عبور نہیں کر سکتا۔ اور اس مقام پر زیادہ دنوں قیام کرنا مناسب نہیں ہے۔ زیادہ بہتر ہے ہم مکہ واپس چلیں۔ حضرت نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور سو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ ان سے کہتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ فکر و تردد نہ کیجئے۔ صبح کو قافلہ کی روانگی کا حکم دے دیجئے اور پانی کے کنارے جا کر کھڑے ہو جائیے ایک سفید پرندہ آئے گا وہ اپنے پروں سے پانی پر ایک خط کھینچے گا۔ اسی نشان پر آپ بسم اللہ و باللہ کہہ کر روانہ ہوں اور اپنے ہمراہیوں سے بھی فرمائیں کہ یہی کلمات کہتے ہوئے چلیں۔ جو ان کلمات کو زبان پر جاری کرے گا وہ صحیح و سالم عبور کر جائے گا جو نہیں کہے گا وہ ڈوب جائے گا۔ حضرت خواب سے شاد و خرم بیدار ہوئے اور میرے سے فرمایا کہ قافلہ میں نہا کرے کہ روانگی کے لیے تیار ہو جائیں۔ میرے نے اپنا سامان بار کیا، لوگوں نے کہا اس سیلاب سے کیونکر گذر سکتے ہیں اس پر سے تو شستی پر بھی گزرنا مشکل ہے۔ میرے نے کہا میں محمدؐ کی مخالفت نہیں کر سکتا تم کو اختیار ہے۔ غرض آنحضرتؐ وادی کے کنارے آکر کھڑے ہوئے ناگاہ ایک طائر سفید پہاڑ کی چوٹی سے اڑتا ہوا آیا اپنے مبارک بازوؤں سے پانی کی سطح پر ایک خط کھینچا جو لوہے کی طرح نمایاں ہو گیا۔ حضرت نے زبان مبارک سے کہا بسم اللہ و باللہ اور روانہ ہوئے۔ پانی آپ کی نصف پندلی تک بھی نہ تھا۔ اور حضرت نے پکار کر کہا سب بسم اللہ و باللہ کہتے ہوئے میرے پیچھے چلے آؤ جو شخص یہ کلمہ کہے گا نجات پائے گا، جو شخص نہ کہے گا وہ غرق ہو جائے گا۔ یہ سنکر سب یہ کلمہ زبان پر جاری کرتے ہوئے روانہ ہوئے اور سلامتی کے ساتھ اس پانی سے گذر گئے سوائے دو شخصوں کے ایک بنی جمح سے اور دوسرا بنی عدی سے۔ ان میں سے ایک نے تو بسم اللہ کہا اور صحیح و سالم گزر گیا مگر دوسرے نے بسم اللات والعرزی کہا وہ ڈوب گیا۔ ابو جہل نے کہا یہ سحر عظیم تھا۔ دوسروں نے کہا کہ نہیں یہ جادو نہیں ہے بلکہ محمدؐ اپنے پروردگار کے نزدیک گرامی ترین خلق ہیں۔ لیکن ابو جہل کے دل میں حسد کی آگ زیادہ بھڑک اٹھی۔ اٹھائے راہ میں وہ ملعون ایک کنوئیں پر پہنچا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اپنی مشکیں بھرو اور چھپا لو پھر کنوئیں کو پاٹ دو جب بنی ہاشم اس جگہ پہنچیں گے پیاس سے ہلاک ہو جائیں گے اور میرے دل کو محمدؐ کی ہلاکت سے تسکین ہو جائے گی۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر محمدؐ اس سفر میں مکہ صحیح و سالم پہنچیں گے تو ان کو ہم لوگوں پر بہت فاقیت ہو جائے گی جو ہم ہر اشت نہیں کر سکتے۔ غرض مشکیں پانی سے بھر لیں اور کنوئیں کو پاٹ دیا اور اپنے ہمراہیوں کو لے کر روانہ ہو گیا۔ اور اپنے ایک غلام کو پانی کی ایک مشک دے کر کہا کہ اس پہاڑ کے پیچھے پوشیدہ ہو جا۔ جب محمدؐ اور ان کے اصحاب یہاں پہنچیں اور تشنگی کے سبب ہلاک ہو جائیں تو مجھ کو اگر خوشخبری دینا میں تجھ کو آزاد کر دوں گا اور جو کچھ تو چاہے گا تجھ کو عطا کر دوں گا۔ غرض آنحضرتؐ مع اپنے ہمراہیوں کے وہاں پہنچے اور کنوئیں کو پٹا ہوا پایا تو لوگ اپنی زندگی سے مایوس ہو کر آنحضرتؐ کے پاس ڈٹے ہوئے آئے اور واقعہ بیان کیا۔ حضرت نے اپنے ہاتھ آسمان کی جانب بلند کیے اور دعا کی ساتھ ہی آپ کے پروں کے نیچے سے آب شریں کا صاف و شفاف چشمہ جاری ہوا جس میں سے سب لوگوں نے پانی پیا اور جان و دل

آنحضرتؐ کی برکت سے سیلاب کا ماحول صحیح و سالم ہو گیا۔

آنحضرتؐ کی برکت سے سیلاب کا ماحول صحیح و سالم ہو گیا۔

بھی میرا ب کیا اور مشکیں پانی سے بھر لیں، پھر وہاں سے روانہ ہوئے۔ ابو جہل نے غلام یہ سب دیکھ کر ہاتھ  
 دھو آگے بڑھ کر اُس ملعون کے پاس آیا۔ اُس نے دیکھتے ہی پوچھا اے غلام کیا خبر ہے اس نے کہا واللہ  
 جو شخص محمدؐ سے دشمنی کرے گناہات نہیں پاسکتا۔ پھر تمام واقعہ بیان کیا۔ ابو جہل ملعون بہت غضبناک ہوا  
 اور اُس کو گالیاں دیں۔ غرض وہ قافلہ شام کی ایک وادی میں پہنچا جس کو ذبیان کہتے تھے اس میں  
 بھاریاں اور بیشمار درخت تھے۔ ناگاہ ایک بہت بڑا اژدھا درخت خرباکے برابر چھاڑوں سے نکلا  
 اور اپنا بدن کھولا جس سے نہایت ہیبت ناک آواز نکل رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے آگیں بھی تھیں  
 ابو جہل نے اس کا اونٹ اس کو دیکھتے ہی بھڑکا اور اس ملعون کو اپنی پیٹھ سے گر کر بھاگا۔ اس کے پہلو کی ہڈیاں ٹوٹ  
 گئیں اور وہ لعین بے ہوش ہو گیا۔ ہوش آیا تو اپنے غلاموں سے کہا ایک کنسے جل کر پھرو۔ محمدؐ کا قافلہ  
 بھی آتا ہوگا۔ ممکن ہے اُن کا اونٹ بھی اسی طرح بھگے اور ان کو ہلاک کر دے۔ غرض وہ لوگ ہال بھر گئے  
 تھوڑی دیر میں سردار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قافلہ بھی وہاں پہنچ گیا۔ آنحضرتؐ نے اس کو دیکھ کر  
 فرمایا اے سپر شام یہاں تم لوگوں نے کیوں قیام کیا یہ جگہ تو پھرنے کی نہیں ہے۔ اُس نے کہا مجھے  
 آپ سے آگے چلتے ہوئے شرم آتی ہے کیونکہ آپ سید عرب ہیں۔ میں نے چاہا کہ آپ آگے چلیں  
 ہم لوگ آپ کے پیچھے رہیں گے۔ خدا کی لعنت ہے اُس پر جو آپ سے مقدم ہوتا چاہے۔ یہ سب  
 جناب عباس خوش ہو گئے۔ اور چاہا کہ آگے بڑھیں حضرتؐ نے فرمایا چاچا جان بھڑکتے ان کا ہوک  
 آگے بڑھنا نہ کرو ورنہ سب سے خالی نہیں ہے۔ پھر حضرتؐ خود آگے روانہ ہوئے۔ جب دُور میں  
 داخل ہوئے تو اژدھا نکلا اور آنحضرتؐ کا ناقہ بھاگنا چاہتا تھا کہ آپؐ نے فرمایا کس چیز سے ڈرتا ہے  
 تجھ پر تو خاتم المرسلین سوار ہے۔ پھر اژدھے سے خطاب فرمایا کہ جس راہ سے آیا ہے اُسی راہ  
 سے چلے جا اور ہمارے قافلہ میں کسی سے متعرض نہ ہونا۔ اژدھا بقدرت الہی گویا ہوا اور کہا اَلسَّلَامُ  
 عَلَیْكَ يَا مُحَمَّدُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا اَحْمَدُ حضرتؐ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ مِنْ اَتْبَعِ الْهُدَا  
 اژدھے نے عرض کی اے محمدؐ میں جانوروں میں سے نہیں ہوں بلکہ جنوں کے بادشاہوں میں سے ہوں  
 میرا نام لام بن الیم ہے۔ میں آپ کے جد ابراہیمؑ خلیل کے ہاتھ پر ایمان لایا ہوں۔ میں نے اُن  
 سے التماس کیا تھا کہ میری شفاعت فرمائیں اُن حضرتؐ نے بتایا کہ شفاعت میرے ایک فرزند  
 سے مخصوص ہے جس کا نام محمدؐ ہوگا۔ اور مجھے آگاہ کیا تھا کہ اس مقام پر آپؐ کی خدمت میں مشرف  
 ہوں گا۔ میں مدت سے حضورؐ کا انتظار کر رہا تھا آج باریابی حاصل ہوئی۔ میری التجا یہ ہے کہ حضورؐ  
 مجھے اپنی شفاعت سے محروم نہ رکھیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا اب غائب ہو جا اور ہمارے  
 قافلہ میں کسی سے تعرض نہ کرنا۔ یہ سنتے ہی وہ اژدھا غائب ہو گیا۔ اس واقعہ سے حضرتؐ کے معتقدین  
 شاد و مسرور ہوئے، اور حسد کرنے والے اور جلنے لگے۔ حضرتؐ کے چاچوں نے آنحضرتؐ کی مدح  
 میں اشعار پڑھے۔ پھر وہاں سے روانہ ہو کر ایک ایسی وادی میں پہنچے جہاں امید تھی کہ پانی ہوگا،  
 لیکن وہاں نہیں پانی کا نشان نہ تھا۔ اہل قافلہ پیاس سے بیتاب ہوئے تو آنحضرتؐ نے اپنی اسٹین لٹنی

ابو جہل کے غلام کا اس کو حضرتؐ کے محبوب کی اطلاع دینا۔

دور دور کی بات ہے کہ اژدھا کی شفاعت سے حضرتؐ کو پانی ملا۔

ہمک پڑھا تو اور بالوکے اندر دست مبارک لے گئے اور سر آسمان کی جانب اٹھا کر دعا کی۔ ناگاہ آپؐ  
 کی انگلیوں کے درمیان سے پانی پھوٹ نکلا کہ نہریں رواں ہو گئیں۔ آخر جناب عباسؓ نے عرض کی  
 اے برادر زار دے بس کہو۔ خوف ہے کہ ہمارے اموال و سامان غرق ہو جائیں۔ غرض لوگوں نے  
 وہ پانی پیا۔ جانوروں کو پلایا اور مشکیں بھریں۔ پھر حضرتؐ نے میسرہ سے فرمایا کہ اگر کچھ خربا ہو تو  
 لاؤ میسرہ ایک طبق خرمالایا، حضرتؐ نے خرموں کو کھایا اور ان کے بیج زمین میں چھپاتے گئے۔ عباس  
 نے پوچھا یہ کس لینے کر رہے ہیں؟ فرمایا چاہتا ہوں کہ یہاں ایک نخلستان ہو جائے۔ عباسؓ نے پوچھا کیا  
 اس میں پھل بھی آجائیں گے؟ فرمایا ہاں اسی وقت آپؐ میرے پروردگار کی قدرت دیکھیں گے۔ اس کے  
 بعد قافلہ چلا۔ تھوڑی دُور جانے کے بعد حضرتؐ نے فرمایا اے چاچا جان واپس جا بیتے اور درختوں کو دیکھتے  
 اور میرے لینے اُن میں سے خرمالے آیتے۔ جناب عباس واپس آئے تو دیکھا کہ درخت آسمان سے پائیں  
 کر رہے ہیں رطب کے خوشے اور خرے لٹکے ہوئے ہیں۔ انہوں نے تین اُونٹوں پر خرے باندھ کر  
 اور آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے جن کو قافلہ کے تمام لوگوں نے کھایا اور شکر الہی بجالائے در آنحضرتؐ  
 کی مدح و ثنا کرنے لگے۔ ابو جہل نے کہا اے قوم ان خرموں کو مت کھانا جس کو اس جادوگر نے تیار  
 کیا ہے۔ پھر قافلہ چلتے چلتے کہ دن گاہ ایلہ تک پہنچا جہاں ایک دیر تھا جس میں بہت سے راہب  
 تھے ان میں ایک راہب سب سے زیادہ عقلمند تھا جس کو فلیق بن یونان بن عبد الصلیب کہتے تھے  
 اس کی کنیت ابو جہیر تھی اس نے تمام آسمانی کتابوں میں آنحضرتؐ کے اوصاف پڑھے تھے جب  
 انجیل پڑھتا اور آنحضرتؐ کے صفات پر نظر پڑتی تو رونے لگتا اور کہتا کہ فرزند وکون ہوگا جو مجھ اس  
 بشیر و نذیر کی خوشخبری دے گا جو تہامہ سے تاج کرامت پہننے ہوئے مبعوث ہوگا اس پر برابر سایہ کرے گا  
 اور وہ روز قیامت گہنگاروں کی شفاعت کرے گا۔ دوسرے راہب اُس سے کہتے تھے دور و کر اپنے  
 تین ہلاک کرتے ہو شاید اس پیغمبرؐ جلیل کی بعثت قریب ہے۔ اُس نے کہا خدا کی قسم ممکن ہے کہ وہ  
 مکہ میں ظاہر ہوا ہو۔ اور خدا کے نزدیک اس کا دین اسلام ہے۔ تم میں سے کون یہ خوشخبری مجھ کو دے گا  
 کہ وہ زمین حجاز سے اس مقام پر آیا ہے اُس کے سر پر برابر سایہ فکھ ہے۔ غرض وہ بار بار حضرتؐ کو یاد  
 کرتا اور روتا تھا یہاں تک کہ اس کی بیانی کمزور ہو گئی۔ ایک روز راہبان صومعہ راستہ کی جانب دیکھ  
 رہے تھے کہ دامن صحرا سے ایک قافلہ کا نشان ظاہر ہوا قافلہ کے آگے آگے ایک آفتاب تھا جس پر  
 ابر سایہ کئے ہوئے تھا اور اس کی روشن پیشانی سے نور نبوت اس طرح چمک رہا تھا کہ آنکھیں ٹھہرتی  
 تھیں یہ دیکھ کر وہ راہب چلا اٹھے کہ اے پدر یہ قافلہ حجاز کی جانب آ رہا ہے۔ راہب نے کہا اے  
 فرزند ان روحانی بہت سے قافلے اُس سرزمین سے آتے لیکن اُن میں میرا یوسف نہ تھا اور میری آنکھیں  
 اس کی چھائی میں پھرا گئیں۔ ان لوگوں نے کہا اے پدر اس قافلہ سے ایک نور آسمان تک چمک رہا ہے  
 اُس نے کہا غالباً وہ وقت آگیا کہ مفارقت کی تاریک رات مواصلت کی صبح صادق سے تبدیل ہو گئی تھی  
 اُس نے آسمان کی جانب رخ کر کے کہا اے معبود اے میرے آقا و مولا اسی محبوب کے صدق میں



جس کا اشتیاق ہر وقت میرے دل میں زیادہ ہوتا جاتا ہے میری آنکھیں مجھے پھر عطا کر دے تاکہ اُس کے آفتابِ جمال کو دیکھوں۔ ابھی اس کی دعا تمام نہیں ہوئی تھی کہ اُس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ پھر تو اُس نے دوسرے راہبوں سے خطاب کیا کہ دیکھا تم نے میرے محبوب کی قدر و منزلت میرے معبود کے نزدیک کس قدر ہے۔ پھر بولا اے فرزندِ واکر وہ پیغمبرِ مبعوث اس گروہ کے درمیان ہے تو اس وقت کے نیچے قیام کرے گا، اور یہ درخت خشک اس کی برکت سے سرسبز ہو جائے گا اور اس میں پھل لگ جائیں گے کیونکہ بہت سے انبیاء اس درخت کے نیچے بٹھ رہے ہیں اور وہ عیسے کے زمانہ سے اس وقت تک خشک پڑا ہے اور اس کنویں میں مَدّوں سے پانی نہیں ہے مگر وہ اسی میں سے پانی پیتے گا۔ تھوڑی دیر بعد وہ قافلہ بھی دیاں پہنچ گیا اور کنویں کے گرد قیام پذیر ہوا۔ اُونٹوں سے سامان بھول کر رکھا۔ چونکہ جناب رسولِ خدا ہمیشہ اہل قافلہ سے علیحدہ تنہائی پسند فرمایا کرتے تھے اور ذکرِ خدا کیا کرتے تھے اس لیے اُسی درخت کی جانب چلے۔ جب آپؐ نے اُس کے نیچے قیام فرمایا وہ اُسی وقت سرسبز ہو گیا اور اُس میں پھل پیدا ہو گئے۔ پھر حضرت دیاں سے اُٹھے اور کنویں پر آئے اُس میں پانی نہ تھا آپؐ نے اُس میں اپنا لعابِ دہن ڈالیں فوراً چاروں طرف سے اُس میں پستے اُبل پڑے اور کونالِ آبِ شیریں سے بھر گیا۔ راہب نے یہ حالات جو دیکھے بولا کہ اے فرزندِ و میرا مطلب یہی ہے۔ دوڑو اور جلد بہترین کھانا تیار کرو تاکہ میں اُس کی خدمت میں حاضر ہوں کیونکہ وہ سیدِ انام ہے میں اُس سے تمام راہبوں کے لیے امان طلب کروں۔ یہ سن کر وہ کھانے کی تیاری میں مشغول ہو گئے پھر اُسے کہا جادو اور اُس گروہ کے سردار سے ملو اور کہو ہمارے باپ آپ لوگوں کو سلام کہتے ہیں، اور آپ کیلئے طعام کا انتظام کیا ہے۔ التماس ہے کہ آپ لوگ کھانے کے لیے صومعہ میں تشریف لے جائیں۔ قاصد کی ملاقات ابوہلّ ملعون سے ہو گئی۔ اُس نے راہب کا پیغام پہنچایا۔ ابوہلّ نے قافلہ کے درمیان دلائی کہ اس راہب نے ہماری دعوت کی ہے سب کھانے کے لیے دیر میں چلو۔ لوگوں نے کہا ہم اپنے اہل و اسباب کے پاس کس کو چھوڑیں؟ ابوہلّ نے کہا محمدؐ کو کیونکہ وہ سچے اور امین ہیں اہل قافلہ نے حضرت سے التجائی کہ اُن کے اموال کے پاس بیٹھ جائیں اور ابوہلّ آگے آگے اور اہل قافلہ کے پیچھے صومعہ میں داخل ہوتے۔ راہبوں نے ان کو عزت و احترام سے بٹھایا اور کھانا ان کے سامنے حاضر کیا۔ وہ کھانے میں مشغول ہوئے تو راہب نے اپنی لُٹی سر سے اُتاری اور ایک ایک کے پاس جا کر ان کے چہرے دیکھنا شروع کیا، لیکن کسی میں صفاتِ پیغمبرِ آخر الزمان نظر نہ آئے تو اُس نے اپنی کلاہ سینکڑی اور بیچ اٹھا کہ دانتے ناکامی مجھے اپنا مطلوب نظر نہیں آتا۔ پھر پوچھا کہ اے گروہ قریش تم سے کوئی باقی رہ گیا ہے جو یہاں نہیں آیا؟ ابوہلّ نے کہا ہاں ایک طفلِ نوخیز جو ایک عورت کا بچہ ہے اس کی طرف سے تجارت کے لیے آیا ہے۔ ابھی اس کا کلام ختم نہ ہوا تھا کہ جنابِ حمزہؓ نے اپنی جگہ سے دست کی اور پہنچ کر اس کے مُنہ پر ایک طمانچہ مارا جس سے وہ پیچھے کے بل گر پڑا۔ اور فرمایا یہ بچہ نہیں تاکہ بیشرو و نذیر اور سراجِ منیر باقی ہے اور ہم نے اس کو اس کی امانت و جلالِ کرامت اور دانتے سبب

فیلق بن یوتان واپس کے ملاقات اور اسکے قتل کے واقعہ کا آئینہ دار۔ اے۔ اے۔ الیم۔

اپنے مال و متاع کے پاس چھوڑ دیا ہے کیونکہ ان صفات میں ہم میں کوئی اس سے بہتر نہیں ہے۔ پھر حجرہ نے اس سے کہا کہ یہ کتاب جو تمہارے ہاتھ میں ہے مجھے دکھاؤ کہ اس میں کیا لکھا ہے تاکہ میں مشکل حل کر دوں اور تم جس کو چاہتے ہو اُس سے ملاقات کرو۔ راہب نے کہا اے میرے سردار یہ وہ نسخہ ہے جس میں پیغمبرِ آخر الزماں کے اوصاف لکھے ہیں۔ کہ وہ نہ قدیم لمبا ہوگا اور نہ چھوٹا بلکہ درمیانہ قد ہوگا۔ اُس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہوگی اس کے سر پر ابرو سادہ فگن ہوگا۔ وہ زمین ہتھامہ سے مبعوث ہوگا۔ روز قیامت گنہگاروں کی شفاعت کرے گا۔ جناب عباس نے کہا اے راہب اگر تو اس کو دیکھے تو پہچان لے گا؟ اس نے کہا ہاں۔ عباس نے کہا اچھا میرے ساتھ آؤ تاکہ اس درخت کے نیچے ان صفات والے بزرگ کو دکھاؤں۔ یہ سنکر راہب نہایت عجلت کے ساتھ ان کے ہمراہ روانہ ہوا اور حضرت کی طرف دوڑا۔ جب وہ قریب پہنچا تو حضرت نے اس کی تعظیم کی۔ راہب نے سلام کیا حضرت نے فرمایا علیک السلام اے راہبوں کے عالم اور اے فقیہ بن یونان بن عبدالصلیب۔ راہب نے پوچھا آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہوا اور آپ کو میرے باپ دادا کا نام کس نے بتایا؟ فرمایا اس نے بتایا جس نے مجھ کو خبر دی ہے کہ میں آخر زمانہ میں مبعوث ہوں گا۔ یہ سنتے ہی راہب آنحضرت کے قدموں پر گر پڑا اور اپنا منہ پائے اندیس پر ملنے لگا اور بوسہ دینے لگا۔ کہتا تھا اے میرے سردار اُمیدوار ہوں کہ میرے معتقد کردہ ولیمہ میں شرکت فرمائیے اور میری عزت افزائی کیجئے۔ حضرت نے فرمایا اس گروہ نے اپنے سامان و اسباب میرے سپرد کیے ہیں راہب نے کہا کہ میں ان کے سامان کا ضمان ہوں اگر کسی کے آؤنٹ کی تکمیل نہ ہو جائے گی تو اس کے عوض میں آؤنٹ دوں گا۔ غرض آنحضرت اُس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اُس کے صومعہ کے دو جھتے تھے ایک دروازہ تھا دوسرا اچھوٹا۔ ان کے سامنے ایک چھوٹا سا کلیسا بنا ہوا تھا جس میں تصویریں لٹکی ہوئی تھیں۔ دروازہ چھوٹا بنایا گیا تھا اس لئے کہ جو اس میں داخل ہو سمٹ کر داخل ہوتا کہ ان تصویروں کی تعظیم ہو جائے۔ راہب دانستہ آنحضرت کو اُس دروازہ سے لے گیا تاکہ آپ کے معجزات مشاہدہ کرے اور اُس کے یقین میں اضافہ ہو۔ راہب سمٹ کر جھکتا ہوا دروازہ میں داخل ہو گیا تو بقدرتِ خدائی وہ دروازہ بند ہو گیا اور حضرت پورے قد سے داخل ہوئے۔ اور حضرت جب داخل مجلس ہوئے سب تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور آپ کو صدر مجلس میں جگہ دی۔ وہ راہب حضرت کے سامنے ٹڑا ہوا اور دوسرے سب راہب بھی کھڑے رہے اور شام کے لطیف میوے حضرت کے سامنے رکھ دیے۔ پھر راہب نے آسمان کی جانب سر بلند کر کے کہا خذوا ذلک ہر نبوت دیکھنا چاہتا ہوں اُسی وقت جبریل نازل ہوئے اور آنحضرت کے شانوں سے لباس ہٹایا اور ہر نبوت نمایاں ہو گئی جس سے ایک ایسا نور چمکا کہ تمام مکان روشن ہو گیا۔ راہب اُس نور کی دہشت سے سجدہ میں گر پڑا۔ سب سر اٹھاتے تو بلا کہ آپ وہی ہیں جس کی مجھے جستجو تھی۔ غرض سب لوگ تو وہاں سے چلے گئے، آنحضرت راہب کے پاس رہ گئے۔ ابوہل بھی ذیل و حقیر ہو کر واپس گیا۔ جب تنہائی ہو گئی تو راہب نے کہا



اے میرے سید و سردار آپ کو خوشخبری ہو کہ حق تعالیٰ آپ کے واسطے سرکشاں عرب کی گردنیں خاک پر چھکا دے گا، آپ تمام عرب کے مالک ہوں گے، قرآن آپ پر نازل ہوگا، آپ ہی لوگوں کے سردار ہوں گے، آپ کا دین اسلام ہوگا، آپ بتوں کو توڑیں گے اور باطل دینوں کو مٹائیں گے، آتشکدوں کو گل کریں گے، صلیبوں کو توڑیں گے۔ آپ کا نام آخر زمانہ تک باقی رہے گا۔ میرے سردار میں آپ سے انصاف کرتا ہوں کہ ہم سب کو اپنے صدقہ میں امان دیجئے اور تمام راہبوں سے اپنے زمانہ تسلط میں عزیز لے لیجئے گا۔ پھر میرے سے کہا کہ اپنی مالک کو میری جانب سے سلام کہنا اور خوشخبری دینا کہ سید انام کو تم نے پالیا ہے خداوند عالم اس پیغمبر کی نسل اس کی اولاد میں قرار دے گا، اور اس کا نام قیامت تک باقی رہے گا، اور تمام اہل کیں اس سے حسد کریں گے۔ اور بتا دینا کہ کوئی شخص داخل بہشت نہ ہوگا سوائے اس کے جو اس پر ایمان لائے گا اور اس کی رسالت کی تصدیق کرے گا۔ بے شبہ وہ تمام پیغمبروں میں افضل و برتر ہے۔ اور اے میرے شام کے یہودیوں سے ان کے بارے میں ہوشیار رہنا کہ وہ سب ان کے دشمن ہیں۔ غرض آنحضرتؐ نے راہب کو رخصت کیا اور قافلہ میں واپس آئے۔ اور شام کی جانب روانہ ہوئے۔ جب شام میں پہنچے وہاں کے لوگ قافلہ کے پاس جمع ہوئے اور سب نے مال تجارت اچھی قیمتوں میں خرید کیا۔ لیکن آنحضرتؐ نے اپنا مال فروخت نہ کیا۔ اس وقت ابو جہل ملعون نے کہا کہ خدیجہ نے کبھی (معاذ اللہ) ان سے زیادہ نحوس تاجر تجارت کے لیے نہیں بھیجا۔ دوسروں کے تمام اموال فروخت ہو گئے اور اس کا تمام مال زمین پر پڑا ہوا ہے۔ غرض اطراف شام کے رہنے والوں کو قافلہ کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو سب جوق جوق آنے لگے اور وہاں اموال خدیجہ کے سوا کسی کا مال باقی نہ تھا۔ جناب رسول خداؐ نے تمام مال دو گنی قیمت پر فروخت کیا۔ یہ دیکھ کر ابو جہل بہت معوم ہوا۔ اور خدیجہ کے اموال میں سے ایک بوجھ مال باقی رہ گیا تھا کہ یہودیوں کا ایک عالم حضرت کے پاس آیا جس کا نام سعید بن قحطود تھا اس نے حضرت کو پہچان لیا اس لیے کہ اس نے کتابوں میں آپ کے اوصاف پڑھے تھے۔ اس نے کہا یہی وہ ہے جو ہمارے دینوں کو باطل کرے گا، ہماری عورتوں کو بیوہ بنائے گا۔ پھر حضرتؐ سے پوچھا کہ یہ مال کتنے میں فروخت کیجئے گا؟ فرمایا پانچ سو درہم میں۔ اس نے کہا میں خریدتا ہوں اس شرط سے کہ میرے ساتھ میرے گھر چلتے اور دعوت قبول کیجئے تاکہ میرے گھر میں آپ کے سبب برکت ہو۔ حضرتؐ نے منظور فرمایا۔ یہودی نے خرید شدہ سامان اٹھایا، حضرتؐ اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہودی حضرتؐ سے پہلے اپنے مکان میں داخل ہوا اور اپنی زوجہ سے کہا کہ ایک ایسے شخص کو اپنے ساتھ لایا ہوں جو ہمارے دینوں کو مٹائے گا۔ چاہتا ہوں کہ اس کے قتل میں میری مدد کرو۔ عورت نے پوچھا کس طرح مدد کروں اس نے کہا سکی کا پاٹ لے کر کوٹھے پر چلی جاؤ۔ جب وہ اپنے مال کی قیمت لے کر مکان سے باہر نکلے اس کے سر پر وہ پتھر گرا دے۔ وہ چکی کا پاٹ لے کر اوپر چلی گئی۔ جب حضرتؐ قیمت لے کر اس کے مکان سے باہر نکلے اور اس عورت کی نظر حضرتؐ کے جمال مبارک پر پڑی، تمام جسم کا پختہ لگا۔ وہ پتھر پھینک کر اوپر

حضرتؐ باہر چلے گئے۔ پھر جب اس نے اس پاٹ کو پھینکا تو یہودی کے دلوڑکے کے ہونچے موجود تھے ان کے سرول پر وہ پتھر گرا اور وہ اسی وقت مر گئے۔ یہودی نے یہ حال دیکھا تو گھر سے نکل کر دور اور اپنی قوم کو بلکارا کہ لوگو یہ وہ شخص ہے جو تمہارے دینوں کو باطل کرے گا۔ اس وقت میرے گھر آیا میں نے اس کو کھانا کھلایا اس نے میرے دو لڑکوں کو مار ڈالا اور واپس جا رہا ہے۔ یہودیوں نے یہ سنتے ہی تلواریں کھینچ لیں، گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرتؐ کے پیچھے دوڑے۔ جب حضرتؐ کے چچاؤں نے یہودیوں کو دیکھا شیروں کے مانند عربی گھوڑوں پر سوار ہو کر ان کے مقابلہ پر آ گئے اور حضرتؐ حمزہؓ شیر خوار نے ان پر حملہ کیا اور ان میں سے بہتوں کو مار ڈالا۔ پھر ان میں سے ایک جماعت ہتھیار ہاتھوں سے پھینک کر ان کے پاس آئی اور کہا اے گروہ عرب یہ شخص جس کی حمایت میں تم لوگ ہم کو قتل کرتے ہو جب ظاہر ہوگا تو پہلے تمہارے شہروں کو برباد کرے گا، تمہارے مردوں کو قتل کرے گا، بتوں کو توڑے گا۔ اس کو پھوڑ دو تاکہ اس کو قتل کر کے ہم تم لوگوں سے اور اپنے لوگوں سے اس کے شر کو دفع کر دیں۔ جناب حمزہؓ نے یہ سنا تو دوبارہ ان پر حملہ کیا اور فرمایا اے کافرو! محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جہالت و ضلالت میں بہانا توڑو اور چراغ ہے۔ اگر ہماری جانیں بھی چلی جائیں پھر بھی ہم اس کی حمایت سے باز نہ آئیں گے۔ غرض وہ سب مایوس ہو کر واپس گئے اور قریش کو ان کے بہت اموال غنیمت میں حاصل ہوئے اور فرصت کو فہیمت سمجھتے ہوئے اپنے سامان اڈنوں پر بار کیئے اور مکہ کی جانب واپس چلے۔ اٹھائے راہ میں میرے نے قریش کو جمع کیا اور کہا تم میں سے ہر ایک لکٹی مرقبہ سفر کر چکا ہے تاؤ کسی سفر میں اس قدر نفع اور غنیمت تم کو حاصل ہوئی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ میرے نے کہا سمجھ لو یہ تمام برکتیں محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فیض قدم سے ہیں۔ لہذا مناسبت ہے کہ تم میں سے ہر ایک ان کی خدمت میں کچھ ہدیہ پیش کرے کیونکہ وہ صدقہ نہیں قبول کرتے بلکہ ہدیہ لیتے ہیں۔ یہ سنا کر ہر ایک نے تھوڑا تھوڑا مال آنحضرتؐ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کیا یہاں تک کہ بہت سامان جمع ہو گیا۔ حضرتؐ نے ان کو نہ رد کیا نہ کوئی جواب دیا۔ تو میرے نے تمام مال حضرتؐ کے لیے محفوظ کر لیا جب وہ قافلہ مکہ کے قریب پہنچا ہر ایک قبیلہ نے اپنا اپنا ایک ایک آدمی خوشخبری دینے کے لیے مکہ میں بھیجا۔ میرے نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا میرے سردار اگر آپ پہلے جا کر خدیجہ کو آنے کی خوشخبری دیں تو ان کی زیادہ خوشی کا باعث ہوگا۔ عرض حضرتؐ روانہ ہوتے تو زمین کی ٹٹائییں جھنجھکیں اور آپ جلد سے جلد مکہ کی پہاڑیوں تک پہنچ گئے۔ اس وقت حضرتؐ پر نیند غالب ہو گئی۔ خداوند عالم نے جبریلؑ کو وحی فرمائی کہ جنات عدن سے اس قبہ کو لے کر زمین پر جاؤ جس کو میں نے اپنے برگزیدہ بندہ محمدؐ کے لیے آدم کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے خلق کیا ہے، اور اس کے سر پر کھو لو۔ وہ قبۃ یاقوت سرخ کا تھا جس میں مرادید سفید کی جھالیں نکلی ہوئی تھیں۔ باہر سے اس کے اندر کی چیزیں نظر آ رہی تھیں جس کے چار کون اور چار دروازے تھے۔ اس کے چھبہ بہشت کے یاقوت و زبرجد، سونے اور نیریز تھے جب جبریلؑ نے وہ قبۃ بہشت سے نکالا، حوریں خوشیاں منانے لگیں اور اپنے غروں سے

بھانکنے لگیں۔ خدا کی حمد کرتی اور کہتی تھیں کہ گویا اس صاحبِ قبۃ کے مبعوث ہونے کا وقت آگیا ہے۔ عرش کی جانب نسیمِ رحمت چلنے لگی۔ بہشت کے دروازوں سے خوشی کی آوازیں بلند ہوئیں۔ غرض جبرائیل اس قبۃ کو زمین پر لائے اور آنحضرتؐ کے سر پر قائم کیا۔ فرشتوں نے اس کے گھبوں کو پکڑا اور سبح و تقدیس کی صدائیں بلند کیں۔ جبرائیل مبین علم آنحضرتؐ کے سامنے لے کر چلے۔ پہاڑ مسرت میں بالیدہ ہوئے درخت، طیور اور فرشتے سب نے آوازیں بلند کیں اور کہا لا اِلهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ گوارا ہوا سے بندہ بزرگ آپ کو اپنے پروردگار کے نزدیک آپ کس قدر صاحبِ مرتبہ ہیں اس وقت خدیجہ اپنے مکان کے سب سے بلند بالا خانہ پر بیٹھی تھیں۔ ان کے پاس قریش کی کچھ عورتیں بھی موجود تھیں۔ ناگاہ ان کی نظر مکہ کی پہاڑیوں پر پڑی۔ خداوندِ عالم نے پر دے ان کی آنکھوں سے ہٹا دیئے۔ انہوں نے ایک چمکتا ہوا نور اور ایک روشن شعاع معنے کی جانب دیکھی۔ جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ خیمہ نور آ رہا ہے ایک گردہ بالائے ہوا اس قبۃ کے گرد چلا رہا ہے جس کے آگے کچھ چمکتے ہوئے علم ہیں اور ایک شخص اس قبۃ کے اندر آرام کر رہا ہے اور نور اُس کے تن اقدس سے آسمان تک پھیلا ہوا ہے۔ اس عجیب و غریب حال کو دیکھ کر ان کو سخت حیرت ہوئی۔ ان عورتوں نے کہا اے سیدہ عرب یہ کیا حال ہے جو ہم آپ میں مشاہدہ کر رہے ہیں؟ جناب خدیجہ نے کہا اے محترم بیویو بتاؤ کہ میں خواب میں ہوں یا بیدار ہوں۔ انہوں نے کہا خدا نہ کرے کہ آپ کی ایسی حالت ہو۔ خدیجہ نے کہا معنے کی جانب دیکھو اور بتاؤ کیا نظر آتا ہے؟ ان عورتوں نے دیکھ کر کہا ہم کو تو ایک نور دکھائی دیتا ہے جو آسمان تک بلند ہے۔ پوچھا وہ نورانی قبۃ اور اُس کے اندر جو آرام کر رہا ہے اور وہ لوگ جو قبۃ کے گرد ہیں تم کو نہیں دکھائی دیتے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ خدیجہ نے کہا کہ میں قبۃ کے اندر ایک سوار کو دیکھ رہی ہوں جو آفتاب سے زیادہ نورانی ہے میں نے کبھی ایسا قبۃ نہیں دیکھا تھا۔ وہ قبۃ ایک ناقہ پر نصب ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناقہ میرا ناقہ صہبا ہے اور وہ سوار محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ان عورتوں نے کہا ایسا قبۃ جس کی آپ تعریف کر رہی ہیں محمدؐ کو کہاں سے بلاؤ؟ ایسا قبۃ تو بادشاہانِ عجم دروم کو بھی میسر نہیں۔ خدیجہ نے کہا محمدؐ کی شان اُن سب سے بلند ہے۔ غرض جناب خدیجہ اسی طرف منکلی باز رہے ہوئے دیکھ رہی تھیں یہاں تک کہ جناب رسول خدا درگاہِ معنے سے برآمد ہوئے۔ اور فرشتے وہ قبۃ لے کر آسمان پر چلے گئے اور آنحضرتؐ مکان خدیجہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب حضرت دروازہ پر پہنچے خدیجہ کو کنیزوں نے آپؐ کی تعریف لانے کی خوشخبری دی۔ خدیجہ ننگے پیر صحنِ خانہ کی طرف دوڑیں۔ دروازہ کھولا تو حضرتؐ نے فرمایا اَلْسَلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ الْبَیْتِ۔ خدیجہ نے کہا آپ کو بھی اے میری آنکھوں کی روشنی سلامتی گوارا ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا آپ کو خوشخبری ہو کہ آپ کا تمام مال سلامتی کے ساتھ فروخت ہو گیا۔ وہ لوہیں آپ کی سلامتی میری خوشخبری کے لیے کافی ہے خدا کی قسم میرے نزدیک دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے زیادہ آپ بلند مرتبہ ہیں۔ پھر چند اشعار حضرتؐ کی تشریف آوری کی خوشی میں پڑھے۔ پھر پوچھا کہ میرے سردار قافلہ کو آپ نے کہاں چھوڑا؟ فرمایا جحفہ میں۔ پوچھا آپ کو وہاں سے روانہ ہوتے کتنی دیر ہوئی؟ فرمایا ایک گھنٹہ سے

ترجمہ حیات القلوب جلد دوم

زیادہ دیر نہیں ہوئی۔ خدیجہ نے کہا اس قدر جلد آپ یہاں پہنچ گئے؟ فرمایا خدا نے میرے واسطے زمین کو لپیٹ دیا اور منزلِ مقصود نزدیک کر دیا۔ یہ سنکر خدیجہ کی حیرت زیادہ ہوئی اور اُن کی خوشی کی بھی انتہا نہ رہی۔ اور کہا اے میری آنکھوں کی روشنی میری التجا ہے کہ آپ واپس جائیں اور قافلہ کے ہمراہ واپس آئیں تاکہ آپ کی بلندی مرتبہ میری اور مسرت کا باعث ہو۔ غرض یہ بھی کہ دوبارہ دیکھیں کہ وہ قبۃ پھر اُسی طرح حضرتؐ کے سر پر سایہ فگن ہوتا ہے یا نہیں۔ پھر حضرتؐ کے لیے نہایت لذیذ و لطیف ناشتہ منگایا اور آب زمزم سے بھری ہوئی ایک مشک ہمراہ کی۔ جب حضرتؐ روانہ ہوئے تو آپ کو دیکھتی رہیں۔ ناگاہ وہی قبۃ آسمان سے نیچے آیا۔ اور فرشتے بدستور سابق آنحضرتؐ کے گرد چلے جب آنحضرتؐ قافلہ میں پہنچے تو میرے سردار کیا مکہ جانے کا ارادہ ترک کر دیا؟ فرمایا نہیں میں تو ہوا یا۔ میرے یہ سنکر ہنسنا اور کہا حضور مزاح فرماتے ہیں۔ پہاڑ کے نیچے گئے اور واپس آگئے فرمایا نہیں۔ میں خانہ کعبہ کے پاس گیا، اُس کا طواف کیا، پھر خدیجہ سے ملاقات کی اور واپس آیا۔ میرے نے کہا کبھی کوئی غلط بات آپ سے نہیں سنی ہے نہایت تعجب ہے کہ دو گھڑی میں کیوں آپ مکہ گئے اور واپس تشریف لائے حضرتؐ نے فرمایا اگر تم کو شک ہے تو دیکھو یہ روٹی ناشتہ وغیرہ خدیجہ نے میرے ساتھ بھیجا ہے اور آب زمزم یہ ہے۔ یہ سنکر میرے نے لوگوں سے کہا کیا محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہاں سے روانہ ہونے دو ساعت سے زیادہ گزرے؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ تب اُس نے کہا کہ وہ اتنی دیر میں مکہ گئے اور واپس آئے اور خدیجہ کا ہمراہ کیا ہوا کھانا بھی لائے ہیں۔ یہ سنکر لوگوں کو تعجب ہوا۔ ابوہریرہؓ نے کہا ساحروں سے ایسے اُمور کا اظہار تعجب نہیں ہے۔ پھر دوسرے روز قافلہ وہاں سے روانہ ہوا۔ اہل مکہ استقبال کے لیے آئے اور خدیجہ نے اپنے غلاموں اور عزیزوں کو حضرتؐ کی پیشوائی کو بھیجا تھا کہ درمیانِ راہ میں مجلسِ آراستہ کریں اور آنحضرتؐ کی واپسی کی خوشی میں قربانیاں کریں اور خود انتظار میں راستہ کی طرف نظر جمائے دیکھنے لگیں۔ اہل مکہ کو خدیجہ کے مال میں اضافہ اور نفع کی زیادتی کے سبب تعجب تھا جو آنحضرتؐ ہمراہ لائے تھے۔ غرض آفتابِ نبوت خدیجہ کے دروازہ سے طالع ہوا۔ حضرتؐ نے تمام مال و سامان خدیجہ کے سپرد کیا۔ وہ پس پردہ بیٹھی تھیں اور حضرتؐ کے حسن و جمال اور کثرتِ مال پر تعجب کر رہی تھیں جو حضرتؐ اُن کے لیے لائے تھے۔ خدیجہ نے کسی کو بھیج کر اپنے والد خویلد کو بلا دیا اور کہا اس بابرکت ذات نے اس سفر میں میرے لیے اس قدر منافع حاصل کیا ہے کہ اب تک میری تمام تجارت میں کسی نے اتنا نفع حاصل نہ کیا تھا۔ پھر میرے سے مخاطب ہوئیں اور فرمے کہ حالات دریافت کیے کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اوصاف اور کرامتوں میں سے کیا کیا تو نے دیکھے میرے نے کہا مجھ میں کہاں طاقت ہے کہ آپؐ کے صفاتِ حمیدہ اور اوصافِ پسندیدہ کا کچھ حال بیان کر سکوں یا آپؐ کے معجزات و کرامات کا کچھ بھی ذکر کر سکوں۔ پھر سیلاب اور خشک کنوں اور اژدھوں اور خشک درخت وغیرہ اور جو کچھ راہب نے حضرتؐ کے بارے میں کہا تھا، اور جو پیغام خدیجہ کو بھیجا تھا خدیجہ نے سے بیان کیا۔ خدیجہ نے فرمایا اے میرے لیس کہ۔ تو نے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں

میرے کہ جناب خدیجہ کو جو سے شرفِ کمال ملتا ہے



میرے اشتیاق کو زیادہ کر دیا جہاں میں نے مجھ کو تیری زوجہ اور فرزندوں کو آزاد کیا۔ اور دوسو درہم اور دواؤنٹ اس کو عطا کیے اور خلعت فاخرہ پہنایا۔ پھر حضرت رسالتاً پر نوازشیں کیں اور بہت کچھ مال و متاع کا وعدہ کیا۔ حضرت ان سے رخصت ہو کر جناب ابوطالب کے پاس آئے اور فائدہ و حالات سفر آپ سے بیان کیے اور کہا اے عم محترم یہ سب کچھ جو اس سفر میں حاصل ہوا ہے آپ کے سبب سے حاصل ہوا جناب ابوطالب نے ان کو سینہ سے لگا لیا اور پیار کیا اور کہا اے میری آنکھوں کے نور میری تہا ہے کہ تمہارے لئے ایسی زوجہ کا انتظام ہو جائے جو تمہارے درجہ اور مرتبہ کے موافق ہو۔ دوسرے روز آنحضرت نے غسل کیا، لباس فاخرہ زیب جسم کیے، خوشبو لگائی اور خدیجہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ خدیجہ نے حضرت کو دیکھا تو بہت خوش ہوئیں اور کہا میرے سردار آپ کی جو حاجت ہو بیان فرمائیے آپ کی تمام حاجتیں پوری کر دیں گی۔ آپ نے جو زکوٰۃ مال مجھ سے حاصل کیا کس مصرف میں خرچ کرنے کا ارادہ ہے فرمایا میرے بچے کی خواہش ہے کہ وہ سب میری شادی میں صرف کریں اور میرے لئے زوجہ کی خواستگاری فرمائیں۔ یہ سن کر خدیجہ مسکرائیں اور کہا میرے سردار کیا میں آپ کے لئے زوجہ کا انتظام کر دوں جو مجھے بھی پسند ہو؟ فرمایا بہتر ہے۔ خدیجہ نے کہا میں نے آپ کے لئے زوجہ کا انتظام کیا ہے جو آپ کی قوم سے ہے اور مال و حسن و جمال اور عفت و کمال اور سخاوت و طہارت میں مکہ کی تمام عورتوں سے بہتر ہے۔ وہ آپ کے تمام امور میں آپ کی مددگار ہوگی۔ اور بہت ہی تھوڑے میں راضی ہو جائے گی۔ اور نسب میں آپ سے قریب ہے۔ اگر آپ اس کی خواستگاری کریں تو تمام عرب بلکہ بادشاہان زمین آپ پر رشک کریں گے۔ لیکن اس میں دو عیوب ہیں۔ اول یہ کہ اس سے پہلے اس کے دو شوہر گزر چکے ہیں اور دوسرا عیب یہ ہے کہ وہ آپ سے عمر میں زیادہ ہے۔ حضرت نے یہ سنا تو شرم سے آپ کی پیشانی مبارک عرق عرق ہو گئی اور خاموش ہو گئے۔ پھر دوسری مرتبہ خدیجہ نے انہی باتوں کا اعادہ کیا اور کہا آپ جواب کیوں نہیں دیتے۔ اُس وقت حضرت نے کہا اے دختر عم تم بہت مالدار ہو اور میں ریشہ حال ہوں۔ میں تو ایسی عورت چاہتا ہوں جو مجھ سے مال وغیرہ میں برابر ہو۔ خدیجہ نے کہا خدا کی قسم اے محمد میں اپنے تئیں آپ کی کنیز سمجھتی ہوں۔ اور میرا مال، غلام اور کنیزیں سب کچھ آپ ہی کے ہیں۔ اور جو اپنی جان آپ سے عزیز نہ رکھے وہ مال کیا عزیز رکھے گی۔ میں آپ کو اس خدا کی قسم دیتی ہوں جو دنیا والوں کی آنکھوں سے حقائق و اسرار کے ساتھ اوجھل ہے اور کعبہ و استار کعبہ کا واسطہ میرے سر پر لاکھ لکھنے اور اسی وقت اپنے چچاؤں کو میرے والد کے پاس بھیجے کہ میری آپ کے واسطے خواستگاری کریں۔ اور مہر کی زیادتی کی پرواہ نہ کیجئے۔ میں اپنے مال سے دوں گی اور میری جانب سے نیک لگان رکھیے جس طرح میں آپ کی طرف سے نیک لگان رکھتی ہوں۔ غرض جناب رسول خدا وہاں سے اٹھ کر جناب ابوطالب کے پاس آئے اس وقت آپ کے سب چچا وہاں موجود تھے۔ حضرت نے کہا چچا جان میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ خویلد کے پاس تشریف لے جائیں اور میرے لئے خدیجہ کی ان سے خواستگاری کریں۔ چونکہ وہ لوگ حقیقت حال سے آگاہ نہ تھے اس لئے ان کو تامل ہوا اور حقیقہ دختر عبدالمطلب کو دریافت حال کے لئے خدیجہ کے گھر بھیجا۔

جب وہ وہاں پہنچیں خدیجہ نے ان کا استقبال کیا اور نہایت عزت و احترام سے پیش آئیں صفینے درپردہ گفتگو کرنا شروع کیا۔ جناب خدیجہ نے کھل کر کہا کہ مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ محمد خدا کی جانب سے مائدہ یافتہ ہیں۔ میں ان کی زوجیت عزت دنیا اور شرف عقبہ کا سبب سمجھتی ہوں بس کچھ اور نہیں چاہتی۔ اور صفینے کو خلعت فاخرہ پہنایا۔ صفینے نہایت خوش و خرم اپنے بھائیوں کے پاس آئیں اور کہا بسم اللہ آپ لوگ جائیے خدیجہ کو محمد کا شرف خدا کے نزدیک معلوم ہو چکا ہے اور وہ ان کی محبت میں بے چین ہیں۔ یہ سن کر حضرت کے سب چچا مسرور ہوئے سوائے ابوطالب کے جو حسد کے سبب رنجیدہ و غموں میں مبتلا تھے۔ اٹھ کر کہا اب کیا بیٹھے ہو چلو کہ امور خیر میں جلدی کرنا چاہیے۔ جناب ابوطالب نے حضرت رسول خدا کو لباس فاخرہ پہنایا، شمشیر ہندی حضرت کی کمر میں باندھی اور ایک عربی نجیب گھوڑے پر سوار کیا۔ آپ کے پیچاؤں نے ساروں کی طرح اُس ماہ تباہ کو بیچ میں لیا اور روانہ ہوئے۔ جب خویلد کے گھر پہنچے انہوں نے بنی ہاشم کی بے حد تعظیم کی۔ ان لوگوں نے پیغام نسبت دیا۔ خویلد نے کہا خدیجہ اپنے معاملہ کی خود مالک ہے اس کی عقل میری عقل سے زیادہ ہے۔ بہت سے بادشاہوں اور عرب کے اکابر نے اس کی خواستگاری کی لیکن وہ راضی نہیں ہوئی۔ یہ جواب ان لوگوں کو ناگوار ہوا اور وہاں سے اٹھ کر چلے خدیجہ کو معلوم ہوا تو بہت بے چین ہوئیں اور اپنے چچا و رقبہ کو بلایا۔ وہ ایک راہب اور عالم تھے اور بہت سی کتابیں انبیائے سابقین کی پڑھے ہوئے تھے۔ وہ آئے تو خدیجہ کو محزون و غموں میں دیکھا۔ سبب پوچھا۔ کہا بے چارے اس کا حال اور کیا ہو گا جس کا کوئی مونس و مددگار نہ ہو۔ ورقہ نے کہا شاید شوہر کرنے کا ارادہ ہے۔ تمام بادشاہوں اور اکابر عرب نے تمہاری خواستگاری کی مگر تم نے قبول نہ کیا۔ خدیجہ نے کہا چچا جان میں چاہتی ہوں کہ مکہ سے باہر جاؤں۔ ورقہ نے کہا اہل مکہ میں سے بھی بہت لوگوں نے تمہاری خواہش کی مثل شیبہ و عقبہ اور ابوہل کے مگر تم نے سب کو جواب دے دیا۔ خدیجہ نے کہا کہ یہ سب اہل ضلالت و جہالت ہیں۔ کسی اور کے متعلق آپ کا گمان ہے کہ ان کے برعکس اوصاف کا مالک ہو۔ ورقہ نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ محمد بن عبد اللہ نے تمہاری خواستگاری کی ہے۔ خدیجہ نے کہا چچا جان ان میں کوئی عیب بھی آپ کو نظر آیا؟ ورقہ کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر بولے ان کا عیب یہ ہے کہ نجابت و کرامت کی جڑ اور شرف و عزت کی شاخ ہیں اور خلق و خلق میں اپنا نظیر نہیں رکھتے اور فضل و کرم اور علم و جود میں مشہور آفاق ہیں۔ خدیجہ نے کہا جس طرح آپ نے ان کے اوصاف بیان کیے عیوب بھی بیان کیجئے ورقہ نے کہا ان کا عیب یہ ہے کہ وہ عالم کے چاند اور زمین و آسمان کے آفتاب ہیں ان کی گفتار شہد سے زیادہ شیریں ہے اور افعال و کردار کا حسن دنیا میں بے مثل ہے۔ خدیجہ نے کہا اے چچا اگر ان کا کوئی عیب آپ کو معلوم ہو تو بتائیے۔ ورقہ نے کہا وہ حسن میں یکساں اور نسب میں بلند ہیں حسن سیرت اور صفاتی باطن میں سارے عالم پر فضیلت رکھتے ہیں۔ خوشخوئی، خوش مزاجی اور شیریں کلامی میں ان کا کوئی مثل نہیں ہے۔ خدیجہ نے کہا میں جس قدر ان کے عیب پوچھتی ہوں آپ ان کے فضل و شرف بیان کرتے ہیں۔ ورقہ نے کہا میری کیا حقیقت ہے کہ ان کے اوصاف کا احصاء کر سکوں لاکھوں ایک



فضیلت بھی بیان نہیں کر سکتا۔ خدیجہؓ نے کہا میں نے انہی کو پسند کیا ہے اور ان کی عظمت سمجھ چکی ہوں۔ ان کے طور و طریقے کو بہتر جانتی ہوں ان کے سوا کسی اور کا خیال نہیں کر سکتی۔ ورقہ نے کہا اگر ایسا ہے تو تم کو خوشخبری ہو کہ ان کو بہت جلد خدا مرتبہ رسالت پر پہنچائے گا اور وہ مشرق و مغرب کے بادشاہ ہوں گے۔ اسے خدیجہؓ مجھ کو کیا دو گی اگر آج شب تم کو ان کے ساتھ تزویج کر دوں۔ خدیجہؓ نے کہا میرا تمام مال آپ کے سامنے موجود ہے جو کچھ چاہے لے لیجئے۔ ورقہ نے کہا میں مال دنیا نہیں چاہتا۔ بلکہ چاہتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے میری شفاعت کروادے۔ اسے خدیجہؓ سمجھ لو کہ ہم کو عظیم حساب و کتاب درپیش ہے اور اس روز کوئی شخص نجات نہ پائے گا سوائے اس کے جس نے محمدؐ کی پٹری اور اطاعت کی ہوگی اور ان کی رسالت کی گواہی دی ہوگی۔ ورنہ ہوا اس پر جو اس بہشت سے دور ہوگا، اور جہنم میں جائے گا۔ خدیجہؓ نے کہا میں آپ کی شفاعت کی ضمانت ہوتی ہوں۔ غرض ورقہ وہاں سے خویلہ کے پاس گئے اور کہا اپنے واسطے کیا کرنا چاہتے ہو انہوں نے پوچھا میں نے کیا کیا؟ ورقہ نے کہا فرزند ان عبدالمطلب کے دلوں کو تم نے رنجیدہ کیا وہ تم پر غضبناک ہیں حمزہ کی تلوار سے تم دڑتے نہیں ہو کہ ناگہاں تمہارے سر پر آپڑے اور تم کو ہلاک کر دے۔ کہا میں نے ان کے ساتھ کیا برائی کی ہے؟ ورقہ نے کہا انکی خواہش کو تم نے رد کر دیا اور ان کے برادر زادے محمدؐ کو حقیر سمجھا۔ خویلہ نے کہا میں محمدؐ کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں جبکہ تمام علما ان کی نیکی کی شہادت دیتے ہیں۔ لیکن دو باتیں ماننے ہوتی ہیں اول یہ کہ تمام اکابر عرب کو میں نے جواب دے دیا اگر خدیجہؓ کی نسبت محمدؐ سے کرتا ہوں تو وہ سب مجھ سے خلاف ہو جائیں گے۔ دوسرے یہ کہ خدیجہؓ محمدؐ سے نسبت پر راضی نہ ہوگی۔ ورقہ نے کہا کوئی ایسا نہیں ہے جو محمدؐ کے اوصاف نہ جانتا ہو اور آرزو نہ رکھتا ہو کہ اپنی بیٹی اس کو دے۔ اور خدیجہؓ نے چونکہ ان کے فضائل اور کرامتیں بہت کچھ مشاہدہ کی ہیں اس لیے ان کے ساتھ تزویج پر راضی ہے۔ پھر بہت سے وعدے دیے کہ خویلہ کو راضی کر لیا اور ان کو لے کر حضرت ابوطالب کے گھر آئے۔ وہاں تمام فرزندان عبدالمطلب موجود تھے۔ ورقہ نے اپنے بھائی کی طرف سے بہت معذرت کی اور دونوں بھائیوں نے وعدہ کیا کہ کل صبح اکابر قریش کے مجمع میں اس مبارک نکاح کا انعقاد کریں گے۔ پھر ورقہ اپنے بھائی کو اور تمام اولاد عبدالمطلب کو اپنے ہمراہ کعبہ کے پاس لائے اور مجمع قریش میں خویلہ کی جانب سے وکالت کرتے ہوئے خدیجہؓ کے نکاح میں شرکت کی دعوت دی کہ کل صبح کو آپ سب لوگ خدیجہؓ کے مکان پر آئیں کیونکہ میں اپنے بھائی کی جانب سے وکیل ہو کر خدیجہؓ کا عقد محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کر دوں گا اور اس پر تمام اکابر قریش کو گواہ کیا۔ وہاں سے خوش و خرم خدیجہؓ کے پاس آئے اور ان کو خوشخبری دی۔ خدیجہؓ نے ایک خلعت فاخرہ ان کو عطا کیا جس کی قیمت پانچ سو اشرفیاں تھیں۔ ورقہ نے کہا مجھے اس مال دنیا کی طرف رغبت نہیں۔ میں اس معاملہ میں جو کوشش کر رہا ہوں اس سے مجھ حصول شفاعت محمدؐ کوئی غرض نہیں ہے۔ پھر کہا اپنے مکان کو آراستہ کرو اور ولیہ کا انتظام کر دو کیونکہ تمام اکابر قریش تمہارے یہاں آئیں گے۔ غرض خدیجہؓ نے غلاموں اور کنیزوں کو حکم دیا۔ انہوں نے بہترین فرش پڑھے وغیرہ

جو کچھ موجود تھے نکالے اور مکان کو ہر طرح آراستہ کیا اور بہت سے جانوروں کو ذبح کیا اور طرح طرح کے لذیذ کھانے، حلویے وغیرہ تیار کیے اور ہر قسم کے میوے اور پھل مہیا کیے۔ پھر ورقہ حضرت ابوطالب کے مکان پر آئے اور جناب سرور کائنات کی خدمت میں اپنی کوششوں کا تذکرہ کیا۔ حضرت نے شفاعت و کرامت کی خوشخبری دی۔ ابوطالب بھی انتظام عقد میں مشغول ہوئے۔

روایت ہے کہ اس وقت عرش و کرسی وجد میں آئے اور فرشتوں نے سجدۂ شکر میں قیام کیا حق سبحانہ و تعالیٰ نے جبریلؑ کو حکم دیا کہ لوئے حمد کو کعبہ پر نصب کریں۔ مگر کہ یہاں لوں نے فخر سے سر بلند کیے اور تقدیس و تسبیح الہی میں مشغول ہوئے۔ زمین شادی سے بالیدہ ہوئی کہ مشرف میں عرش اعظم سے برتر ہوا۔ دوسرے روز صبح کو اکابر عرب اور صنادید قریش مثل ستاروں کے خدیجہؓ کے محل میں جمع ہوئے خدیجہؓ نے پیشمار کر سیاں مہیا کی تھیں اور صدر مجلس میں ایک بڑی کرسی آراستہ کی تھی جو تمام کرسیوں سے ممتاز تھی۔ جب ابوجہل ملعون مجلس میں داخل ہوا نہایت عز و رو و نخوت کے ساتھ اسی کرسی کی طرف چلا۔ میسرہ نے پکار کر کہا کہ اپنی قدر و منزلت پہچان اور اپنے درجہ سے آگے بڑھنے کی کوشش مت کر۔ دوسری کسی کرسی پر بیٹھ کیونکہ وہ تیری جگہ نہیں ہے؛ ناگہاں آوازیں بلند ہوئیں اور اہل مجلس اٹھ اٹھ کر استقبال کے لیے دوڑے۔ لوگوں نے دیکھا کہ عباس و حمزہ اور ابوطالب خراماں خراماں آ رہے ہیں، حمزہ اپنی تلوار کھینچے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ اے اہل عرب دائرۂ ادب سے باہر نہ ہو سید عرب و عجم کے استقبال کو چلو کہ تمہاری طرف حبیب خدا وند جبار احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ رہے ہیں۔ انوار مزین اور صاحب عز و وقار ہے۔ ناگاہ سید بشر نور شیدائے الوجود کے مانند نمودار ہوئے۔ سیاہ عمامہ پر برباندھے ہوئے تھے، پیشانی اقدس سے نور ساطع تھا۔ عبدالمطلب کا پیراہن جسم میں الیاس کی جادوئی برقعہ عبدالمطلب کی غلیں پیروں میں عصائے ابراہیم غلیں ہاتھ میں لیتے ہوئے عقیق سرخ کی انگوٹھی انگشت مبارک میں پہنے ہوئے آ رہے ہیں۔ ان کے گرد تماشا نویسوں کا جھوم ہے جو حضرت کے حسن و جمال کے دیکھنے میں محو ہیں۔ حضرت کے سب چچا اور رشتہ دار آپ کو درمیان میں لیتے ہوئے آ رہے ہیں۔ تمام اشراف و اکابر قریش استقبال کے لیے حاضر ہیں۔ جب مجلس میں پہنچے اُس زینت بخش عرش کو اُسی کرسی بلند پر بٹھایا اور تمام بنی ہاشم ان کے گرد بیٹھے۔ جناب حمزہ نے دیکھا کہ ابوجہل ملعون اپنی جگہ سے پیشوائی کے لیے نہیں اٹھا شیر کے مانند اس معدن حد و عداوت پر پھٹے اور کہا اٹھ ورنہ صبح و سالم نہ رہے گا۔ یہ دیکھ کر اس نابکار نے ہاتھ قبضہ شمشیر پر رکھا۔ جناب حمزہ نے سبقت کر کے اس کا پنجہ پکڑ لیا اور اس طرح دبا دبا کر اس کے ناخوں سے خون ٹپکنے لگا۔ اکابر قریش نے جناب حمزہ سے التماس کیا تو آپ نے اس کو چھوڑا اور اپنی جگہ پر آکر بیٹھے۔ پھر جناب ابوطالب نے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ خطبہ پڑھا اور ورقہ نے خدیجہؓ کو آنحضرتؐ کی زوجیت میں دیا۔ چھ مہینے کے بعد اس خاتون عظیم المرتبت کا زفاف حضرت کے ساتھ واقع ہوا۔ خدیجہؓ نے اپنے تمام اموال، غلام اور کنیزیں آنحضرتؐ کو ہبہ کر دیا جب آنحضرتؐ رسالت پر مبعوث ہوئے سب سے پہلے عورتوں میں آپ ایمان لائیں جب تک کہ زندہ رہیں

تھی کہ دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز کان میں آئی۔ میں نے پوچھا کون ہے سوائے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کو دروازہ کھٹکھٹانا مناسب نہیں ہے حضرتؐ نے فرمایا میں محمدؐ ہی ہوں۔ یہ سنتے ہی میں نے دروازہ کھٹکھٹا دیا۔ آنحضرتؐ کی یہ عادت تھی کہ جب سونے کا ارادہ کرتے پانی منگاتے اور تجدید وضو فرماتے اور دو رکعت نماز بجالاتے پھر بستر پر آکر لیٹتے تھے۔ لیکن آج رات یہ سب کچھ نہ کیا میرا ہاتھ پکڑ کر بستر پر لے گئے۔ جب مختاریت سے فارغ ہوتے میں نے نور فاطمہؑ اپنے شکم میں پایا جناب معصومہؑ کی ولادت اور اس وقت کے معجزات ان کے احوال معجزات کے ابواب میں بیان ہونگے انشاء اللہ۔ اور جناب خدیجہؑ کی تمام اولاد کا حضرتؐ رسالت پناہ کی اولاد امجاد کے ذکر میں تذکرہ کیا جائے گا۔

## چھٹا باب

آنحضرتؐ کے اسمائے گرامی انگشتی کے نقوش اور آپ کے اسلحے وغیرہ کا تذکرہ جو آنحضرتؐ سے منسوب تھے

### فصل اول

حضرتؐ کے اسمائے گرامی کا تذکرہ۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں لوگوں میں جناب آدمؑ سے سب سے زیادہ مشابہ اور جناب ابراہیمؑ سب سے زیادہ صورت و سیرت میں مجھ سے مشابہ تھے۔ خدا نے بالائے عرش سے میرے دس نام اپنے عظمت و جلال کے رکھے اور میرے اوصاف بیان فرمائے اور ہر پیغمبر کی زبانی ان کی قوم کو میری خوشخبری پہنچائی۔ اور توریت و انجیل میں میرا بہت تذکرہ کیا ہے۔ اپنے کلام کی مجھے تعلیم دی۔ مجھ کو آسمان پر بلند کیا اور میرا نام اپنے نام بزرگ سے اشتقاق فرمایا۔ اُس کا ایک نام محمدؐ ہے اس لیے اُس نے میرا نام محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھا اور مجھ کو بہترین زمانہ اور بہترین اُمت میں پیدا کیا۔ توریت میں میرا نام احمد رکھا کیونکہ توحید و یگانہ پرستی خدا کے سبب میری اُمت کے اجسام آتش جہنم پر حرام قرار دیئے۔ انجیل میں میرا نام احمد ہے کیونکہ میں آسمان میں محمود ہوں اور میری اُمت حمد کرنے والی ہے۔ زبور میں مجھ کو ماحی کہا گیا ہے اس لیے کہ خدا میرے سب سے زمین پر بتوں کی پرستش مٹائے گا۔ اور قرآن میں میرا نام محمدؐ رکھا ہے کیونکہ قیامت میں تمام امتیں میری مدح کریں گی اس سبب سے کہ سوائے میرے کوئی شفاعت نہ کرے گا مگر میری اجازت سے کرے گا۔ اور قیامت میں مجھ کو حاشر کے نام سے پکاریں گے کیونکہ میری اُمت کا زمانہ قیامت کے زمانہ سے

آنحضرتؐ نے کسی دوسری عورت کی طرف توجہ نہ کی۔ جناب خدیجہؑ حسن و جمال اور حسن و سیرت و کردار میں مکہ کی تمام عورتوں میں اپنی مثال نہ رکھتی تھیں۔ یہاں تک کتاب الوار کا مضمون تھا جو اختصار کے ساتھ نقل کیا گیا۔

صاحب عدد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے کہ بعثت کے پانچ سال بعد جناب فاطمہؑ زہراؑ صلوٰۃ اللہ علیہا کی ولادت ہوئی۔ آپؑ کی ولادت کی کیفیت یوں تحریر ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ جناب امیر المؤمنینؑ، عمار یاسرؑ، منذر بن فضالؑ، حمزہؑ، عباسؑ، ابو بکرؑ و عمرؑ بھی موجود تھے۔ ناگاہ جب ریل اپنی اصل صورت میں نازل ہوئے اور اپنے پروں کو پھیلا یا جس نے تمام مشرق و مغرب کو گھیر لیا اور آنحضرتؐ کو آوازی کہ خداوند علیٰ علیٰ آپؐ کو سلام کہتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ چالیس روز خدیجہ سے علیحدہ رہیں۔ حضرتؐ بموجب حکم چالیس روز تک خدیجہ کے پاس نہیں گئے۔ تمام دن روزہ رکھتے اور راتوں کو عبادت کرتے۔ عمار کو خدیجہ کے پاس بھیجا اور کہلا دیا کہ میرا نہ آنا کسی کراہت کے سبب نہیں ہے بلکہ خدا کا یہی حکم ہے تاکہ اپنی تقدیر جاری کرے اپنے متعلق سوائے نبی کے کچھ اور خیال نہ کرنا کیونکہ خداوند عالم ہر روز چند بار اپنے فرشتوں سے تمہارے متعلق مباحثات کرتا ہے۔ مناسب ہے کہ ہر شب اپنے دروازوں کو بند کر لینا اور اپنے لباس شب میں آرام کیا کرنا۔ میں اپنی بیچی فاطمہؑ بنت اسد کے یہاں رہوں گا یہاں تک کہ وعدہ الہی کی مدت ختم ہو۔ غرض جناب خدیجہؑ آنحضرتؐ کی جدائی میں ہر روز کئی بار رو یا کرتی تھیں۔ جب چالیس روز ختم ہو گئے جب ریلؑ آنحضرتؐ پر نازل ہوئے اور کہا خداوند رحیم و کریم آپؐ کو سلام کہتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ میری طرف سے تحفہ و کرامت کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اسی وقت میکائیلؑ نازل ہوئے اور ایک طبق لائے جس پر ایک رومال سندس بہشت کا ڈھکا ہوا تھا۔ اور کہا خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ آج اس طبق کے کھانے سے افطار کیجئے جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہر شب افطار کے وقت آنحضرتؐ مجھ سے فرماتے تھے کہ دروازہ کھول دو جس کا جی چاہے اگر میرے ساتھ کھانا کھائے۔ لیکن آج حضرتؐ نے فرمایا کہ جا کر دروازہ پر بیٹھو اور کسی کو اندر مت آنے دو کیونکہ میرے سوا ہر ایک پر یہ طعام حرام ہے۔ غرض افطار کے وقت حضرتؐ نے طبق کو کھولا اُس میں بہشت کے میوؤں میں سے ایک خوشہ انگور اور ایک خوشہ خرما کے تھے اور بہشت کے پانی کا ایک گلاس۔ حضرتؐ نے اُن میوؤں کو سیر ہو کر کھایا اور وہ پانی پیا۔ جب ریلؑ نے بہشت کی کھڑکی سے پانی ڈالا اور میکائیلؑ نے حضرتؐ کا ہاتھ دھلایا اور اسرافیلؑ نے بہشت کے رومال سے حضرتؐ کے ہاتھ پونچھے اور باقی ماندہ کھانا مع برتنوں کے آسمان پر واپس لے گئے۔ پھر حضرتؐ نماز کے لیے اُٹھے جب ریلؑ نے کہا اس وقت نماز جا رہی نہیں ہے ابھی خدیجہؑ کے گھر جا بیٹے اور اُن سے معاہدہ کیجئے کیونکہ خدا اُچھا ہوتا ہے کہ اس رات آپؐ کی نسل سے خدیجہؑ طاہرہ طہن فرمائے۔ یہ سنکر آنحضرتؐ خدیجہؑ کی طرف چلے جناب خدیجہؑ کہتی ہیں کہ مجھے تنہائی سے اُس ہو گیا تھا۔ رات ہوتی تو میں دروازوں کو بند کر لیتی پر میرے گراہتی اور نماز میں مشغول ہو جاتی۔ پھر لباس شب پہن کر چراغ کو گل کر دی اور سو جاتی تھی۔ اس رات کچھ غنودگی میں

نقوش کے پانچ سال بعد جناب فاطمہؑ کی ولادت باسعادت۔

مقتل ہوگا۔ پھر مجھ کو موقف کے نام سے یاد کیا جائے گا کیونکہ میں لوگوں کو خدا کے نزدیک حساب کے لیے کھڑا کر دینگا اور خدا نے میرا نام عقب رکھا ہے کیونکہ تمام پیغمبروں کے عقب میں آیا ہوں اور میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ میں رسول رحمت توبہ اور رسول ملامت ہوں یعنی جنگ کرنے والا ہوں اور میں رسول مقتضے ہوں کہ تمام انبیاء کے قضا میں یعنی بعد میں مبعوث ہوا ہوں۔ اور میں قسم ہوں یعنی کامل تمام کمالات کا جامع۔ اور میرے پروردگار نے مجھ پر احسان کیا ہے اور کہا ہے کہ ہر پیغمبر کو اس کی امت کی زبان میں یعنی ایک زبان کے ساتھ مبعوث کیا ہے، اور تم کو ہر سرخ و سیاہ پر مبعوث کیا ہے اور تمہاری مدد کی ہے اُس خوف کے ساتھ جو تمہاری طرف سے تمہارے دشمنوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔ کسی دوسرے پیغمبر کے بارے میں ایسا نہیں کیا۔ اور کافروں کا مال غنیمت تمہارے لیے حلال کر دیا ہے لیکن تم سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں کیا تھا۔ بلکہ اُن کو یہ حکم دیا ہے کہ کافروں سے جو مال غنیمت میں حاصل ہو اس کو چلا دو۔ اور تم کو اور تمہاری امت کو عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ عطا کیا ہے اور وہ سورۃ فاتحۃ الكتاب کے سورتوں میں سے اور سورۃ بقرہ کی آیتیں ہیں۔ اور تمہارے اور تمہاری امت کے لیے تمام رُوسے زمین کو محل سجدہ قرار دیا ہے برخلاف اُمماتہائے گزشتہ کے کہ ان کو عبادت خانوں کے سوا کہیں سجدہ کا حکم نہ تھا۔ اور زمین کی خاک کو تمہارے لیے پاک کرنے والی بنایا اور کلمہ اللہ اکبر کو تمہاری امت کو بخشا۔ اور اپنا ذکر تمہارے ذکر سے متصل کر دیا کہ جب تمہاری امت مجھ کو وحدانیت کے ساتھ یاد کرے تو تم کو رسالت کے ساتھ یاد کرے۔ لہذا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تم کو اور تمہاری امت کو خوشخبری ہو۔

دوسری حدیث معتبر میں ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ حضرت کی خدمت میں آیا اور سوال کیا کہ کس سبب سے آپ کو احمد، محمد، ابوالقاسم اور بشیر و نذیر اور داعی کہتے ہیں؟ فرمایا کہ مجھ کو محمد اس لیے کہتے ہیں کہ زمین میں مدح کیا گیا ہوں، احمد اس وجہ سے کہ اہل آسمان نے میری ثنا کی ہے، اور ابوالقاسم اس سبب سے میرا نام ہے کہ روز قیامت خدا بہشت و دوزخ میرے سبب سے تقسیم کریگا لہذا جو شخص گزشتہ و آئندہ لوگوں میں سے کافر ہو گیا ہے اور مجھ پر ایمان نہیں لایا ہوگا اس کو جہنم میں ڈالے گا اور جو شخص مجھ پر ایمان لایا ہوگا اور جس نے میری رسالت کا اقرار کیا ہوگا اس کو بہشت میں داخل کرے گا۔ مجھ کو داعی اس سبب سے کہتے ہیں کہ میں لوگوں کو اپنے پروردگار کے دین کی دعوت دیتا ہوں۔ نذیر اس لیے کہتے ہیں کہ جو شخص میری نافرمانی کرتا ہے اس کو آتش جہنم سے ڈراتا ہوں بشیر اس لیے نام ہوا کہ اپنے فرمانبرداروں کو بہشت کی بشارت دیتا ہوں۔

حدیث موثق میں روایت ہے کہ حسن بن فضال نے امام رضا سے پوچھا کہ کس لیے حضرت سالتا کی کینت ابوالقاسم ہوتی؟ فرمایا اس لیے کہ حضرت کے ایک فرزند کا نام قاسم تھا۔ حسن نے کہا کیا حضور مجھ سے زیادہ آگاہ کرنے کے قابل نہیں سمجھتے۔ فرمایا کیوں نہیں؟ شاید تم نہیں جانتے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ میں اور علیؑ اس امت کے دو باپ ہیں۔ میں نے عرض کی ہاں جانتا ہوں۔ تو فرمایا کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ آنحضرت تمام امت کے باپ ہیں۔ میں نے کہا ہاں۔ پھر فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ علیؑ علیہ السلام

بہشت و دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ میں نے عرض کی ہاں۔ تو فرمایا کہ پیغمبر بہشت و دوزخ تقسیم کرنے والے کے باپ ہیں۔ اسی سبب سے خدا نے ان کی کینت ابوالقاسم قرار دی۔ میں نے عرض کی کہ ان کا باپ ہونا کس معنی سے ہے؟ فرمایا مطلب یہ ہے کہ جناب سرور کائنات کی شفقت تمام امت کے لیے شفقت پدر کے مانند ہے۔ اور علیؑ آنحضرت کی امت کے بہترین فرد ہیں اسی طرح بعد آنحضرت کے حضرت علیؑ کی شفقت امت پر آنحضرت کی شفقت کے برابر ہے کیونکہ وہ ان کے وحی اور جانشین اور اس امت کے امام و پیشوا ہیں۔ اس سبب سے فرمایا کہ میں اور علیؑ اس امت کے دو باپ ہیں۔ پھر فرمایا کہ ایک روز جناب سرور عالم منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ جو شخص کچھ قرض اور اہل و عیال چھوڑ کر مر جائے اُس کے قرض کی ادائی اور عیال کے اخراجات میرے ذمہ ہیں اور جو شخص کچھ مال چھوڑے اور اس کے وارث موجود ہوں تو مال اس کے وارثوں کا ہے۔ اسی سبب سے آنحضرت اپنی امت پر خود ان کی جانوں سے زیادہ تصرف کا حق رکھتے تھے۔ اسی طرح حضرت علیؑ آنحضرت کے بعد امت کی جانوں سے اُن پر زیادہ تصرف کا حق رکھتے تھے۔

دوسری حدیث موثق میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات کے دل نام تھے۔ پانچ نام قرآن میں مذکور ہیں اور پانچ نام اس سے علیحدہ ہیں۔ قرآن میں مذکور نام محمد، احمد، عبد اللہ، یحییٰ اور یونس ہیں۔ اور جو قرآن میں نہیں ہیں وہ فاتح، خاتم، کافی، مقفی اور حاشر ہیں۔ اور علی بن ابراہیم سے روایت ہے کہ خدا نے حضرت کا مزل نام رکھا کیونکہ جس وقت آنحضرت پر وحی نازل ہوتی تو آپؐ قبل اور پھر ہوتے تھے۔ اور مدثر کا خطاب قیامت سے پہلے حضرت کی رجعت کے اعتبار سے ہے یعنی وہ جو کفن پہنے ہوئے زندہ ہو کر دوبارہ لوگوں کو عذاب خدا سے ڈرائے۔

روایت معتبر میں ہے کہ سرور کائنات نے فرمایا کہ خلاق عالم نے مجھ کو اور علیؑ کو ایک نور سے پیدا کیا۔ اور ہمارے واسطے اپنے ناموں میں سے دو نام اشتقاق کیے۔ خداوند صاحب عرش محمود ہے میں محمد ہوں۔ اور حق سبحانہ، تعالیٰ علیٰ اعظم ہے اور امیر المؤمنین علیؑ ہیں۔

ابن بابویہ نے بسند صحیح امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب ابراہیم کے صحفوں میں آنحضرت کا نام ماتحی ہے تو ریت میں حاد، اکمل، امیر احمد اور قرآن میں محمد ہے۔ لوگوں نے پوچھا ماتحی سے کیا مراد ہے فرمایا بتوں، تصویروں اور ہر موجود باطل کا محو کرنے والا۔ اور حاد کے معنی ہیں خدا اور دین خدا کے دشمن سے دشمنی رکھنے والا خواہ وہ اپنا ہوا یا غیر۔ اور احمد اس لیے کہا ہے کہ خدا نے ان کی بہت مدح کی ہے اُن کے افعال شائستہ کے سبب سے جو ان کے پسند فرماتے ہیں۔ اور محمد سے یہ مطلب ہے کہ خدا اور فرشتے اور تمام انبیاء اور ان کی امتیں سب آنحضرت کی مدح کرتے اور آپؐ پر درود بھیجتے ہیں اور آپؐ کا نام عرش پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحریر ہے اور صفحہ نے بسند معتبر حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت کے دس نام قرآن میں ہیں





بطریق عامہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک روز پیغمبر نے فرمایا اے گروہ مردم جو شخص کفتار سے مستفیض نہیں ہوتا ماہتاب سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جو ماہتاب سے مستفیض نہیں ہوتا وہ زہرہ ہی کو غنیمت سمجھتا ہے اور اس کی روشنی سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور جو زہرہ سے بھی محروم رہتا ہے وہ فرقان سے فیض حاصل کرتا ہے۔ غرض میں شمس ہوں، علیٰ قمر ہیں، قاطعہ زہرہ ہیں اور حسن اور حسین فرقان ہیں۔

## فصل دوم

اُمّی کے معنی اور یہ کہ آنحضرت ہر زبان و تحریر و حروف سے واقف تھے۔ واضح ہو کہ اس میں اختلاف ہے کہ آنحضرت کو خدا نے اُمّی کیوں فرمایا ہے۔ بعض کہتے ہیں اس لیے کہ آپؐ کچھ پڑھ نہیں سکتے تھے؛ بعض کا قول ہے کہ آپؐ اُمّی سے منسوب ہیں یعنی بظاہر کسی سے تعلیم نہ حاصل کرنے کی وجہ سے مثل عرب کے ان پڑھ لوگوں کی طرح تھے؛ بعضوں نے کہا ہے کہ اُمّ (مال) کی جانب منسوب تھے یعنی بظاہر جس طرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے تھے اُسی حال پر تھے اور کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا؛ اور بعض حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ آپؐ اُمّ القریٰ یعنی مکہ کی جانب منسوب تھے۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرتؐ نے بعثت سے پہلے تک کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا۔ جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ وَمَا كُنْتُمْ تَنصُرُونَ وَمِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ لَا تَحْطُ بِهٖ بِسْمِیْكَ اِذَا لَا تَقَابُ الْمُبْطِلُونَ (آیت، سورۃ عنکبوت ۲۵) یعنی تم نے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھی تھی، نہ اپنے ہاتھ سے لکھنا سیکھا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو اہل باطل شک میں مبتلا ہوتے۔ اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ بعثت کے بعد بھی کچھ پڑھ سکتے تھے یا نہیں؛ تو حق یہ ہے کہ آپؐ لکھنے پڑھنے پر قادر تھے۔ چنانچہ وحی الہی کے ذریعہ آپؐ ہر چیز کو جانتے اور بقدرت خدا ہر اس کام پر قادر تھے جس سے دوسرے تمام لوگ عاجز تھے لیکن مصلحتاً خود لکھتے نہ تھے۔ اور اکثر اوقات دوسروں کو خطوط پڑھنے کا حکم فرماتے۔ اور کسی انسان سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا چنانچہ حدیث صحیح میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ خط لکھتے اور پڑھتے تھے۔ دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جن چیزوں کے ساتھ خدا نے اپنے پیغمبرؐ پر احسان کیا ہے ان میں سے ایک امر یہ بھی تھا کہ آپؐ اُمّی تھے۔ لکھتے نہ تھے مگر خطوط پڑھ لیا کرتے تھے۔ اور دوسری حدیث حسن میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ (سورۃ جمعہ آیت ۵۳) جس کا ترجمہ ہے کہ وہ خدا وہ ہے جس نے ایک رسولؐ ان پڑھوں میں انہی میں سے مبعوث کیا حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے لیکن چونکہ کوئی کتاب خدا کی جانب سے اب تک ان کے لیے نہیں آئی تھی اور نہ ان میں کوئی پیغمبر ہوا تھا اس سبب سے ان کو اُمّی کہا۔ بسند معتبر منقول ہے کہ

لہ فرقان دُور روشن تارے قطب شمالی کے نزدیک ہیں جو اس کے گرد گھومتے رہتے ہیں اور شام سے صبح تک ظاہر رہتے ہیں، کسی وقت غائب نہیں ہوتے۔ ۱۲ مترجم۔

امام محمد تقیؑ سے ایک شخص نے پوچھا کہ جناب رسول خدا کا نام اُمّی کیوں ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا اُمّی لوگ کیا کہتے ہیں اس نے کہا وہ کہتے ہیں کہ اس لیے حضرتؐ کو امی کہا کہ آپ ان پڑھ تھے۔ فرمایا وہ غلط کہتے ہیں۔ خدا ان سے سمجھے ایسا کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ خدا حضرتؐ کی شان میں فرماتا ہے کہ اُس نے ان میں ایک رسولؐ انہی میں سے بھیجا جو ان کے سامنے خدا کی آیتیں پڑھتا ہے اور ان کو کتاب حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر وہ خود کچھ نہیں جانتا تھا تو ان کو تعلیم کیسے دیتا تھا۔ واللہ حضرتؐ تہتر زبان میں لکھتے پڑھتے تھے۔ بلکہ خدا نے ان کو اُمّی اس لیے کہا کہ وہ اہل مکہ میں سے تھے اور مکہ کا ایک نام اُمّ القریٰ بھی ہے جیسا کہ فرمایا ہے کہ ذٰلِكَ الَّذِي رَأٰهُمْ الْقُرٰى وَمِنْ حَوْلِهَا (آیت، سورۃ الانعام ۱۰۱) اور حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب ابوسفیان احد کی جانب بغرض جنگ روانہ ہوا۔ جناب عباسؓ نے حضرتؐ کو خط لکھا اس میں حقیقت حال تحریر کی۔ جب وہ خط حضرتؐ کے پاس لایا گیا آپؐ مدینہ کے ایک باغ میں تشریف فرما تھے۔ حضرتؐ نے وہ خط پڑھا اور اپنے اصحاب کو نہیں بتایا بلکہ مدینہ سے چلنے کا حکم دیا۔ وہاں پہنچے تو اس خط کا مضمون لوگوں سے بیان فرمایا۔ دوسری حدیث میں فرمایا حضرتؐ لکھتے پڑھتے تھے اور دوسروں کا لکھا ہوا بھی پڑھتے تھے بلکہ بغیر لکھا ہوا پڑھ لیتے تھے اور جانتے تھے پھر لکھے ہوئے کو کیسے نہ جانتے۔ حدیث صحیح میں آنحضرتؐ سے قول حق تعالیٰ وَادْعِ اِلٰی هٰذَا الْقُرْآنِ لِاَنْذِرْكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَكُمْ (سورۃ الانعام آیت ۱۶) کی تاویل میں منقول ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے میری جانب قرآن کو وحی کی ہے تاکہ تم کو اور ہر اس شخص کو ہر زبان اور لغت میں عذاب خدا سے ڈراؤں جس تک میری دعوت پہنچے۔ اور دوسری حدیث معتبر میں امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ کوئی کتاب یا وحی نازل نہ کی مگر زبان عربی میں۔ مگر وہ انبیاء کے کاؤں میں انہی کی قوم کی زبان و لغت میں پہنچتی تھی۔ اور ہمارے پیغمبرؐ کے گوش مبارک میں عربی ہی زبان میں پہنچتی تھی اور یہ شخص جو حضرتؐ سے باتیں کرتا اپنی ہی زبان میں کرتا، لیکن آنحضرتؐ کے کاؤں میں عربی زبان میں اس کی باتیں پہنچتی تھیں۔ اور تمام آیتیں جو حضرتؐ جبرئیلؑ آنحضرتؐ کے پاس لاتے حضرتؐ کے احترام و تعظیم کے سبب ان کی طرف سے ترجمہ کیا کرتے تھے۔

## فصل سوم

آنحضرتؐ کی انگلشری، پکڑے، اسلحے، سواری اور تمام اسباب و سامان کا ذکر۔ شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ ایک دن جناب رسول خداؐ نے اپنی انگوٹھی امیر المومنینؑ کو دے کر فرمایا کہ اس پر محمد بن عبد اللہ نقش کر لاؤ۔ جناب امیرؑ نے حکاک کو نقش کے لیے دے دی۔ اُس نے محمد بن عبد اللہ نقش کر دیا۔ دوسرے روز حضرت علیؑ نے انگوٹھی حکاک سے واپس لی تو دیکھا کہ اس پر محمد رسول اللہؐ کندہ تھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا میں نے تجھ کو یہ کندہ کرنے کو تو نہیں کہا تھا۔ اُس نے کہا یا حضرت آپؐ مجھ سے غلطی ہو گئی میرے ہاتھوں سے ایسا ہو گیا۔ امیر المومنینؑ وہ انگوٹھی آنحضرتؐ کے پاس لائے اور واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے اس کو اپنی انگلی میں بہن لیا اور فرمایا میں محمد بن عبد اللہ بھی ہوں اور محمد رسول اللہ بھی ہوں۔ دوسرے روز صبح کو

گرا دیا اور مر گیا۔ وہی گنواں اس کی قبر بن گیا۔ دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت کا ایک ناقہ قصوانامی تھا۔ جب حضرت اس کی سواری سے اترتے مہار اس کے گلے میں ڈال دیتے اور وہ گھومتا پھرتا تھا۔ مسلمان اس کا احترام کرتے تھے اور اس کو کھانے کو دیا کرتے تھے۔ ایک روز اس نے سمرہ ابن جندب کے خیمہ میں اپنا سر داخل کیا اس نے اس کو ڈنڈے سے مارا جس سے اس کا سر پھٹ گیا اس نے آنحضرتؐ کے پاس آکر سمرہ کی شکایت کی۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کے ناقہ کی ناک کا حلقہ چاندی کا تھا۔ دوسری روایت میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کے گھر میں ایک جوڑا سرخ کبوتر کا تھا۔ دوسری چند حدیثوں میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ گول تھا۔

بسنہ معتبر علی بن مہر یار سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے ہاتھ میں فیروزہ کی انگوٹھی تھی جس پر ان اللہ الملک نقش تھا۔ حضرت نے فرمایا یہ وہ پتھر ہے جس کو جناب جبریلؑ آنحضرتؐ کے واسطے بہشت سے بدیہ کے طور پر لاتے تھے اور حضرت نے جناب امیرؑ کو اسے عطا فرمایا تھا۔ بسنہ معتبر عبد اللہ بن سنان سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت صادقؑ نے ایک انگوٹھی جناب رسول اللہؐ کی گچھ کو دکھائی جس کا حلقہ چاندی کا تھا اور نگینہ سیاہ جس پر دو سطروں میں محمد رسول اللہؐ لکھا تھا۔ دوسری معتبر حدیث میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی تلوار کا قبضہ چاندی کا تھا۔ اور بسنہ معتبر امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت کی ذوالفقار آسمان سے جبریلؑ لائے تھے جس کا قبضہ چاندی کا تھا۔ آنحضرتؐ کے تمام سامان واسلحے اور کپڑے وغیرہ کا تذکرہ میں کتاب صلیبہ المتقین اور بحار الاولیاء میں کرچکا ہوں۔ یہاں اتنا ہی کافی ہے۔

### فصل بہارم

خداوند عالم نے فرمایا ہے وَالْفُحَّاءُ وَاللَّيْلُ إِذَا مَجِئَی قَسَمِ ہے وقت چاشت کی اور رات کی جبکہ اُس کی تاریکی زیادہ اور قائم ہو جاتی ہے یا چیزوں کو چھپا لیتی ہے۔ مَا دَعَاكَ رَبُّكَ وَمَا قُلْتِ تمہارے پروردگار نے تم کو نہ چھوڑ دیا ہے کہ پھر وحی نہ بھیجے گا اور نہ تم سے ناراض ہے جیسا کہ وحی دیر میں آنے کے سبب کفار کہتے ہیں وَلَوْلَا خِرَاقَةُ خَيْرٍ لَّكَ مِنَ الْإِبْرَةِ لَبِئْسَ مَا يَدْعُو دُنْيَا سے آخرت بہتر ہے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔ اور خدا عنقریب تم کو اس قدر عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ زید بن علی سے روایت ہے کہ رضائے سرور کا ثبات اس میں ہے کہ خدا آپ کے اہلیت کے ہمراہ آپ کے دوستوں اور محبوں کو بہشت میں داخل کرے گا۔ حدیث معتبر میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا حضرت فاطمہؑ صلوٰۃ اللہ علیہا کے گھر تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ آپؐ کی چلا رہی ہیں اور ایک موٹی چادر اوڑھے ہوئے ہیں جیسا کہ اونٹ کا جُل ہوتا ہے حضرت یہ حال دیکھ کر روتے اور فرمایا اے فاطمہؑ دنیا کی سختیاں آخرت کی ابدی نعمتوں کے عوض برداشت کرو۔ اس وقت خدا نے یہ دونوں آیتیں نازل فرمائیں۔ دوسری حدیث میں وارد ہے کہ خدا نے پیغمبرؐ کو وہ شہر و ملک دکھائے جو آپؐ کی امت فتح کرے گی۔ حضرت دیکھ کر خوش ہوئے تو خدا نے فرمایا کہ تمہارے

جب اس کو دیکھا تو اس کے ہنسنے "علیاً ولی اللہ" بھی نقش تھا۔ حضرت کو حیرت ہوئی۔ اسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا خدا فرماتا ہے کہ اے میرے حبیبؐ جو تم نے چاہا تم نے نقش کیا اور جو ہم نے چاہا ہم نے نقش کیا۔ دوسری معتبر حدیث میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اُس کے نگینہ پر محمد رسول اللہؐ لکھا تھا۔ دوسری معتبر حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی دو انگوٹھیاں تھیں ایک پر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ لکھا تھا دوسری پر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لکھا تھا۔ حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ آنحضرتؐ تین کلاہ رکھتے تھے ایک بیدہ دوسری بیضا جو سفید تھی تیسری مضرہ تھی جس کے دو گوشے تھے جس کو جنگ کے موقع پر پہنتے تھے اور ایک چھوٹا عصا تھا جس پر آپؐ تکیہ کر لیا کرتے تھے۔ اور عید کے دنوں اپنے ہمراہ صحرا میں لے جایا کرتے تھے اور خطبہ پڑھتے وقت اُس پر تکیہ کرتے تھے اور ایک چھڑی تھی جس کو مشوق کہتے تھے اور ایک خیمہ تھا جس کو رکن کہتے تھے ایک پیالہ تھا جس کو میضہ کہتے تھے اور ایک دوسرا پیالہ تھا جس کو ری کہتے تھے حضرت کے پاس دو گھوڑے تھے ایک کا نام مہر تاجر اور دوسرے کا سبک تھا۔ دو بچہ تھے۔ ایک کو دُلْدُل دوسرے کو شہبا کہتے تھے۔ دو اونٹنیاں تھیں غصبا و جعدا۔ چار تلواریں تھیں ذوالفقار، عون، مجذوم اور رسوم۔ ایک ٹوٹا تھا جس کو یغوف کہتے تھے۔ ایک عامہ تھا صاحب نام۔ ایک زرہ تھی ذات الفضول جس کی تین کڑیاں چاندی کی تھیں ایک سامنے اور دو پیچھے۔ حضرت کا ایک علم تھا جس کو عقاب کہتے تھے۔ ایک بار برداری کے لیے اونٹ تھا دیباچ نامی۔ ایک لوا تھا جس کو معلوم کہتے تھے اور ایک خود تھا جس کو سعد کہتے تھے۔ ان تمام چیزوں کو حضرت نے اپنی وفات کے وقت امیر المؤمنینؑ صلوٰۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا اور اپنی انگوٹھی اُتار کر ان کی انگشت مبارک میں پہنا دی تھی۔ امیر المؤمنینؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی ایک تلوار کے قائم میں مجھے ایک صحیفہ ملا جس میں بے شمار علوم تھے۔ ان میں تین تہا ہیں بھی تھیں کہ "اُس کے ساتھ تعلق قائم کرو جو تم سے تعلق قطع کرے" حق بات ہو اگرچہ تم کو نقصان ہی پہنچے، اور اُس کے ساتھ احسان کرو جو تمہارے ساتھ بُرائی کرے۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ جب رسول خداؐ نے خیبر فتح کیا آپؐ کو ایک ٹوٹ غنیمت میں حاصل ہوا۔ وہ بقدرت خدا گویا ہوا کہ میرے مورث اعلیٰ کی نسل سے ساٹھ دراز گوش پیدا ہوئے جن میں سے ہر ایک پر سوائے پیغمبروں کے کوئی سوار نہیں ہوا۔ اور اُس نسل سے ہجر میرے کوئی باقی نہیں ہے اور آپؐ کے سوا کوئی پیغمبر بھی باقی نہیں ہے۔ میں ہمیشہ سے انتظار میں تھا۔ اس سے پہلے ایک یہودی کی ملک میں تھا اور دانستہ سرکش بنا ہوا تھا اور اس کو اپنی پشت سے گرا دیا کرتا تھا۔ وہ میری پیٹھ اوپر بیٹھ کر میرا رتا تھا۔ حضرت نے فرمایا میں نے تیرا نام یغوف رکھا۔ اور فرمایا تجھے کسی مادہ کی ضرورت ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ جب اُس سے کہا جانا کہ رسول خداؐ تجھ کو بلا لے ہیں تو فوراً دوڑتا ہوا آتا تھا جب آنحضرتؐ نے رحلت فرمائی وہ بہت پیچھے ہوا۔ اور رنج و غم کی شدت کے سبب اپنے کو کنوئں میں



## ساتواں باب

### آپ کی صورت و سیرت کثیر الفضائل اور جسم اقدس کے بعض اوصاف و معجزات کا بیان

حدیث معتبرہ میں جناب امام حسن اور امام حسین علیہم السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی آنکھوں سے آپ کی عظمت ظاہر ہوتی تھی اور سینہ اقدس سے ہیبت نمایاں تھی اور چہرہ اقدس سے نور درخشاں تھا جس طرح چودھویں رات کا چاند چمکتا ہے۔ کمر سے اوپر کچھ بلندی تھی جس سے بہت بلند معلوم ہوتے تھے سر مبارک بڑا تھا۔ سر کے بال نہ بہت گھنٹھ پالے تھے نہ بالکل سیدھے کھڑے کھڑے۔ اکثر اوقات کان کی نو سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ جب کبھی زیادہ لمبے ہو جاتے تو بیچ میں سے مانگ نکال لیا کرتے تھے اور سر کے دونوں طرف بالوں کو ڈال لیا کرتے تھے۔ آپ کا چہرہ اقدس سفید و نورانی تھا۔ پیشانی کشادہ اور باریک کمان کی طرح کھینچے ہوئے اور باہم ملے ہوئے نہ تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ ملے ہوئے تھے۔ ایک رگ پیشانی کے درمیان تھی جو غصہ کے وقت پھول جاتی اور ابھر آتی تھی۔ اور آنحضرتؐ کی ناک کشیدہ اور باریک تھی درمیان سے اٹھی ہوئی جس سے ایک نور چمکتا تھا۔ ریش مبارک گھنی ہوئی جس کے بال برابر ادھر ادھر نکلتے ہوئے نہ تھے۔ دہن اقدس بالکل چھوٹا نہ تھا۔ دانت بہت سفید براق نازک اور کشادہ تھے۔ نہایت نرم بال سینہ سے ناف تک آگے ہوئے تھے۔ اور آپ کی گردن صفائی درخشندگی اور استقامت میں چاندی کی گردن کی طرح تھی جو بنانی جاتی ہے اور صیقل کی جاتی ہے۔ آپ کے جسم کے تمام اعضا نہایت مناسب اور قوی تھے اور سینہ اور پیٹ ایک دوسرے کے برابر تھے۔ دونوں شانوں کے درمیان کشادگی تھی اور جسم کی تمام جوڑ کی ہڈیوں کے سرے مضبوط اور ٹھوس تھے یہ شجاعت قوت کی نشانی ہے اور عرب میں قابل تعریف سمجھا جاتا ہے۔ بدن مبارک سفید و نورانی تھا۔ سینہ کے درمیان سے ناف تک بالوں کا ایک باریک سیاہ چمکدار خط تھا مثل چاندی کے جس پر صیقل کیا ہوا ہو۔ ان کی صفائی کی زیادتی کے سبب ایک سیاہ خط معلوم ہوتا تھا۔ آپ کے پستان سینہ اور شکم ہر طرف بالوں سے خالی تھے۔ آپ کے ہاتھوں اور شانوں پر بال تھے۔ کلانیال چوڑی اور پھیلیاں کشادہ تھیں۔ ہاتھ پیر مضبوط تھے۔ یہ صفات مردوں کے لیے پسندیدہ اور بہادری اور طاقت کی علامتیں ہیں۔ انگلیاں لمبی بازو اور پٹیلیاں صاف و کشیدہ تھیں۔ پیروں کے تولے برابر نہ تھے بلکہ درمیان میں خالی تھے جو زمین پر نہ لگتے تھے۔ پشت یا صاف و نرم تھیں اس حد تک کہ اگر ان پر پانی کا ایک قطرہ گرتا تو گرکتا نہ تھا،

واسطے آخرت دُنیا سے بہتر ہے اور تمہارا پروردگار قیامت کے روز تم کو اس قدر عطا کرے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ خدا نے آنحضرتؐ کو بہشت میں ہزار قصر ایسے بخشے ہیں جنکی زمین مشک کی ہے۔ اور ہر قصر میں عورتیں اور خدمتگار اس قدر ہیں جو قصر کے شایان ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یٰذَا وَی وَوَجَدَ لَکَ مَثَلًا فَمَہْدٰی وَوَجَدَ لَکَ عَآیِلًا فَاَعْنٰی (سورۃ فتح، آیت ثانیہ، ت)۔ واضح ہو کہ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہے۔ وجہ اول یہ کہ کیا خدا نے تم کو یتیم بغیر باپ ماں کے نہیں پایا۔ تو تم کو بعد المطلب اور الباطل کے ذریعہ پناہ دی اور تمہاری تربیت و حفاظت پر ان کو موکل کیا اور تم کو کم شدہ پایا یعنی تم اپنے دادا سے مکہ کے دروں میں گم ہو گئے تھے یا اپنی دایہ حلیمہؓ سے گم ہو گئے تھے تو بعد المطلب کی تمہاری طرف رہنمائی کی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ایک سفر میں الباطل کے ہمراہ تھے رات کو شیطان نے آکر حضرت کے ناکہ کی ہمار پکڑ لی اور راستہ سے الگ کر دیا۔ پھر جبریل آئے اور شیطان کو جھگڑایا اور ناکہ کو قافلہ سے ملحق کر دیا۔ اور اسے رسولؐ تم کو عامل یعنی مفلس و تہی دست پایا تو خدا نے خدیجہؓ کے مال سے اور کافروں کی غنیمتوں سے غنی کر دیا۔ حدیث معتبرہ میں منقول ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ خداوند عالم نے کس سبب سے آنحضرتؐ کو یتیم کر دیا اور آپ کے مال باپ کو آپ کی کم سنی میں دُنیا سے اٹھا لیا؟ فرمایا اس لیے کہ آنحضرتؐ پر کسی مخلوق کا کوئی حق نہ رہے۔ اور دوسری حدیث معتبرہ میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس لیے یتیم کر دیا تھا کہ رسولؐ نے خدا کے آنحضرتؐ پر کسی کی اطاعت واجب و لازم نہ ہو۔ وجہ دوم امام محمد باقر اور امام جعفر صادق اور امام رضا علیہم السلام سے منقول ہے کہ ”تم یتیم تھے“ کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے زمانہ کے یکتا کمالات میں مثل در یتیم کے ہو۔ خدا نے تمہاری طرف لوگوں کی رہنمائی کی اور تم کو مرجع خلائق بنایا اور تم لوگوں میں گناہ تھے۔ لوگ تم کو نہیں پہچانتے تھے اور تمہاری قدر و منزلت نہیں سمجھتے تھے۔ تو اہل دُنیا کو ہدایت کی تاکہ تم کو پہچانیں اور خلائق کو تمہاری طرف محتاج کیا تو ان کو تمہارے علم سے غنی کر دیا۔ وجہ سوم حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ”تم کو تمہنا پایا تو لوگوں کے لیے تم کو پناہ کا مرکز بنا دیا اور تمہاری قوم تم کو گمراہ سمجھتی تھی تو ان کو تمہاری شناخت کی ہدایت فرمائی اور بریشان اور مفلس دیکھا یا کہ قوم تم کو بے مال و دولت کے سمجھتی تھی تو تم کو بے نیاز کر دیا، تمہاری دعا کو مقبولیت کا درجہ دے کہ اگر پتھر کو سونا بنا دینے کی دعا کر دے تو مقبول ہوگی۔ اور جس جگہ غذا میسر نہ ہوگی تمہارے اعجاز سے کھانا آجائے گا۔ جس جگہ پانی نہ ہو گا تمہارے واسطے پانی پیدا کر دے گا اور فرشتوں کو تمہارا ہر حال میں معین و مددگار بنایا۔

راستہ چلنے میں مغزوں کی طرح پیروں کو زمین پر کھینچنے نہ تھے بلکہ اٹھا کر چلتے تھے۔ سر جھکا کر چلتے جیسے کہ بلندی سے اترتے ہیں۔ جباروں کے مانند گردن ٹیڑھی نہ کرتے۔ قدم دور دور رکھتے مگر متانت و وقار کے ساتھ رکھتے۔ کسی سے گفتگو کرتے تو صاحبان دولت کے مانند گوشہ چشم سے نہ دیکھتے بلکہ پورے جسم کے ساتھ اس کی طرف مڑ جاتے۔ بیشتر نگاہیں نیچی رکھتے اور بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ دیکھتے نظر کرنے میں پوری آنکھیں کھول کر نہ دیکھتے بلکہ گوشہ چشم سے دیکھتے جس کو دیکھتے سلام میں سبقت فرماتے۔ ہر وقت غور و فکر میں رہتے کبھی غور و خوض اور کسی شغل سے غالی نہ رہتے۔ بلا ضرورت کلام نہ کرتے۔ باتیں کرنے میں پورا دھن نہ کھولتے لیکن گفتگو واضح اور صاف ہوتی تھی۔ کلمات جامع ہوتے۔ جن میں الفاظ کم اور معانی بہت اور حق ظاہر کرنے والے ہوتے، کلام میں زیادتی نہ ہوتی، انظار مقصد میں کمی نہ ہوتی۔ نہایت نرم مزاج تھے سمجھتی و درشتی آپ کے خلق کریم میں مطلق نہ تھی کسی کو حقیر نہ سمجھتے۔ تھوڑی نعمت کو بہت جانتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ کرتے، لیکن دنیائے فانی کی کھانے پینے کی چیزوں کی تعریف بھی نہ فرماتے۔ کبھی غصہ نہ کرتے لیکن ایسے حق کے بارے میں جو ضائع کیا جاتا ہو خدا کی خوشنودی کے لیے غضبناک ہوتے اس طرح کہ کوئی آپ کو پہچان نہ سکتا، اور آپ کے غضب کے مقابلہ پر بھڑکنے کی تاب نہ رکھتا تھا یہاں تک کہ حصول حق کے لیے انتقام لے کر حق کو جاری فرما لیتے۔ کسی جانب اشارہ کرتے تو چشم و ابرو سے نہیں بلکہ ہاتھ سے اشارہ کرتے، عجیب کے موقع پر ہاتھ اٹھاتے اور حرکت دیتے۔ کبھی دامن کو بائیں ہاتھ پر مارتے۔ جب خدا کے لیے غصہ فرماتے تو بہت انظار کرتے۔ جب خوش ہوئے آنکھیں جھکا لیتے اور خوشی کا اظہار بہت نہ کرتے تھے۔ حضرت کا ہنسنا لہجہ تھا اور ہنسنے کی آواز مشکل سے ظاہر ہوتی۔ کبھی کبھی ہنسنے میں دلدراہٹ نہ لگتی۔ شبہم کے قطروں کے مانند چمکنے لگتے۔ گھر کی مشغولیت میں اوقات تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصہ عبادت خالق کے لیے، ایک حصہ ازدواج کے لیے اور ایک حصہ اپنی ذات کیلئے جو وقت جس کام کے لیے ہوتا اس میں کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہوتے۔ اور وقت کا جو حصہ اپنے واسطے مخصوص فرمایا تھا وہ دوسرے لوگوں میں صرف کیا کرتے تھے اس میں سے کچھ اپنے لیے باقی نہ رکھتے۔ پہلے مخصوص لوگوں سے ملتے اس کے بعد باقی وقت عوام میں گزارتے۔ ہر شخص کی عزت دین میں اس کے علم اور اس کی فضیلت کے مطابق کرتے اور ان کی ضرورت کے موافق ان کی طرف متوجہ رہتے اور جو کچھ ان کے فائدہ اور اُمت کی اصلاح کیلئے ضروری ہوتا بیان فرماتے اور بار بار فرماتے کہ موجودہ لوگ جو مجھ سے سُن رہے ہیں ان لوگوں تک پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں فرمایا کرتے تھے کہ ان کی حاجتیں مجھ سے بیان کرو جو خود مجھ تک اپنی حاجتیں نہیں پہنچا سکتے۔ بے شہہ بعض کسی کی حاجت کسی بادشاہ تک پہنچا تا ہے جو خود نہیں پہنچا سکتا خداوند عالم روز قیامت اس کو ثابت قدم رکھے گا ایسی ہی مفید باتوں کے سوا حضرت کی مجلس میں کوئی دوسری بات کا تذکرہ نہیں ہوتا تھا۔ حضرت کسی کی لغزش اور گفتگو میں غلطی پر موقوفہ نہیں فرماتے تھے۔ آپ کے صحابہ آپ کی مجلس میں علم کے طالب ہو کر آتے اور نصحت ہوتے تو علم کی صلاح و تشریح لیکر جاتے اور دوسروں کی ولایت و رہنمائی کرتے تھے یہ حالات تو انھیں گھانے کے تھے جب

حضرت کے اخلاق حمیدہ و عادات پسندیدہ۔

حضرت گھر سے باہر نکلتے تو بے فائدہ گفتگو نہیں کرتے لوگوں کی دُجوئی فرماتے ان سے نفرت نہیں کرتے تھے ہر قوم کے بزرگ کی عزت کرتے اور اس کو اس کی قوم پر والی بنا دیتے۔ لوگوں کے شر سے پرہیز کیا کرتے لیکن ان سے علیحدگی اختیار نہ فرماتے، اور ان کے ساتھ خوشخوئی و خوش مزاجی میں کمی نہ کرتے۔ اپنے اصحاب سے ملتے رہتے اور ان کے حالات معلوم کرتے رہتے۔ ان کی جو اچھی باتیں لوگوں میں مشہور ہوتیں ان کی تعریف کرتے اور زیادہ تر غیب دیتے اور ان کی بڑائیوں کو ان کی نگاہوں میں بُرائی ثابت کر کے ان کو ترک کرانے کی کوشش فرماتے۔ آپ کے تمام کام اعتدال کے ساتھ ہوتے افراط و تفریط سے کام نہ لیتے۔ لوگوں کے حالات سے غافل نہ ہوتے تاکہ وہ خود بھی غافل نہ ہوں اور باطل کی طرف رجوع نہ ہو جائیں۔ اور حق کے اظہار میں کوتاہی نہ کرتے اور اس سے دست بردار نہیں ہوتے تھے۔ نیک لوگوں کو اپنے پاس بلکہ دیتے تھے۔ آپ کے نزدیک زیادہ صاحب فضل و شرف وہ تھا جس کی خیر خواہی مسلمانوں کے حق میں زیادہ ہوتی، اور سب سے زیادہ بزرگ وہ تھا جو لوگوں کے ساتھ زیادہ نیکی و احسان کیا کرتا۔ حضرت کی مجلس کے آداب یہ تھے کہ مجلس میں نہیں بیٹھتے اور وہاں سے نہیں اٹھتے مگر ذکر خدا کے ساتھ۔ اور مجلس میں اپنے واسطے کوئی مخصوص جگہ قرار نہ دیتے اور لوگوں کو بھی اس سے منع فرماتے۔ جب کسی جلسہ میں تشریف لے جاتے سب کے پیچھے جو جگہ خالی ہوتی وہیں بیٹھ جاتے تھے، اور لوگوں کو بھی اسی کی ترغیب دیتے۔ اپنے اہل مجلس میں سے ہر ایک کے ساتھ اس طرح احترام و عزت کے ساتھ التفات فرماتے کہ ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ دنیا میں مجھ سے زیادہ حضرت کے نزدیک بلند مرتبہ کوئی نہیں جس کے ساتھ بیٹھتے جب تک وہ خود نہ اٹھتا حضرت بھی نہ اٹھتے تھے۔ اگر کوئی شخص کوئی حاجت پیش کرتا تو حق الامکان روا کر دیتے تھے۔ ورنہ اس سے شہر میں کلامی اور وعدہ کے ساتھ راضی کر لیتے آپ کا خلق عظیم تمام دنیا پر چھایا ہوا تھا۔ تمام لوگ آپ کے نزدیک حق میں برابر تھے۔ آپ کی مجلس میں برادری، حیا، سچائی اور امانت سے مملو ہوتی اس میں شور و غل نہیں ہوتا تھا کسی کی بُرائیاں نہیں بیان کی جاتی تھیں۔ اگر کسی سے کوئی غلطی یا خطا سرزد ہوتی تو اس کا ذکر نہیں کیا جاتا تھا۔ سب کے سب آپ میں ایک دوسرے کے ساتھ عدل و انصاف اور نیکی و احسان کا برتاؤ کرتے۔ اور ہر ایک دوسرے کو تقویٰ و پرہیز گاری کی وصیت کرتا اور آپس میں تواضع اور عاجزی کا برتاؤ کرتے۔ بڑھوں کی عزت کرتے چھوٹوں پر رحم کرتے اور صاحب حاجت کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے غریبوں کی رعایت کرتے۔

آنحضرت کی عادت اہل مجلس کے ساتھ یہ تھی کہ ہمیشہ کشادہ رو اور نرم خور رہتے کسی کو آپ کی ہمیشگی سے زحمت و تکلیف نہ ہوتی۔ آپ تند مزاج اور سخت کلام نہ تھے۔ کبھی فحش بات زبان سے نہ نکالتے۔ لوگوں کے عیوب نہ بیان کرتے نہ بہت تعریف کرتے۔ اگر کوئی بات خلاف مزاج ہو جاتی تو نظر انداز فرماتے کوئی شخص آپ سے نا اُمید نہیں ہوتا تھا۔ کسی کی اُمید آپ سے منقطع نہیں ہوتی تھی کسی سے لڑتے نہ تھے بہت باتیں نہ کرتے جس چیز سے کوئی فائدہ نہ ہوتا اس کی طرف التفات نہ کرتے۔ کسی کی مذمت نہ کرتے کسی کی سرزنش نہ فرماتے۔ لوگوں کے عیوب اور غلطیوں کی جستجو نہ کرتے کسی امر میں کلام نہ کرتے سوائے

اُس کے جس میں ثواب کی امید ہوتی۔ جب حضرت گفتگو کرتے تو اہل مجلس سر ہٹھا کر اس طرح خاموش و ساکت ہو جاتے گویا کہ ان کے سروں پر طیور بیٹھتے ہیں۔ حضرت کے سامنے لوگ شور و غل اور آپس میں تکرار نہ کر سکتے۔ اگر ایک شخص بات کرتا تو دوسرے لوگ خاموش ہو کر غور سے سنتے۔ اس کی باتوں کے خلاف کلام نہ کرتے۔ حضرت لوگوں کے ساتھ ان کے ہنسنے اور تعجب میں ان کی موافقت فرماتے۔ غریبوں اور دیہاتیوں کے خلاف ادب برتاؤ پر صبر کرتے یہاں تک صحابہ ان کو اپنے ساتھ حضرت کی مجلس میں لاتے اور وہ سوال کرتے اور مستفید ہوتے۔ آنحضرت خود فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی صاحبِ جند کو دیکھو تو میرے پاس لاؤ۔ حضرت کو خوشامدانہ مدح و ثناء پسند نہ تھی سوائے اس کے جس پر حضرت نے کچھ احسان فرمایا ہوتا۔ آپ کسی کی بات قطع نہ کرتے سوائے اس کے کہ وہ گفتگو باطل ہوتی تو حضرت منع فرماتے یا خود وہاں سے اٹھ کر چلے جاتے۔ آنحضرت جب سکوت فرماتے تو چار وجہوں کے سبب۔ ۱۔ علم جو جاہلوں کے مقابلہ میں ہوتا جبکہ وہ نامناسب اور بیہودہ بات کرتے، یا اس کے ضرر سے محفوظ رہنے کے لیے سکوت فرماتے، یا ہر شخص کی قدر و منزلت کے لحاظ سے ہوتا، یا غور و فکر کے سبب سے ہوتا۔ ہر شخص کی قدر و منزلت کا لحاظ یہ کہ تمام اہل مجلس پر یکساں التفات فرماتے اور ہر ایک کی باتیں توجہ سے سنتے۔ اور غور و فکر دُنیا سے فانی اور دارِ بقا کے بارے میں ہوا کرتا۔ حضرت کی ذاتِ علم و صبر کا مجموعہ تھی۔ کوئی بات آپ کو غضبناک نہیں کرتی تھی اور کوئی چیز آپ کو بے چین نہیں کرتی تھی۔ چار باتیں آپ کی احتیاط و پرہیزگاری تھیں۔ نیکیوں کا کرنا تاکہ لوگ آپ کی پیروی کریں، برائیوں کا ترک تاکہ لوگ ترک کر دیں۔ جس امر میں اُمت کا فائدہ ہو اس میں زیادہ کوشش۔ ایسے امر کا عمل میں لانا جس میں اُمت کے لئے دُنیا و آخرت کی بہتری ہو۔

حدیثِ معتبر میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا کے چہرہ اور کارنگ سفید سُرخ مائل تھا، آنکھیں سیاہ اور کشادہ، ابرو باریک اور لمبے ہوتے، انگلیاں متفرق اور مضبوط سُرخ مائل جن سے نورِ ساطع تھا، حضرت کے کاندھوں کی ہڈیاں قوی، ناک کشیدہ اس حد تک کہ جب پانی نوش فرماتے تو پانی کے قریب پہنچ جاتی، کوئی سسٹن و سیرت میں آنحضرت کے برابر نہ تھا اور نہ ہو سکتا ہے۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ آنحضرت کے پچھلے ہونٹ پر ایک خال تھا اور حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جب آنحضرت کو غصہ آتا تو آپ کی پیشانی اور سے مثل موتیوں کے پسینہ ٹپکنے لگتا۔

ہوگا ہر ایک سے بلند نظر آئے گا۔ اس کے چہرے پر پسینہ کے قطرے موتیوں کے مانند ہوں گے جن سے مشک کی خوشبو آتی ہوگی۔ اُس کا شل نہ پہلے کسی نے دیکھا ہوگا نہ بعد اُس کے دیکھا جائے گا۔ خوشبو بہت پسند کرنے والا اور بہت سی عورتوں سے نکاح کرنے والا ہوگا۔ اس کی نسل کم ہوگی اور اُس کی دختر بابرکت سے بڑھے گی۔ جس کے لیے بہشت میں ایسا گھر ہوگا جس میں نہ کوئی دکھ ہوگا نہ درد و غم وہ اہلِ لڑکی کی آخر زمانہ میں کفالت کرے گا جس طرح ذکرِ بانی تہداری ماں کی کفالت کی ہے اُس دختر سے دو فرزند پیدا ہوں گے جو شہید ہوں گے۔ اُس پیغمبر کا کلام قرآن ہوگا، دین اسلام ہوگا۔ طویل ہے اس کے لیے جو اُس کے زمانہ میں ہوا اور اُس کا کلام سننے۔ عیسیٰ نے کہا خداوندِ اٹوٹی کیا ہے فرمایا ایک درخت ہے بہشت میں جس کو میں نے اپنے دستِ قدرت سے بویا ہے جس کا سایہ تمام بہشتوں میں ہے۔ اُس کی جڑِ رضوان ہے اُس کا پانی چشمِ تسنیم کا ہے جس کا پانی سردی میں کا فوریت میں زنجبیل ہے۔ جو اُس کا پانی ایک گھونٹ بھی پی لے گا، کبھی پیسا نہ ہوگا۔ جناب عیسیٰ نے عرض کی اے پالنے والے اس میں سے تھوڑا پانی مجھے بھی عطا فرما۔ خدا نے فرمایا اے عیسیٰ اس کا پانی تمام اہلِ عالم پر حرام ہے جب تک وہ پیغمبر اور اس کی اُمت نہ بنی لے۔ اے عیسیٰ اتم کو آسمان پر اٹھا لوں گا پھر آخر زمانہ میں زمین پر بھیجوں گا تاکہ ان کے ساتھ نماز ادا کرو کیونکہ وہ اُمتِ رحومہ ہے۔

حدیثِ معتبر میں حضرت امیر المومنین سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے کسی کو پیغمبرِ خدا کے مانند نہیں دیکھا جس کے دونوں شانوں کے درمیان اتنی کشادگی ہو۔

بسمِ مثنوی امام محمد باقر سے منقول ہے کہ پیغمبرِ خدا نے فرمایا کہ ہم گردہ انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل بیدار رہتے ہیں۔ اور میں جس طرح سامنے دیکھتا ہوں اسی طرح سر کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ اور دوسری چند حدیثوں میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ ایک روز جنابِ ابودرّ آنحضرت کی ملاقات کے لیے آئے معلوم ہوا کہ حضرت فلاں باغ میں ہیں۔ وہاں گئے تو دیکھا کہ حضرت سو رہے ہیں تو ایک سٹوکی لکڑی لے کر توڑا تاکہ امتحان کریں کہ آنحضرت سو رہے ہیں یا جاگتے ہیں۔ حضرت نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا ابودرّ میری آزمائش کرتے ہو تم کو نہیں معلوم کیا کہ جس طرح میں تم کو بیداری میں دیکھتا ہوں اسی طرح نیند میں بھی دیکھتا ہوں۔ میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔ اور پسند آئے صحیح بہت سی حدیثوں میں امام محمد باقر سے منقول ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں تم کو نشتِ سر سے اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح سامنے سے دیکھتا ہوں۔ لہذا نماز میں اپنی صفیں درست رکھو ورنہ خداوندِ عالم تمہارے دلوں میں باہم مخالفت پیدا کر دے گا۔

دو حدیثِ معتبر میں امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ خداوندِ عالم نے آنحضرت کے واسطے بہشت سے ہریسہ بھیجا جس کے کھانے سے چالیس مردوں کی قوتِ جماعت آنحضرت میں پیدا ہوگی۔ دوسری روایت میں وارد ہے کہ پیغمبر نے درِ پُشت کی خدا سے شکایت کی تو خدا نے فرمایا کہ ہریسہ کھاؤ۔



۹۰۷	آنحضرت کے عاملوں کے نام	
۹۰۷	آنحضرت کے قاصدوں کے نام	
۹۰۷	آنحضرت کے مداح شعرا کے نام	
۹۰۷	ذو جبر عثمان بن مظعون کا حضرت سے اپنے شوہر کی بے التفاتی کی شکایت کرنا	
۹۰۸	حضرت کی حقیقی چھوٹی زاد بہن کا نکاح مقداد سے	
۹۰۸	خاندانی محبت کے سبب ابولہب کا حضرت کی جماعت میں قریش سے جنگ کے لیے نکلنا	
۹۰۹	مطیع والدین لڑکی کی رسول خدا کے نزدیک عزت و شرف	
۹۰۹	آنحضرت کے دو مؤذن	
۹۰۹	آنحضرت کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھنے والے مومنین	
۹۱۰	جناب امیر، حمزہ، جعفر اور حسین علیہم السلام کے فضائل	
۹۱۰	مومنین سے خدا کی مراد حمزہ، جعفر و علی علیہم السلام	
۹۱۰	جناب حمزہ کی مدح	
۹۱۱	بہشت سے پہلے ایک دوست کی حاجت برآی	
۹۱۳	ستار و نواں باب - ہمارے دو صحابہ و تابعین کی فضیلت اور ان کے بعض مجمل حالات	۵۷
۹۱۳	آنحضرت کے مومن صحابہ بارہ ہزار تھے۔	
۹۱۳	مومن صحابہ کے احترام کی تاکید	
۹۱۴	آنحضرت کے زمانہ کے ایک گروہ کی مدح	
۹۱۴	صاحب ایمان کے لیے طوبی خواہ حضرت کی زیارت سے مشرف نہ ہوا ہو	
۹۱۴	آنحضرت کے بعد کے مسلمان بہتر ہیں	
۹۱۵	ایمان کے درجے اور فضیلت کا معیار	
۹۱۷	اٹھا و نواں باب - بعض اکابر صحابہ کے فضائل کا تذکرہ	۵۸
۹۱۸	حضرت عمار کی مدح	
۹۱۸	آنحضرت کو چار اشخاص سے محبت کا خدا کا حکم	
۹۱۸	آیہ مودت کے نزول پر حضرت کا اصحاب سے اپنی تبلیغ رسالت کا اجر طلب کرنا	
۹۱۹	حضرت عمار و مقداد وغیرہ کی مدح	
۹۱۹	جناب عمار کا اپنے حق ہونے پر یقین اور بہشت کا پانچ اشخاص کے لیے مشتاق ہونا	
۹۱۹	سابق الایمان یا پانچ اشخاص ہیں	

۸۷۸	جناب ابراہیم کے غم میں محزون ہونے پر عائشہؓ کا ماریہ قبطیہ کو جبریل سے مہتم کرنا اور آنحضرتؐ کا جناب امیر کو جبریل کے قتل پر مامور فرمانا اور جبریل کے خواجہ سر اہونے کا انکشاف	
۸۷۹	۵۲ با و نواں باب - آنحضرتؐ کی بیویوں کی تعداد اور ان کے مختصر حالات	
۸۸۷	اسماء بنت عثمان سے عائشہؓ و حفصہؓ کا فریب اور اس کا آنحضرتؐ سے ہناہ مانگنا	
۸۸۷	ایک انصاری عورت کا آنحضرتؐ کو اپنا نفس بخشنے کا اظہار کرنا اور حفصہؓ کا اس کو ملامت کرنا	
۸۸۷	علیؓ کی نشانی ہدایت کا علم اور خدا کی شمشیر میں	
۸۸۷	جناب عائشہؓ کا جناب صفیہؓ کو زبان سے آزار پہنچانا اور نزول آیت	
۸۹۱	۵۳ تری نواں باب - جناب زینبؓ سے ترویج کا تذکرہ اور زید بن حارثہ کے بعض حالات	
۸۹۳	۵۴ چو نواں باب - جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حالات	
۸۹۳	جناب امیرؓ کو آنحضرتؐ کا حکم کہ میرے بعد مظالم پر صبر کرنا اور آپ کی مدح	
۸۹۳	تأیید علیؓ قرآن کے ساتھ اور قرآن علیؓ کے ساتھ	
۸۹۵	آل محمدؐ کا حق مسلمانوں پر قیامت تک واجب ہے۔	
۸۹۵	جناب رسول خداؐ کا حضرت علیؓ سے وصیت نامہ لکھوا کر ام سلمہؓ کے سپرد فرمانا اور تاکید کہ میرے بعد کچھ نشانیاں بنا کر جو شخص تم سے یہ نامہ طلب کرے اس کو دے دینا	
۸۹۷	۵۵ پچھپنواں باب - حضرت عائشہؓ و حفصہؓ کے حالات	
۸۹۷	آنحضرتؐ کے آزار پر عائشہؓ اور حفصہؓ کا اتفاق	
۸۹۸	آنحضرتؐ کا حفصہؓ سے راز بیان کرنا اور ان کا افشا کرنا اور مذمت میں نزول آیت	
۸۹۹	آنحضرتؐ کا وہ راز جو آپؐ نے حفصہؓ سے بیان فرمایا تھا	
۹۰۱	ابو ہریرہؓ، انسؓ بن مالک اور عائشہؓ نے آنحضرتؐ کی طرف بہت غلط حدیثیں منسوب کی ہیں	
۹۰۲	حق علیؓ کے ساتھ ہے اور ہمیشہ ان کے ساتھ چلتا ہے گا	
۹۰۲	علیؓ سے حسد پر عائشہؓ کو آنحضرتؐ کی ملامت	
۹۰۲	عورتوں کو پردہ کی تاکید	
۹۰۳	۵۶ چھپنواں باب - آنحضرتؐ کے اکثر عزیزوں، خادموں، ملازموں اور غلاموں کے حالات	
۹۰۳	جناب رسول خداؐ کا حضرت ابوطالب سے محبت کرنا اور ان کی خدمتوں کا اعتراف	
۹۰۴	آنحضرتؐ کے خطوط اور وحی لکھنے والوں کے نام	
۹۰۴	معاذ بن عمروؓ کا آنحضرتؐ کا کاتب ہونے کا شرف بھی حاصل نہ ہوا	
۹۰۴	حضرت کی حفاظت کرنے والوں کے نام	

باب نمبر	مضمون	صفحہ
۹۳۴	سلمانؓ کے والدین کے مظالم	۹۳۴
۹۳۴	جناب سلمانؓ کا تین راہبوں کے پاس قیام اور آخری راہب کی ہدایت سے مکہ معظمہ آنحضرتؐ کی تلاش میں آنا	۹۳۴
۹۳۴	جناب سلمانؓ کو آنحضرتؐ کا چار سو دھت خرما کے عوض خرید کر آزاد کرنا	۹۳۴
۹۳۸	خلیفہ دوم کے زمانہ میں جناب سلمانؓ کا حاکم مدائن ہونا، خلیفہ کا عتاب آمیز خط اور اس کا جواب	۹۳۸
۹۴۰	جناب سلمانؓ کے ابتدائی حالات	۹۴۰
۹۴۲	جناب سلمانؓ کی خلیفہ اول کو نصیحت	۹۴۲
۹۴۲	جناب سلمانؓ کا علم	۹۴۲
۹۴۵	جناب سلمانؓ کی کرامت - مسجد نبویؐ میں لوگوں کا اپنے نسب پر فخر کرنا اور جناب سلمانؓ پر طعن کرنا	۹۴۵
۹۴۶	قرض دینے کا ثواب - جناب سلمانؓ کا لوگوں کو قرآن چھوڑ دینے کی وجہ بیان کرنا	۹۴۶
۹۴۷	جناب سلمانؓ کا یہودیوں سے آنحضرتؐ اور اہلبیتؑ کے فضائل بیان کرنا اور ان کا سلمانؓ کو تازیانہ سے مارنا	۹۴۷
۹۴۹	جناب رسول خداؐ کا حضرت سلمانؓ کی نگاہوں کے سامنے ہو کر یہودیوں کے لیے بددعا کا حکم فرمانا	۹۴۹
۹۵۱	جناب سلمانؓ کا زہد اور آپ کے لیے ایک شخص کا مکان بنانا	۹۵۱
۹۵۲	جناب سلمانؓ سے فرشتہ کا باتیں کرنا	۹۵۲
۹۵۳	جناب سلمانؓ کا دعویٰ کہ تمام سال روزہ رکھتا ہوں تمام رات عبادت میں بسر کرتا ہوں اور ہر روز ایک قرآن ختم کرتا ہوں حضرت عمرؓ کا اعتراض اور ان کا جواب	۹۵۳
۹۵۴	جناب سلمانؓ کا حضرت ابوذرؓ کی دعوت کرنا	۹۵۴
۹۵۴	حضرت سلمانؓ جناب لقمانؓ سے بہتر ہیں	۹۵۴
۹۵۴	محبت علیؑ کے سبب بہشت میں جناب سلمانؓ کا بلند درجہ بہشت سلمانؓ کی عاشق بنے	۹۵۴
۹۵۴	سلمانؓ و ابوذرؓ کے درمیان مواخات	۹۵۴
۹۵۵	حضرت سلمانؓ کی مدح	۹۵۵
۹۵۷	جناب سلمانؓ کی وفات کے وقت ان سے مردہ کا ہم کلام ہونا	۹۵۷
۹۵۸	ملک الموت کا آنا اور مرنے والے سے گفتگو	۹۵۸
۹۵۸	کراماتیں کا مرتبہ وقت تمام زندگی کے نیک و بد اعمال دکھانا	۹۵۸
۹۵۹	میت کو غسل دینے والوں سے اس کی روح کی پھالیش	۹۵۹

باب نمبر	مضمون	صفحہ
۹۱۹	وہ اصحاب جنہوں نے پیغمبرؐ کے بعد دین میں کوئی تغیر نہیں کیا	۹۱۹
۹۲۰	سات اشخاص کے لیے زمین پیدائی گئی	۹۲۰
۹۲۰	عمارؓ کا آخری وقت تک حق پر ہونا	۹۲۰
۹۲۲	حضرت ابوذرؓ، سلمانؓ، عمارؓ اور خود امیر المومنینؓ کے فضائل	۹۲۲
۹۲۲	امیر المومنینؓ کے شیعوں کو لوگ ہیں	۹۲۲
۹۲۲	جناب امیرؓ کا رضائے الہی میں اپنے کو فنا کرنے کا اظہار	۹۲۲
۹۲۳	آنحضرتؐ کا ارشاد کہ بہشت چار شخصوں کی مشاق ہے	۹۲۳
۹۲۳	جناب عمارؓ کے ذکر ایک یہودی کا قرض اور ان کے لیے پتھر کا سونا بننا - جناب رسول خداؐ کی زبانی عمارؓ کی مدح	۹۲۳
۹۲۵	چند یہودیوں کا جناب عمارؓ سے مناظرہ اور ان کا دعویٰ کہ اگر رسول اللہؐ حکم دیں تو میں آسمان کو زمین پر گرادوں اور زمین کو آسمان پر لے جاؤں	۹۲۵
۹۲۷	بلالؓ کو جناب ابو بکرؓ کا خرید کر آزاد کرنا اور ان کا جناب امیرؓ کی تعظیم و تکریم زیادہ کرنا	۹۲۷
۹۲۸	صہیبؓ کا ایمان افروز اعتقاد	۹۲۸
۹۲۸	جناب بنی الارث کا حال	۹۲۸
۹۲۹	جناب عمارؓ کے والدین کی مدح	۹۲۹
۹۲۹	حضرت عمارؓ کی فضیلت	۹۲۹
۹۲۹	علم دین سیکھنے کی فضیلت اور ثواب	۹۲۹
۹۲۹	سلمانؓ و ابوذرؓ کا مثل موالیان اہلبیتؑ میں ممکن نہیں	۹۲۹
۹۳۰	ایمان کے درجے اور ان کی مقدار، ابوذرؓ اور سلمانؓ میں تقسیم	۹۳۰
۹۳۰	سلمانؓ و ابوذرؓ و مقدادؓ وغیرہ حواریین محمدؐ و علیؑ ہیں	۹۳۰
۹۳۰	حضرت عمارؓ کا شوق شہادت	۹۳۰
۹۳۰	حضرت عمارؓ کی مدح	۹۳۰
۹۳۰	حضرت علیؑ و سلمانؓ و ابوذرؓ و مقدادؓ و عمارؓ کی مدح میں نزول آیت	۹۳۰
۹۳۱	علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کی مدح اور ان کے وسیلے سے معاہدوں کا مقبول ہونا	۹۳۱
۹۳۱	سات اشخاص جو بعد رسالتؐ گمراہ نہیں ہوئے	۹۳۱
۹۳۳	دعائے نور اور اس کی تاثیر	۹۳۳
۹۳۳	انٹھواں باب - جناب سلمانؓ فارسی کے اخلاق و خصائل پر ستیدہ : فضائل اور تمام حالات	۹۳۳

باب نمبر	مضمون	صفحہ
۴۲	باسمِ سوال باب - آنحضرت کی اُمت کے فضائل اور ان کے بعض حالات	۹۹۳
۹۹۳	اُمت رسول میں گمراہ فرقوں کی صفیں اور مذمت	۹۹۳
۹۹۵	عام اُمت کے کردار کی پیشینگوئی	۹۹۵
۴۳	ترجمہ سوال باب - آنحضرت کی وصیتیں اور وہ تمام حالات و اوقات جو آپ کی وفات کے قریب واقع ہوئے۔	۹۹۵
۹۹۶	اُمت کو قرآن و اہلیت سے متمسک رہنے کی ہدایت و تاکید	۹۹۶
۹۹۶	علیؑ تاویل قرآن پر لوگوں سے جنگ کریں گے	۹۹۶
۹۹۶	صحابہ کو لشکرِ اسامہ کے ساتھ جانے کی تاکید	۹۹۶
۹۹۷	وقتِ وفات آنحضرت کا خطبہ اور اُمت کو عملِ نیک کی تاکید	۹۹۷
۹۹۷	آنحضرت کے آخری وقت عائشہؓ و حفصہؓ کا اپنے اپنے والد کو نماز پڑھانے کی فمائش	۹۹۷
۹۹۷	اور آنحضرت کا ان دونوں پر غضبناک ہو کر خود نماز پڑھانے کے لیے مسجد میں تشریف لے جانا	۹۹۷
۹۹۷	لشکرِ اسامہ کے ساتھ نہ جانے والوں پر آنحضرت کا تین بار لعنت کرنا	۹۹۷
۹۹۹	قریبِ رحلت آنحضرت جبریلؑ کا منجانبِ خدا ایک عہد نامہ لانا اور آنحضرت کا اس کو جناب امیرؑ کے سپرد فرمانا	۹۹۹
۱۰۰۰	آنحضرت کی جانب سے جناب امیرؑ پر مصائب کی تفصیل اور صبر کی تاکید	۱۰۰۰
۱۰۰۱	منبر پر آنحضرت کا آخری خطبہ اور لوگوں کو عملِ نیک کی تاکید اور ظلم و جور سے ممانعت	۱۰۰۱
۱۰۰۲	جناب عباسؓ سے آنحضرت کا ارشاد کہ تم میرے خلیفہ ہو جاؤ اور ان کا عذر کریں بڑھا ہو گیا ہوں	۱۰۰۲
۱۰۰۲	جناب امیرؑ سے آنحضرت کا وصیت فرمانا اور اپنے قریب قات عطا فرمانا اور تمام چیزیں ان کے سپرد کرنا	۱۰۰۲
۱۰۰۳	تمام حاضرین سے آنحضرت کی جناب امیرؑ کی اطاعت کی تاکید	۱۰۰۳
۱۰۰۳	آخری وقت آنحضرت کا فرمانا کہ میرے حبیب کو بلاؤ اور جناب عائشہؓ و حفصہؓ کا اپنے اپنے والد کو بلانا، حضرت کا ان کی طرف سے منہ پھیر لینا آخر جناب امیرؑ کا آنا، ان سے آنحضرت کا راز کی باتیں کرنا	۱۰۰۳
۱۰۰۳	آنحضرت کا اپنے آخری وقت امیر المومنین کو علوم کی تعلیم دینا	۱۰۰۳
۱۰۰۵	آنحضرت کی انصار سے رعایت کرنے کی وصیت	۱۰۰۵
۱۰۰۶	اُمت کو قرآن و اہلیت کے ساتھ تمسک کی تاکید	۱۰۰۶
۱۰۰۸	آنحضرت کا جناب امیرؑ اور ان کے مشیعوں کے رشتہ گار ہونے کی خوشخبری دینا	۱۰۰۸

باب نمبر	مضمون	صفحہ
۴۰	قبر میں پہنچنے کے بعد کی سرگزشت	۹۵۹
۹۶۱	خدا کے نزدیک محبوب ترین تین اعمال ہیں	۹۶۱
۹۶۲	جناب سلمانؓ کی وفات	۹۶۲
۹۶۳	سما سوال باب - جناب ابوذر غفاریؓ کے حالات اور آپ کے فضائل و مناقب	۹۶۳
۹۶۴	دُعائے حضرت ابوذر غفاریؓ جو اہل آسمان میں مشہور ہے	۹۶۴
۹۶۷	جناب ابوذرؓ کا نماز پڑھنا اور شیر کا آپ کی گوسفند دل کی نگہبانی کرنا	۹۶۷
۹۶۸	حضرت ابوذرؓ کا زہد مرنے اور مبعوث ہونے میں وقفہ	۹۶۸
۹۷۰	جناب ابوذرؓ سب سے زیادہ پیچھے ہیں	۹۷۰
۹۷۱	آنحضرت کی جناب ابوذرؓ کے بارے میں پیشینگوئی	۹۷۱
۹۷۲	جناب ابوذرؓ کی آنحضرت سے محبت اور ان کا حضرت کی محبت میں پیغام دینا	۹۷۲
۹۷۳	جناب ابوذرؓ کا اپنی اُمت کی مذمت میں عثمانؓ کے روبرو حدیث بیان کرنا	۹۷۳
۹۷۴	جناب ابوذرؓ کا عثمانؓ کو ایک لاکھ درہم روک رکھنے پر سرزنش کرنا	۹۷۴
۹۷۵	عثمانؓ کا ابوذرؓ کو زندہ بھیجا۔	۹۷۵
۹۷۷	جناب امیرؑ وغیرہم کا جناب ابوذرؓ کو ان کے مصائب پر تسکین دہنشی آمیز کلمات ارشاد فرمانا وغیرہ	۹۷۷
۹۸۱	عثمانؓ کے قرآن چاک کرنے پر جناب امیرؑ کا رنج اور ابوذرؓ سے اظہار اور ان کا جناب امیرؑ کی شہادت کی خبر دینا	۹۸۱
۹۸۳	جناب ابوذرؓ اور معاویہؓ کی گفتگو ابوذرؓ کا معاویہؓ پر آنحضرت کا لعنت کرنا بیان کرنا وغیرہ	۹۸۳
۹۸۵	جناب ابوذرؓ کا علانیہ احادیث رسولؐ بیان کرنا اور بنی اُمتہ کی مذمت کرنا	۹۸۵
۹۸۶	جناب ابوذرؓ کی وفات اور ان کی تجہیز و تکفین	۹۸۶
۹۸۷	جناب ابوذرؓ کی کفن کے بارے میں وصیت	۹۸۷
۹۸۷	جناب ابوذرؓ کا خطِ حدیث کے نام جس میں نیک امور پر عمل کرنے کی نصیحت	۹۸۷
۹۸۸	حدیث کی طرف سے خط کا جواب	۹۸۸
۹۸۹	جناب ابوذرؓ کی وصیت اور انتقال اور اہل عراق کی ایک جماعت کا انکی تجہیز و تکفین کرنا	۹۸۹
۹۹۱	اسم سوال باب - مقدادؓ بن اسودؓ کندی کے فضائل و حالات	۹۹۱
۹۹۱	باکدہ لڑکیاں درخت کے پھل کے مانند ہیں ان کو جلد تر و تازہ کرنا چاہیے	۹۹۱
۹۹۲	مقداد کو عثمانؓ کا امر نیک سے باز آنے کا حکم	۹۹۲
۹۹۲	مقداد اور عبدالرحمن بن عوفؓ کی گفتگو	۹۹۲



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ الصَّلٰوةُ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اَصْطَفٰهُ مُحَمَّدٌ وَ اٰلِهِ خَیْرٌ مِّنَ الْوَرْدِ۔ اَمَّا بَعْدُ  
حضرت عبداللہ محمد باقر ابن محمد تقی عنی اللہ عنہما کی تالیف سے تاریخ ولادت و وفات و معجزات و غزوات  
اور تمام احوال شریفہ حضرت خاتم النبیین و اشرف المرسلین و سید المنتجبین محمد ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم  
حبیب اللہ العالمین اور آپ کے آبائے طاہرین اور اصحاب متدینین کے حالات میں 'حیات القلوب'  
کی یہ دوسری کتاب ہے اور اس کے چند ابواب ہیں۔

## باب اول

### حضرت سرور انبیاء کا نسب مبارک اور آنحضرت کے آباء و اجداد کے حالات

پہلی فصل آنحضرت کے نسب کا تذکرہ۔

آنحضرت کا مشہور شجرہ نسب یہ ہے: محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بن عبداللہ وہ عبدالمطلب کے بیٹے وہ ہاشم کے  
وہ عبد مناف کے وہ قصی کے وہ کلاب کے وہ مرہ کے وہ لوی کے وہ غالب کے وہ فہر کے وہ مالک کے وہ نضیر  
کے وہ کنانہ کے وہ خزیمہ کے وہ مدرکہ کے وہ الیاس کے وہ مضر کے وہ نزار کے وہ معد کے وہ عدنان کے  
وہ اوکے وہ ادر کے وہ الیسع کے وہ الہمیسع کے وہ سلامان کے وہ بنت کے وہ حمل کے وہ قیدار کے وہ  
اسمعیل کے وہ ابراہیم علیہ السلام کے وہ تارخ کے وہ ناخور کے وہ شریح کے وہ غو کے وہ فالح کے وہ عابر کے وہ  
شالح کے وہ ارشد کے وہ سام کے وہ نوح کے وہ ملک کے وہ متوشلح کے وہ اخنوخ کے وہ الیازد کے وہ مہلیل  
کے وہ قینان کے وہ انوش کے وہ شیت کے اور وہ حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند ہیں حضرت ام سلمہ  
کی روایت کے مطابق عدنان اوکے بیٹے وہ زید کے وہ الشری کے وہ اعراق الشری کے بیٹے تھے۔ ام سلمہ  
فرماتی ہیں کہ زید ہی ہمیسع ہیں اور ثری بنت۔ اور اعراق الشری اسماعیل ہیں۔ اور ابن بابوی کی روایت کے مطابق  
عدنان اوکے وہ اود کے وہ زید کے وہ یقود کے وہ ہمیسع کے وہ بنت کے وہ قیدار بن اسمعیل کے بیٹے  
ہیں۔ اور ابن عباس کی روایت کے مطابق یہ ہے کہ عدنان بن اوبن اور بن الیسع بن الہمیسع بن ششم  
بن منجر بن سالور بن الہمیسع بن بنت بن قیدار بن اسمعیل بن ابراہیم بن تارخ بن شریح بن غابر  
بن ارشد بن متوشلح بن سام بن نوح بن ملک بن اخنوخ بن مہلیل بن زبائر۔ اور ایک روایت کے مطابق

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## مضمون

صفحہ	مضمون
۱۰۰۸	آنحضرت کا جناب فاطمہ و اہلبیت کو تمام مومنین کے سرور فرمانا
۱۰۰۹	جناب سیدہ سے آخر وقت آنحضرت کا بطور کچھ فرمانا جس سے معصوم کا خوش و مرور ہوتا
۱۰۰۹	چونکہ مضمون باب۔ آنحضرت کی وفات اور آپ کی تجیز و تکفین وغیرہ
۱۰۱۰	تحقیق تاریخ وفات آنحضرت جناب عبداللہ جناب عبدالمطلب جناب خدیجہ و حضرت ابوطالب علیہم السلام
۱۰۱۰	آنحضرت کی زبانی الاسفیان کی مذمت
۱۰۱۱	کافر جنت میں آنحضرت کے ساتھ علی و فاطمہ کی شرکت
۱۰۱۱	آخری وقت آنحضرت کا سر آغوش جناب امیر میں
۱۰۱۱	جنگ جمل کی پیشین گوئی
۱۰۱۲	بعد غسل و کفن آنحضرت سے جناب امیر کا سوال کرنا اور حضرت کا انوکھا موت کے واقعہ سے آگاہ کرنا
۱۰۱۲	صحابہ کے سامنے حضرت کا آخری خطبہ اور ارشاد کہ اگر مجھ سے کسی پر ظلم ہو گیا ہو تو وہ اسی دنیا میں قصاص لے لے اور اسود بن قیس کا اپنا قصاص طلب کرنا
۱۰۱۵	آنحضرت کی وفات کے وقت اہلبیت رسالت کا اضطراب
۱۰۱۶	آنحضرت کی وفات پر جناب امیر کی حالت زار اور آپ کا صبر و شکر
۱۰۱۸	ملک الموت کا جناب فاطمہ سے گھر میں آنے کی اجازت طلب کرنا
۱۰۱۸	آخری وقت ملک الموت سے آنحضرت کی گفتگو
۱۰۲۱	غسل دینے کے بعد جناب امیر کا آنحضرت کی لاش سے اپنا درد و غم بیان کرنا
۱۰۲۱	جناب رسول خدا اور ائمہ اہلبار کی تجیز و تکفین میں فرشتوں کا نازل ہونا و مدد کرنا
۱۰۲۲	آنحضرت پر صحابہ کا نماز پڑھنا
۱۰۲۳	آخری وقت آنحضرت کا جناب سیدہ کو دلاسا دینا
۱۰۲۵	بعد وفات آنحضرت اہلبیت کی سقیم حالت پر خدا کی جانب سے تسلی و تشفی
۱۰۲۶	آنحضرت کو آخری وقت زہر دیا جانا جس سے آپ کی شہادت واقع ہوئی
۱۰۲۶	خلفائے ثلاثہ کی جناب رسول خدا کے جنازہ سے غیر حاضری
۱۰۲۷	غسل مس میت کا جواز
۱۰۲۸	مصحف فاطمہ ۲ اور اس کی حقیقت
۱۰۲۹	پہلی فصل مضمون باب۔ وہ حالات جو آنحضرت کے دفن کے بعد صریح مقدس کے نزدیک ظاہر ہوئے۔
۱۰۲۹	معاویہ کا آنحضرت کا منبر توڑ کر از سر نو منبر بنوانا جس سے آفتاب کو لگ گیا اور زلزلہ آیا
۱۰۳۰	جناب امیر کا ابو بکر کو آنحضرت کو بعد وفات لکھانا اور حضرت کا ان کو علی کی اطاعت کا حکم دینا
۱۰۳۰	لوگوں کا جناب امیر کو ابوبکر کی بیعت پر مجبور کرنا اور ان حضرت کا جناب رسول خدا سے کفر یا کفرنا
۱۰۳۱	آنحضرت کے سامنے امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔